مُعِینُ الطَّالِبِین

عَلٰی رِیَاضِ الصَّالِحِین

درجہ رابعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

تالیف

مولانا علی محمد قاسمی

تخریج

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی

استاد: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

ناشر

جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

مُعِینُ الطَّالِبِیْن
عَلٰی رِیَاضِ الصَّالِحِیْن

درجہ رابعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

تالیف

مولانا علی محمد قاسمی



خریج

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی

استاد: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی



ناشر

جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

اسٹاکسٹ

مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"معین الطالبین علی ریاض الصالحین"

درجہ رابعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

مؤلف:

مولانا علی محمد قاسمی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاد: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

ناشر

دارالتصنیف: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

اسٹاکسٹ

مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی

سلام مارکیٹ دکان نمبر 3

0300-2714245

”معین الطالبین علی ریاض الصالحین“

درجہ رابعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

ملنے کے دیگر پتے :

☆ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

☆ قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی

☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ ☆ مکتبہ عمر فاروق، کراچی

☆ بخاری کتاب گھر، سکھر ☆ مکتبہ صدیقیہ، سوات

☆ مکتبہ حقانیہ، چمن ☆ مکتبہ المیزان لاہور، سرگودھا

☆ مکتبۃ الحسن، لاہور ☆ مکتبہ عمر فاروق، پشاور

☆ اشاعت اکیڈمی، پشاور ☆ مکتبہ امدادیہ، ملتان

☆ حقانی کتب خانہ جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن والحدیث، لاڑکانہ

☆ کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی ☆ کتب خانہ انعامیہ، کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	تقریظ: محقق العصر العلامۃ الاجل فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد زیب المدنی، استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی	
2	دعائیہ کلمات: جامع المعقول والمنقول، ماہر العلوم والفنون حضرت مولانا جان محمد صاحب حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ کلفٹن	
3	تقریظ: فضیلۃ الشیخ استاذ العلماء حضرت مولانا کمال الدین المسترشد صاحب حفظہ اللہ رئیس دار الافتاء جامعہ اسلامیہ کلفٹن	
4	کلمات تبرک: ولی دوراں حضرت مولانا عبداللہ صاحب حفظہ اللہ (شکارپور)	
5	پیش لفظ	11
6	انتساب	14
7	**كتاب الجهاد**	15
8	باب فضل الجهاد	15
9	باب بيان جماعة من الشهداء فى ثواب الآخرة ويغسلون ويصلى عليهم........	74
10	باب فضل العتق	79
11	باب فضل الاحسان الي المملوک	81
12	باب فضل المملوک الذى يؤدى حق الله وحق مواليه	84

13	باب فضل العبادة فى الهرج وهو الاختلاط والفتن ونحوها	87
14	باب فضل السماحة فى البيع والشراء والاخذ والعطاء وحسن القضاء.........	88
15	**كتاب العلم**	97
16	باب فضل العلم	97
17	**كتاب حمد الله تعالىٰ وشكره**	113
18	باب وجوب الشكر	113
19	**كتاب الصلوٰة على رسول الله**	117
20	باب الامر بالصلوٰة عليه وفضلها وبعض صيغها	117
21	**كتاب الاذكار**	127
22	باب فضل الذكر والحث عليه	127
23	باب ذكر الله تعالىٰ قائماً وقاعداً ومضطجعاً ومحدثاً	161
24	باب ما يقول عند نومه واستيقاظه	163
25	باب فضل خلق الذكر والندب الى ملازمتها	164
26	باب الذكر عند الصباح والمساء	171
27	باب ما يقول عند النوم	178
28	**كتاب الدعوات**	185
29	باب فضل الدعاء	185
30	باب فضل الدعاء بظهر الغيب	211
31	باب فى مسائل من الدعاء	214

تقریظ:

محقق العصر العلامة الاجل فضیلة الشیخ حضرت مولانا محمد زیب المدنی

استاذ الحدیث جامعة العلوم الاسلامیه علامه بنوری ٹاؤن کراچی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علیٰ من لا نبی بعده

اسلام کامدار اور اساس قرآن کریم کے بعد حدیث ہے، دونوں ہدایت کے سرچشمیں ہیں حدیث شریف کی تشریح کے بغیر فہم قرآن کریم ناممکن ہے یہ بات سب جانتے ہیں کہ دین کے علم کا اساسی سرچشمہ قرآن کریم ہے جس کا بیان اس حدیث میں ہے،((فیه نبأ ما قبلکم وخبر مابعدکم وحکم ما بینکم)) اور عمل کا سرچشمہ اسوۂ حسنہ ہے جس کا حاصل ذات بابرکات نبوی ہے، قرآن پاک میں ہے بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ میں نور عمل موجود ہے اور یہ دونوں باہم مطابق اور ایک دوسرے پر پورے پورے منطبق ہیں اس شان سے کہ عمل نبوی قرآن سے ذرہ برابر منحرف نہیں ہے اور نہ علم قرآن عمل نبوی سے ذرہ برابر متجاوز ہے، اس کمال مطابقت کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر قرآن کا علم اور قانون جامع اور کامل ہے جس سے کوئی ہدایت چھوٹی ہوئی نہیں ہے تو نبوت کا عملی اسوہ حسنہ بھی یقیناً جامع اور کامل ہے، جس سے دین کا کوئی عملی نمونہ رہا ہوا نہیں ہے، نیز اگر قرآن اور اس کے لائے ہوئے قانون میں کسی ادنیٰ کمی زیادتی کی گنجائش نہیں ہے تو عملی اسوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی اضافہ وبیشی کی گنجائش نہیں ہوسکتی ہے ورنہ تطبیق ومطابقت باقی نہیں رہ سکتی جس کا دعویٰ قرآن پاک اور حدیث نبوی میں ہیں، قرآن پاک (الیوم اکملت لکم دینکم) اور حدیث (وکان خلقه القرآن) جس کا صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس طرح قرآن کے بعد نوع انسانی کی ہدایت کے لئے کسی جدید نمونہ علم کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی نئی کتاب یا صحیفہ کی صورت نازل ہو ایسے ہی نبوت کے اسوۂ حسنہ کے بعد کسی نئے نمونہ عمل کی ضرورت نہیں ہوسکتی کہ اسے لیکر کوئی مبعوث ہو یا اختراع کر کے عمل کا کوئی نیا روپ خود سے دین میں نکالے کیونکہ اگر اس دین کے علم یا عمل میں کمی بیشی کی گنجائش ہو تو یہ دین، دین کامل وجامع نہیں کہلایا جاسکتا، حالانکہ قرآن وحدیث اس کے کامل اور جامع ہونے کے مدعی ہیں، بہرحال اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کی حفاظت اپنے ذمہ لیا ہے، قرآن نے اعلان حفاظت فرمایا(انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون) قرآن کریم وحی جلی وحی متلو ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وحی خفی وحی غیر متلو ہے، حدیث کی حفاظت بھی مراد ہے۔

(ا) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے لئے مبین وضاحت کرنے والا قرار دیا((وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم))

(۲) معلم شارح کے عنوان سے قرآن نے ذکر فرمایا (یعلمھم الکتاب والحکمۃ) آپ کے مناصب نبوت میں تلاوت سکھانا، تعلیم کتاب وحکمت ،تزکیہ نفوس وغیرہ مناصب ذکر ہے، قرآن کریم متن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات، اقوال وافعال وتقریرات واسوۂ حسنہ تشریح وتفسیر ہے، قرآن مجید علم ہے تو حدیث عمل ہے، قرآن اجمال ہے تو حدیث تفصیل ہے، اس لئے کوئی بھی شخص قرآن کریم کے احکام ومضامین کی تشریح، مجملات کی تفصیل، مشکلات کی توضیح اور اس کے اسرار ونکات سے آگہی کے سلسلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات اور آپ کے اقوال وافعال وسیرت اور اسوۂ حسنہ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ سے قرآن وسنت کی حفاظت ان کی قوت حافظہ اور زور قلم سے لیکر آج تک سفینہ بہ سفینہ سینہ بہ سینہ تدوین حدیث اور کتابت، متون وشروح کی صورت میں موجود ہے اور قیامت تک رہے گا، کتب ستہ یا صحاح ستہ اور ان کے بے شمار شروح اور دیگر کتب تفسیر وحدیث قرآن وسنت کی حفاظت کے لئے موجود ہیں اور رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اب سے قیامت تک کتنے تفاسیر اور شروح احادیث لکھے جائیں گے۔

برصغیر پاک وہند میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کی نسبی وحسبی اولاد کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے قرآن وسنت کی حفاظت کو اپنا نصب العین بنایا تھا، تفاسیر اور شروح احادیث کے لامثال خدمت اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو نصیب فرمائی۔ دار العلوم دیوبند اور اس عظیم تحریک کے سپہ سالاروں نے حفاظت قرآن وحدیث کے لئے جامعات ومدارس اسلامیہ، تعلیم وتعلم سینہ در سینہ تصنیف وتالیف قائم فرما کے ہزاروں تفاسیر اور شروح احادیث لکھے گئے اور لکھے جائیں گے۔

ان جامعات میں دیوبند ثانی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن ہے جس کی شاخیں اور فضلاء کے خدمات حفاظت قرآن وحدیث کے لئے پوری دنیا میں موجود ہے، انتہائی اخلاص وللھیت سے کام کررہے ہیں، یہ حضرت محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اخلاص وللھیت، حرمین شریفین اور ہر مقام پر نیم وشب کی دعاؤں کے ثمرات واثرات ہیں، جس کو ہر خاص وعام نصف النہار کی روشنی کی طرح روشن حقیقت سمجھتا ہے، اس سلسلۃ الذھب میں اپنے آپ کو شامل کرنے کے لئے اور اپنے نام کو حدیث کے سپہ سالاروں میں اندراج کی خاطر امام شیخ الاسلام محدث کبیر محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی النووی کی کتاب "ریاض الصالحین" جو قرآن کریم کی آیات اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل مشہور ومعروف ہے، اس کا کچھ حصہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب میں شامل ہے اس کی شرح لکھنے کی سعادت جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل نوجوان مولانا علی محمد قاسمی صاحب نے حاصل کی ہے جو قرآن کریم کے آیات کا ترجمہ وتفسیر اور احادیث کی تشریح نیز مشکل الفاظ کی لغوی معنی اور بعض مقامات پر مختصر صرفی ولغوی تحقیق نیز بعض رواۃ حدیث کا مختصر تعارف اور بعض احادیث کے ذیل میں مختصر مسائل جدیدہ کی تخریج پر مشتمل ہے اور اس کا نام "معین الطالبین علی ریاض الصالحین" رکھا ہے۔

اپنی نااہلی اور وقت کی کمی کی وجہ سے مولانا موصوف کو میں نے کچھ کلمات لکھنے سے معذرت کرلی تھی لیکن ان کے بار بار اصرار پر یہ چند کلمات لکھ دیئے اور تحریر میں لاکر حوالہ قرطاس کررہا ہوں، مجھے امید ہے کہ ریاض الصالحین کی شرح معین الطالبین پہلے تراجم اور شروح میں اگر کمی رہ گئی ہوگی تو اس نے پوری کی ہوگی۔

بعض مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا موصوف نے بہت محنت سعی وکاوش سے مختصر اور جامع شرح لکھی ہے البتہ مقدمہ میں کچھ الفاظ میں مبالغہ اور لفاظی کا معمولی عنصر میرے کوتاہ نظر میں ہے شاید حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس تالیف کو مقبول خاص وعام بنائے، مؤلف موصوف کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور اس سے زیادہ قرآن وحدیث کی خدمت کی توفیق وہمت نصیب فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

شیر علی شاہ

۲۳/۲/۱۴۳۶ھ

۵/۱۲/۲۰۱۵ء

دعائیہ کلمات:

جامع المعقول والمنقول ، ماہر العلوم والفنون حضرت مولانا جان محمد صاحب حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعطی نبیہ القرآن ومثلہ معہ وصلی اللہ علی من اوتی من الکلم جوامعۃ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن تبعہ

ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی دمشقی سات ہجری کے بہت بڑے محدث، عابد، زاہد گزرے ہیں، مسلم شریف پران کی مشہور شرح ملحق بالکتاب ہے، بخاری شریف کے کچھ حصہ کی انہوں نے شرح لکھی تھی لیکن منصۂ شہود پرنہیں آئی، ان کی کتاب ''الاذکار'' مشہور کتاب ہے، جس کے لئے زمانہ سلف میں ایک مشہور مقولہ تھا کہ ''بع الدار واشتر الاذکار''۔ریاض الصالحین اخلاق، تہذیب باطن اور تعلق باللہ ورجوع الی اللہ کے لئے تریاق کا کام دیتی ہے، درجہ رابعہ میں کتاب الجہاد پڑھایا جاتا ہے۔

جامعہ اسلامیہ کلفٹن کے استاد محترم مولانا علی محمد قاسمی زید علمہ، صاحب ذوق عالم ہیں جو کتاب ان کے زیر درس ہوتی ہے اس میں وہ ہر نکتہ اور لطافت کے درپے ہوتے ہیں، ''معین الطالبین'' کے نام سے انہوں نے اس حصہ کی مختصر شرح لکھی ہے جس میں بقدر ضرورت لغوی تحقیق اور ترجمہ وتشریح کردی ہے، نہ کتاب میں اتنی طوالت اختیار کی ہے جو سبب ملال بنے اور نہ اتنا اختصار جو مخل فی الفہم بنے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس تصنیف کو اپنے درگاہ میں قبولیت بخشے، معلمین ومتعلمین کے لئے ذریعہ استفادہ بنادے۔

تقریظ:

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا کمال الدین المسترشد صاحب حفظہ اللہ

رئیس دارالافتاء جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

ایک زمانہ وہ تھا جس میں پاک وہند کا خطہ سمیت پورے جنوبی ایشیا کا منطقہ علم حدیث سے ناواقف تھا، عوام الناس کیا بلکہ بہت سارے علماء بھی اس کلام حکمت اور دانائی کی گفتگو وتعلیمات سے نامانوس ہوتے تھے، یہاں فنون کی تو بھرمار ہوا کرتی تھی، منطق وفلسفہ اور صرف ونحو کی درسگاہیں بڑی تعداد میں موجود تھیں اور کہیں کہیں فقہ کے ماہر استاذ بھی ہوا کرتے تھے مگر علم حدیث اور تفسیر کے متعلق یا تو لوگوں کی دلچسپی اور طلب نہیں تھی یا پھر قران وسنت کے اساتذہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ذہبی المتوفی ۷۴۸ اپنے رسالہ المسماۃ ''الامصار ذوات الآثار'' میں رقمطراز ہیں:

''فالاقالیم التی لا حدیث بھا یروی ولا عرفت بذالک الصین اغلق الباب والھند والسندہ''

مگر اللہ کے فضل وکرم سے اسلام کے تقریباً ایک ہزار سال گزرنے کے بعد یہاں علم تفسیر وحدیث کی بہاریں اور یہاں کے لوگ بھی دوسرے منطقوں کی طرح ان بنیادی علوم سے روشناس ہونے لگے، اب اللہ کے فضل سے صحاح ستہ کے علاوہ متعدد کتب حدیث وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تعلیمی نصاب میں باقاعدہ شامل کی گئی ہیں اگر چہ ان کتب پر وہ توجہ نہیں دی جاتی ہے جو ان کا حق بنتا ہے مگر پھر بھی ان کا شمول بڑی بات ہے۔

منجملہ ان کتب میں سے ریاض الصالحین ہے جو امام کبیر ابوزکریا محی الدین یحیٰی بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ کی شہرۂ آفاق کتاب ہے، جس کا ایک حصہ درجہ رابعہ میں پڑھایا جاتا ہے۔

ہمارے برادر اسلامی مولانا علی محمد قاسمی زید مجدہ نے بھی اس کار خیر میں اپنا حصہ بھرپور طریقہ سے ڈالنے کی سعی جمیل فرمائی ہے اور درجہ رابعہ میں پڑھائے جانے والے حصے کی شرح لکھی ہے۔ جس میں نہ تو طول ممل ہے اور نہ ہی اختصار مخل ہے بلکہ درجہ کے لحاظ سے مبتدی طلبہ کی علمی سطح کے مطابق الفاظ کی لغوی وشرعی اور اصطلاحی تشریحات کے ساتھ ساتھ احادیث پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ راقم نے بعض مقامات کا مطالعہ کیا اور اسے اپنے مقصد میں کافی پایا۔ موصوف جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں اور جوان سالی کے باوجود تحقیق اور طلب کا ذوق رکھتے ہیں چونکہ کامیابی بتوفیق اللہ تعالیٰ اسی محور کے گرد گھومتی ہے اس لئے امید ہے کہ موصوف مستقبل میں مزید اچھی اچھی کتابیں تصنیف فرمائیں گے۔

اللہ عز وجل سے دعا ہے کہ موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسے ان کی دنیا وآخرت کی فلاح کا ذریعہ بنائے اور طلبہ کو اس شرح سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور موصوف کے زور قلم کو مزید بڑھائے۔ آمین ثم آمین

کمال الدین المسترشد

خادم الحدیث الشریف النبوی جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

۴ صفر المظفر 1437ھ 2015ء

کلمات تبرک

ولی دوراں قطب زماں حضرت اقدس مولانا عبداللہ بھوڑ (جرار بھوڑ شریف شکار پور، سندھ)

ان گنت درود وسلام ہو اس ذات بابرکات پر جس نے اپنے ہر قول وعمل سے خود رفتگان حق کی راہنمائی فرمائی، آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دررہائے کلام انسانیت کے لئے تریاق اکبر ہیں، قابل صد افتخار ہیں وہ عظیم لوگ جنہیں گلہائے نبوت کے مشک وعنبر سے جہان عالم کو معطر کرنا نصیب ہو جائے، محدثین ورواۃ حدیث اور شارحین حدیث ملت اسلامیہ کا وہ قابل فخر سرمایہ ہیں جن کی خدمات عالیہ کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، اسی سلسلے میں منسلک ہونے والے ہمارے انتہائی قریبی برادر عزیزم فاضل نوجوان حضرت مولانا علی محمد قاسمی صاحب زید مجدہم بھی ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے اس خدمت عالیہ کے لئے منتخب فرمایا ہے اور انہوں نے اپنی قابل قدر صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے سخنہائے نبوت کی توضیح وتشریح میں خدمت سرانجام دی اور ریاض الصالحین جیسی عظیم کتاب حدیث کے کچھ اجزاء کو بڑے احسن انداز میں تشریح وتوضیح سے مزین فرمایا ہے، دل سے دعاء گو ہوں حق تعالیٰ ان کی اس کاوش بنام "**معین الطالبین علی ریاض الصالحین**" کو درجۂ قبولیت عطا فرما کر منظور خاص وعام بنادے۔

عبداللہ بھوڑ جرار بھوڑ شریف (شکار پور)

پیش لفظ

لائق صد حمد وستائش ہے، وہ ذات کبریا جس نے کارخانہ کائنات اور آشیانہ حیات کو وجود بخش کر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے ذریعے رشد وہدایت کا سلسلہ حق جاری فرمایا اور قابل صد صلوٰۃ وتسلیم ہے وہ ذات بابرکات جو اس سلسلۃ الذہب سے منسلک ہوکر خاتم الرسل والنبیین کے منصب عالی پر فائز ہوئی جن کی زبان ولسان سے نکلنے والے دُر ہائے نبوت رہتی دنیا تک انسانی فلاح وبہبود کا مرکز ومحور ہیں، جو جوامع الکلم کے بیش بہا موتیوں سے آراستہ ہوکر خلق قرآن کے پیکر مجسم ہیں، فرامین نبوت درحقیقت معانی قرآن ہیں جن کی گہرائی اس قدر عمیق ہے کہ اس میں غوطہ زن ہونے والا کوئی بھی تبحر کما حقہ اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکا، عقل ونقل اس پر شاہد ہے کہ اسلام نے انسانی زندگی کے جن شعبوں اور پہلوؤں کو اپنے دائرہ بحث میں لیا ہے کتاب لاریب قرآن کریم نے ان میں سے کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس کی بنیادی تعلیمات اور اصل روح کو بیان نہ کردیا ہو مگر قرآن کریم کا معجزانہ اسلوب وہ انمٹ حقیقت ہے جس نے عجم تو کجا باسیان عرب کو بھی عاجز کردیا اور قرآنی الفاظ ونقوش کی مراد تک پہنچنے سے لغت عرب بھی عاجز ہوکر رہ گئی۔ یہ حقیقت بھی امر مسلم ہے کہ انسان ایک حد تک اپنی عقل وخرد کے سہارے آشیانہ حیات کو قائم رکھ سکتا ہے اور کہیں نہ کہیں جاکر ضرور وہ ماورائے عقل وحواس رشد وہدایت کا محتاج ہوتا ہے اور اسی رشد وہدایت کا نام ''وحی'' ہے جس کا اختتامی مرکز قرآن کریم ہے تو ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مرکز رشد وہدایت سے عام انسانیت نفع اٹھا سکے سو اس ضرورت کی تکمیل کے لئے اک ایسے معلم قرآن کی ضرورت تھی جو بشری تقاضوں سے ہم آہنگ ہوکر الفاظ قرآن کی کما حقہ تشریح کرسکے اور جسے بارگاہ خداوندی سے براہ راست معلم قرآن ہونے کی سند عطا کی گئی ہو جس کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومراد کا آئینہ دار اور اس کے وجود مسعود سے صادر ہونے والا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی مرضی ورضاء کا مظہر کامل ہو۔

چنانچہ حق سبحانہ وتقدس نے اپنی آخری کتاب کا معلم اول اپنے آخری رسول سرور کونین ختم الرسل ہادیٔ سبل، سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو بنا کر بھیجا اور اپنی آخری کتاب لاجواب میں انہیں باالفاظ ایں سند تعلیم جاری فرمادی۔ ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (البقرہ:101)

قرآن کریم کی یہ گواہی اور سند اس کی بین دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے والا ہر گوہر سخن وحی ربانی کا عین مظہر تھا، اس لحاظ سے قرآن کریم دو چیزوں کا مجموعہ ہے (1) الفاظ (2) معانی، الفاظ تو ان ظاہری نقوش کا نام ہے جو قرآن کریم کے صفحات وقرطاس اور صدور والسنۃ الناس کے زینت ہیں اور معانی قرآن وہ فرامین نبوت ہیں جنہیں احادیث مبارکہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو الفاظ قرآن کی طرح اپنی مثال آپ ہیں۔

الفاظ ومعانی کا باہمی تعلق ایسا جزء لاینفک ہے کہ دونوں کو کسی صورت ایک دوسرے سے نہ جدا کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی ایک کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن ہے، محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

''امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح قرآن کریم کو سینوں اور سفینوں دونوں میں محفوظ کیا اسی طرح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خارق العادۃ حفظ وضبط اور قول وعمل سے ایسا محفوظ کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا ایسا محفوظ مجموعہ پیش کیا کہ قیامت تک کے لیے اللہ کی حجت پوری ہوگئی۔ احادیث نبویہ کیا ہیں؟ قرآن کے اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص یا خصوص کی تعمیم، مبہم کی توضیح وتعیین، غرض ہر پہلو سے

قرآن کی عملی تشکیل اور تشریح وتبیین کا نام''حدیث رسول اللہ'' ہے اور''ثم ان علینا بیانه'' کے بموجب یہ تشریح وتبیین بھی خود وحی ربانی کے ذریعہ بتلائی گئی ہے (الی قولہ) اس لئے قرآن کریم اور حدیث کے درمیان تفریق کا کوئی امکان ہی نہیں ان دونوں کا آپس میں ایسا شدید تعلق اور چولی دامن کا ساتھ ہے کہ ان میں تفریق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (مقدمہ بر کتاب''سنت کا تشریعی مقام قرآن عظیم کی روشنی میں، ص،17)

احادیث مبارکہ جہاں قرآن کریم کی تشریح وتبیین کے زیور سے آراستہ ہیں وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کے احسانات اور انہیں بالخصوص ہدایت کاملہ کے منصب عالی پر فائز کرنا اسی کی تحدیث بالنعمۃ کو''احادیث'' کہلانے کا شرف حاصل ہے۔

غرض یہ کہ احادیث مبارکہ مراد ربانی کی تبیین بھی ہیں اور احسانات ربانی کی تحدیث بھی، یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ کی حفاظت وتشریح میں حد درجہ وہی احتیاط برتی گئی جو الفاظ قرآن کی تفسیر وبیان میں ملحوظ رکھی گئی، محدثین عظامؒ نے علم حدیث میں زبان وقلم ہلانے کے لئے بڑے سخت قواعد مرتب فرمائے ہیں، جہاں طالب حدیث کے لیے بہت سے قواعد وشرائط مقرر فرمائے ہیں وہاں محدث ومعلم کے لئے بھی سخت حدود وقیود مقرر فرمائے گئے ہیں، گلستان حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ وباب بہت وسیع ہے۔ جو یزیدک وجهه حُسناً اذا ما زدته نظراً کا عملی نمونہ ومصداق ہے، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ہر زاویے سے از روز اول جاری وساری ہے اور تا دم آخر جاری رہے گی، راقم الحروف بھی اس گلستان کا ایک طائر وعندلیب ہونے کا متمنی ہے کہ اس قید قفس کی سعادتوں پر ہزاروں آزادیاں نثار کی جاسکتی ہیں، اگرچہ قلم وقرطاس مضطرب بھی ہیں تو ساکت بھی کہ خلاصۂ کائنات فخر موجودات، ریحان گل کائنات، گوہر ارض وسماوات، سید السادات، ترجمان رب کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین واحادیث کی تبیین وتشریح کما حقہ پیش کرنا ایک امتی کی بساط وقوت سے باہر ہے مگر اس خدمت میں محض اندراج اسم کی خاطر یہ کاوش پیش خدمت ہے۔

ایک عرصۂ دراز سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل کتاب''ریاض الصالحین'' وفاق المدارس کے زیر نصاب دینی مدارس میں متداول ہے جس پر بہت سے اہل علم نے تحقیقی وتشریحی خدمات سرانجام دی ہیں جو قابل صد تحسین ہیں اور اپنی جگہ پر عند اللہ وعند الناس اک خاص مقام وشرف قبولیت کی حامل ہیں، بندہ عاجز نے بھی اس سلسلۃ الذہب سے منسلک ہونے کے لیے یہ سعی کاوش پیش خدمت کی ہے نیز جن مقامات پر تشنہ باقی رہ گئی ہے اس کی سیرابی کی کوشش کی ہے، زمام عزم کھینچ کر جن نکات کو ملحوظ نظر رکھا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(1) درجہ رابعہ (ثانویہ خاصہ) میں وفاق المدارس کے زیر نصاب شامل حصہ کتاب کی توضیح وتشریح۔

(2) الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق (3) بعض رواۃ حدیث کا مختصر تعارف وتذکرہ

(4) بعض احادیث کے ذیل میں مختصر مسائل جدیدہ کی تخریج (5) توضیح وتشریح میں جامعیت واختصار

(6) احادیث مبارکہ کی شروحات مشہورہ سے استفادہ، مثلاً مظاہر حق، توضیحات شرح مشکوٰۃ (لفضیلۃ الشیخ استاذ محترم حضرت مولانا فضل محمد حفظہ اللہ) کشف الباری شرح البخاری، تشریحات ترمذی، معارف الحدیث، دلیل الفالحین، روضۃ الصالحین، درس مشکوٰۃ (وغیرھا)

اپنی اس کاوش کو قارئین کے پیش خدمت کرتے وقت بڑی ناسپاسی ہوگی اپنے ان کرم فرماؤں کو فراموش کرنا جن کی نظر کرم اور حوصلہ افزائی بندہ کے لئے نوید سحر ثابت ہوئی جن میں معزز والدین، جملہ اساتذہ کرام، مربیان عظام بالخصوص ولی کامل حضرت اقدس سائیں مولانا عبدالصمد ہالیجوی

مد ظلہم، شفیق و مشفق مربی استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد یاسین صاحب مدظلہ (استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن) عالم باعمل استاذ العلماء فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی ابوذر محی الدین صاحب مدظلہ (مدیر تعلیم جامعہ اسلامیہ کلفٹن) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب جامعہ اشرفیہ سکھر جامع العلوم والفنون حضرت مولانا مفتی ابوبکر محی الدین الدین مدظلہ (جامعہ اسلامیہ کلفٹن) کی نیک تمناؤں اور شفقت بھری اداؤں نے قدم بقدم بندہ کی حوصلہ افزائی کی، اسی طرح بصد قابل من واحسان وقابل شکریہ ہیں وہ معین کار خیر جنہوں نے اس کاوش کے مختلف مراحل میں معاونت کی بالخصوص ابن المسترشد مولانا نصر اللہ صاحب، مفتی کفایت اللہ ہاشم صاحب، مولانا تاج محمود صاحب، برادرم برخوردار حبیب دیان صاحب، مولانا محمد ادریس قصوری صاحب، برادرم محمد ایاز انصاری صاحب، ڈاکٹر فاروق احمد صاحب۔

فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توضیح وتشریح کا یہ ادنی سا ہدیہ (نذرانہ سید المرسلین، شفیع العاصیین والمذنبین، امام الصلحاء والمتقین، گل جبین وعنبرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کر کے امید شفاعت کا دامن پھیلا کر دعا گو ہوں کہ حق سبحانہ وتقدس اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر، تا روز جزاء اس کا ثواب تمام امت مسلمہ، بالخصوص والدین گرامی، جملہ اساتذہ کرام اور استاذ محترم فضیلۃ الشیخ شیخ عطاء الرحمٰن شہیدؒ (جامعہ بنوری ٹاؤن)، نائب رئیس جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی ابوہریرہ محی الدین حفظہ اللہ کی والدہ مرحومہ (جو کچھ عرصہ قبل داغ مفارقت دے گئی تھی) استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد یاسین صاحب استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شہید اہل خانہ کو پہنچائے اور اس عالیشان خدمت کو بندہ کے لئے ذخیرۂ آخرت اور وسیلۂ نجات بنادے کہ بندہ روز جزا یہ کہہ سکے

وہی چند لمحے حیات کے میری کائناتِ حیات تھے
تیرے تذکروں میں جو کٹ گئے تیری یاد میں جو گزر گئے

اور بارگاہ ذوالجلال میں یہ بھی عرض کرسکوں

الٰہی تیرے محبوب کی شباہت لیکر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لیکر آیا ہوں

دانستہ طور پر کوئی بھی مسلمان دینی خدمات میں غلطی کا ارتکاب نہیں کرسکتا اگر سہواً کسی جگہ کوئی غلطی ہو تو اہل علم سے دست بستہ التماس ہے کہ ضرور نشاندہی فرمادیں بندہ تہہ دل ممنون رہے گا۔

نوٹ: حضرت استاذ محترم مولانا محمد زیب المدنی صاحب زیدمجدہم کی طرف سے نشان زد کردہ مبالغہ آمیز مقامات میں ترمیم کردی گئی ہے۔

علی محمد قاسمی
خریج: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن
استاذ جامعہ اسلامیہ کلفٹن، کراچی

انتساب

بندہ اپنی اس کاوش "معین الطالبین علی ریاض الصالحین" کوتہہ دل منسوب کرتا ہے اپنی مادر علمی مرکز علم وعمل، ثانی دارالعلوم دیوبند "جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی" اور
آماجگاہ علم و ہنر نوید عرفان وسحر "جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی" کی طرف جن کی پرانوار فضاؤں نے شرف وسعادت کا یہ اعزاز بخشا ہے۔
اور مجھے اس نہج تک پہنچانے کے مرکزی کردار، قدم بقدم تعاون اور رہنمائی کرنے والے میرے والدین گرامی کی طرف اللہ تعالیٰ ان کا سایہ شفقت تادیر قائم دائم رکھے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

کتاب الجهاد

باب فضل الجهاد:

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة و السلام على سيد المرسلين و على آله و اصحابه اجمعين

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (سورة التوبة)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: اِنْفِرُوْا خِفَافاً وَّثِقَالاً وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورة التوبة)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسىٰ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئاً وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسىٰ اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئاً وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورة البقرة، ٢١٦)

نحن الذين بايعوا محمدا على الجهاد مابقينا ابداً

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة فاغفر للانصار والمهاجرة

جہاد فی سبیل اللہ: حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا اللہ جل شانہ کی ایک عظیم الشان نعمت ہے ہر بن مو بھی اگر زبان بن جائے تو کسی طرح اس نعمت کبری کا شکر ادا نہیں ہوسکتا اگر ان حضرات کا وجود باجود نہ ہوتا اللہ جل شانہ کی ذات وصفات کی ہم گمراہوں کو کون ہدایت کرتا؟ اور مولائے حقیقی کی مرضیات اور منہیات سے ہم کو کون آگاہ کرتا؟ اور اس معبود برحق کی عبادت اور بندگی کے طریقے کون سکھاتا۔ ہدایت اور ضلالت، سعادت وشقاوت کا فرق کون سمجھاتا، معاش اور معاد اور دین اور دنیا، فقیری اور درویشی اور حکمرانی اور عدل عمرانی کی راہیں ہم کو کون سمجھاتا، مسجد کے بوریے پر بیٹھ کر کیسے حکومت کی جاسکتی ہے اور قیصر وکسریٰ کا تختہ کیسے الٹا جاسکتا ہے، مسجد کا امام بھی اور امیر مملکت بھی ہو اور شیخ طریقت بھی اور مسجد کے صحن میں قیصر وکسریٰ کے خزانے لوگوں میں تقسیم کرتا ہو یہ امر سوائے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نہیں بتلاسکتا، ہماری ناقص عقلیں بغیر نور نبوت کی رہنمائی اور ہدایت کے بغیر بالکل معطل اور بے کار ہیں۔

آنکھ کتنی ہی روشن اور بصیر کیوں نہ ہو جب تک آفتاب اور ماہتاب کا نور معین اور مددگار نہ ہو اس وقت تک آنکھ بے کار ہے، اسی طرح سے نور عقل اور نور بصیرت سے حق اور باطل کا شب دیجور میں آنکھ کی روشنی کام دیتی اسی طرح ضلالت اور گمراہی کے شب تاریک میں عقل کی روشنی کام نہیں دیتی۔ جس طرح مشفق ومہربان باپ نالائق اولاد کی اصلاح وتربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا اسی طرح حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مخلصانہ اور مشفقانہ مواعظ سے امت کے نالائق اور بدبخت افراد کی تفہیم اور اصلاح میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ ایک مدت مدید وعرصہ دراز تک نہایت ملاطفت اور نرمی سے ان کو اللہ کی طرف بلاتے رہے مگر وہ

بدنصیب دن بدن اور اللہ سے دور بھاگتے گئے۔

جب حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نصیحت کرتے کرتے تھک گئے اوران کوکوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کی سرکشی اور شرارت مزید بڑھتی گئی اور خدا کے پرستاروں کو خدائے قدوس کا نام لینا دشوار ہو گیا اور انبیاء اللہ اوران کے اصحاب اور متبعین کے تکلیف وتعذیب اور استہزاء اور تمسخر پرتُل گئے تب اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔ مؤمنین مخلصین کو بچایا اور منکرین ومکذبین کو ہلاک اور برباد کیا۔ کسی کو غرق کیا اور کسی کو زمین میں دھنسایا اور کسی پر آسمان سے پتھر برسائے اور کسی پر زلزلہ بھیجا، کسی پر تند ہوا مسلط کی اور کوئی بندر اور سور بنایا گیا۔ الغرض انبیاء ومرسلین کے منکرین اور مکذبین کا اس طرح عذاب خداوندی سے ہلاک اور برباد ہونا تاریخ عالم کے مسلمات سے ہے، جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ عذاب دینے والا وہی عزیز ومنتقم ہے لیکن اس کا ظہور ہمیشہ حجاب اور واسطہ سے ہوتا ہے، کبھی دشمن کو غرق کر کے ختم کرتا ہے تو کبھی زمین کو دھنسانے کا حکم کرتا ہے تو کبھی فرشتوں کے ذریعے سے اور کبھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متبعین کو جہاد کا حکم دے کر اپنے دشمن کو تباہ وبرباد کراتا ہے، یہ عین حکمت اور صواب ہے۔

جہاد کے اغراض ومقاصد

ان آیتوں میں حق جل وعلا نے اجمالاً جہاد کے کچھ اغراض ومقاصد کا ذکر فرمایا ہے اور اشارۃً لوگوں کے اس شبہ کا جواب دیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے جہاد کی اجازت دے کر خون ریزی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ خلاصۂ جواب یہ ہے کہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں انبیاء سابقین کو بھی جہاد کی اجازت دی گئی، ورنہ اگر جہاد کی اجازت نہ دی جاتی تو اللہ کا نام لینا دشوار ہو جاتا اور تمام معابد منہدم کر دیئے جاتے اور خداوند ذوالجلال کی قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے مخلصین کو جہاد کا حکم دیتا رہا تاکہ مفسدین اور فتنہ پردازوں کے شر اور فساد کو دفع فرمائے۔

جہاد کی حقیقت

جہاد، جہد سے مشتق ہے بمعنی طاقت جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی طاقت کو حاشا مال ودولت کے لئے نہیں، عصبیت، قومیت، وطنیت اور اظہار مردانگی، شجاعت، توسیع سلطنت ومملکت کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی طاقت کو پانی کی طرح بہا دینا اس کو اصطلاح شریعت میں جہاد کہتے ہیں۔

اعلاء کلمۃ اللہ (اللہ کا بول بالا) کرنا اگر مقصود نہ ہو بلکہ مال وزر مطلوب ہو یا قطع نظر حق اور باطل سے وطن اور قوم کی حمایت مقصود ہو تو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ جہاد نہیں جہاد تو وہ ہے جو محض خالص اللہ جل جلالہ کی رضاء اور خوشنودی کے لئے ہو دنیاوی اور

نفسانی اغراض کے شائبہ سے بالکلیہ پاک ہو۔

آداب جہاد

(1) جب جہاد کے لئے گھر سے نکلو تو اللہ کا نام لیکر نکلو۔

(2) اتراتے ہوئے اور اکڑتے ہوئے نہ نکلو۔

(3) آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا نہ کرو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔

(4) مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہو، صبر اور تحمل سے کام لو۔

(5) عین معرکہ قتال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو، جس کے لئے جانبازی اور سرفروشی کرنے نکلے ہو ایک لمحہ کے لئے اس سے غفلت نہ ہو۔

اے ایمان والو! جب کافروں کی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو اُمور ذیل کو ملحوظ رکھو۔

(1) جہاد میں ثابت قدم رہو۔

(2) اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تا کہ اس کے نام کی برکت سے تم کامیاب ہو جاؤ۔

(3) اور ہر امر میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ملحوظ نظر رکھو۔

(4) آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا نہ کرو کہ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

(5) اور ان کافر لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ کہ (جو اسی واقعہ بدر میں) اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور دکھلاتے ہوئے نکلے ہیں اور لوگوں کو خدا کے راستے سے روکنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا محیط ہے۔

(6) اپنی کثرت اور ساز وسامان پر کبھی مغرور نہ ہو اور قلت سے کبھی گھبراؤ نہیں ہر حال میں خداوند ذوالجلال پر اعتماد اور بھروسہ رکھو۔ فتح ونصرت کا مالک صرف اسی کی ذات کو جانو۔

(7) جب سوار ہونے لگو تو اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔

(8) جب کسی بلندی پر چڑھو تو خداوند ذوالجلال کی عظمت وکبریائی کا خیال کر کے اللہ اکبر کہو اور جب پستی اور نشیب کی طرف اترو تو سبحان اللہ کہو۔

(9) اللہ اگر اپنے فضل سے فتح وظفر نصیب فرمائے تو امیر لشکر کو چاہئے کہ مجاہدین کی صفیں قائم کر کے اللہ کا شکر اور اس کی حمد وثناء کرے۔

(10) فتح ونصرت کے بعد بطور فخر یہ نہ کہو کہ ہم نے فتح کیا ہے بلکہ اللہ کی طرف منسوب کرو۔

(11) کتا اور باجا ہمراہ نہ ہو۔

جہاد کی غرض وغایت

جہاد کے حکم سے خداوند قدوس کا یہ ارادہ نہیں کہ یکلخت کافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اللہ کا دین دنیا میں حاکم بن کر رہے اور مسلمان عزت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور امن وعافیت کے ساتھ خدا کی عبادت اور اطاعت کر سکیں، کافروں سے کوئی خطرہ نہ رہے کہ ان کے دین میں خلل انداز ہو سکیں۔

اسلام اور جبر

(1) جہاد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے ہے اور دنیا کی کوئی قوم اور عالم کا کوئی مذہب بدون حکومت کے اپنی حفاظت نہیں کر سکتا، مخالفین اسلام آسمان اور زمین کو سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور زبان اور قلم سے یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، ان کو یہ معلوم نہیں کہ شریعت اسلامیہ میں مسلمان وہ شخص کہلاتا ہے کہ جو برضاء ورغبت حقانیت اسلام کا زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے، جو شخص کسی طمع اور لالچ یا کسی خوف اور ہراس سے اسلام کا محض زبان سے اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق اور اعتقاد نہ رکھے تو وہ شخص شریعت اسلامیہ میں مسلمان نہیں بلکہ منافق کہلائے گا۔

(2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا کفار مکہ کے ہاتھ سے مسلسل تیرہ سال تک طرح طرح کے مصائب وآلام برداشت کرنا، ماں باپ، خویش واقارب سب کو اسلام کی خاطر چھوڑ بیٹھنا اس امر کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ انہوں نے اسلام کو بہ ہزار رضاء ورغبت قبول کیا تھا اور اسلام کی حلاوت وشیرینی ان کے دلوں میں ایسی اتر چکی تھی کہ جس نے دنیا کے تلخ سے تلخ مصائب کو شیریں اور لذیذ بنا دیا تھا اور اتنا لذیذ بنایا کہ جان ومال سب ہی اس پر قربان کر ڈالا۔

(3) نیز شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ برضاء ورغبت اس کے احکام کی تصدیق کریں تا کہ ثواب اور نجات اخروی اس پر مرتب ہو سکے، بندہ ایمان اختیاری کا مکلّف ہے، اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہی ایمان اور اسلام معتبر ہے جو دل سے ہو اجباری اور اضطراری ایمان کا اعتبار نہیں۔

(4) آنحضرت ﷺ نے جس وقت نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس وقت آپ تن تنہا تھے کوئی حکومت اور کوئی سلطنت آپ کے پاس نہ تھی نہ ہاتھ میں کوئی تلوار تھی جس سے ایمان نہ لانے والوں کو ڈراتے ہوں، غیروں کا تو کیا تذکرہ کریں کنبہ اور خاندان جو انسان کا حامی اور مددگار رہتا ہے وہی آپ کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہو گیا تھا، ظلم وستم کی کوئی نوع اور

کوئی قسم ایسی باقی نہ چھوڑی کہ جس کا آپ پر اور آپ کے اصحاب پر تجربہ نہ کرلیا ہو۔ اگر وحی ربانی آپ کی تسلی اور دلاسہ نہ کرتی تو پھر ان مصائب ونوائب کا تحمل تقریباً ناممکن تھا، ایسی حالت میں کیسے جبر اور اکراہ ممکن ہے۔

(5) بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ سال آپ کا قیام رہا، اسی زمانے میں اور اسی حالت میں صدہا قبائل اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، حضرت ابوذر غفاریؓ شروع ہی زمانے میں مسلمان ہوئے اور جب واپس ہوئے تو ان کی دعوت سے نصف قبیلہ غفار مسلمان ہوگیا، ہجرت سے قبل تراسی مرد اور اٹھارہ عورتوں نے جو کہ مشرف باسلام ہو چکے تھے کفار مکہ کی ایذاؤں سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کی، نجاشی شاہ حبشہ نے حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر سن کر مشرف باسلام ہوئے۔ ہجرت سے قبل مدینہ کے ستر آدمیوں نے مقام منیٰ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کی، مصعب بن عمیرؓ کے وعظ سے ایک ہی دن میں تمام قبیلہ بنی عبدالاشہل مدینہ منورہ میں مشرف باسلام ہوا۔ بعدازاں باقی ماندہ انصاری بھی مشرف باسلام ہوگئے۔

(6) نجران اور شام کے نصاریٰ کو کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ بطور وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسلام قبول کریں۔

جہاد فرض ہونے کا اعلان

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ البقرۃ، ۲۱۶)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے۔ تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم کو ناپسند ہے، یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات کو ناپسند سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خراب ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (سورۃ التوبۃ)

ترجمہ: نکلو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ ہی کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مسلمانوں کے جان ومال خرید لیا ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ، وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (سورۃ التوبۃ: ۱۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے

کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے ،تورات اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ کیا ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

گھر میں بیٹھنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ، فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً، وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ، وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا، دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (سورة النساء: ۹۵،۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ برابر نہیں وہ انسان جو بلا کسی عذر گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اللہ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے، جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بنسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے، سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے۔ بہت سے درجات جو خدا کی طرف سے ملیں گے مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے، بڑے رحمت والے ہیں۔

ایسی تجارت جو جہنم کی عذاب سے بچالے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ، تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، ذَالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ، وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ . (سورة الصف: ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اے ایمان والو! کیا تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے، تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہوں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے، ایک اور ثمرہ بھی ہے کہ تم اس کو پسند کرتے

ہواللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور جلدی فتح یابی ہے آپ ﷺ ان مؤمنوں کو بشارت دیجئے۔

والآيات في الباب كثيرة مشهورة

اس باب میں بہت سی آیات مشہور ہیں۔

خلاصۂ کلام: ان تمام آیات میں جہاد کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور جہاد کا مقصد یہی بتایا گیا کہ صرف اور صرف اللہ کا دین ہی دنیا میں حاکم بن کر رہے اور دین برحق کی ہی سربلندی ہو اور جہاد کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو، دنیا کا حصول مقصد نہ ہو اور نہ ہی شجاعت وقومیت دکھانا مقصود ہو، جو قومیت، عصبیت وشجاعت دکھانے کے لئے جنگ لڑی جائے وہ جہاد نہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فِیْ فَضْلِ الْجِهَادِ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَىٰ فمن ذَالِکَ :

جہاد کی فضیلت میں احادیث اتنی کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

(١٢٨٥) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ، قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ. (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پوچھا گیا، پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان باللہ ورسولہ کے بعد سب سے افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے گویا جہاد فی سبیل اللہ کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ آپ ﷺ نے جہاد کو افضل اللہ الاعمال کہا اور اسے حج مبرور سے بھی مقدم رکھا۔

لغات: **سُئِلَ** سوال کیا گیا، ماضی مجہول۔ **اَلْاَعْمَالُ** جمع ہے **عَمَلٌ** کی بمعنی عمل۔ **اَفْضَلُ** اسم تفضیل بمعنی فضیلت والا۔ **اَلْجِهَادُ** بمعنی **جهد** کے یعنی کوشش کرنا، اصطلاح میں دین کی سربلندی کے لئے اپنی جان ومال کی بازی لگانا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ ان کا اصل نام عبدشمس تھا۔ 7 ہجری میں اسلام قبول کیا، اصحاب صفہ کے مایہ ناز بختی طالب تھے، صحابہ میں سے زیادہ روایات انہی سے مروی ہیں، ان کی مرویات کی تعداد 5374 ہے۔

57 ہجری میں 78 سال کی عمر میں وفات پائی ہے، ابوہریرہ کنیت اور نام عمیر تھا۔

سب سے افضل عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے۔

(۱۲۸۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی؟ قَالَ: اَلصَّلٰوةُ عَلٰی وَقْتِهَا. قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، قُلْتُ: ثُمَّ اَیُّ؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰه.

(متفق علیه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کونسا عمل اللہ جل جلالہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے وقت پر نماز پڑھنا، میں نے عرض کیا، پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے اچھا سلوک کرنا، میں نے عرض کیا، پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے بظاہر یہی معلوم ہورہا ہے کہ سب سے افضل عمل نماز کو اپنے اوقات میں ادا کرنا ہے، اس کے بعد والدین کے ساتھ نیکی اور اچھائی کا برتاؤ کرنا، پھر جہاد فی سبیل اللہ ہے، حالانکہ گزشتہ حدیث میں سب سے افضل عمل جہاد کو بتایا تھا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جو مختلف اوقات میں مختلف اعمال کو افضل بتایا ہے وہ سائل کے مختلف ہونے کی وجہ سے جس سائل میں جس چیز کی کمی تھی اس کے لئے وہ عمل افضل عمل کہا تا کہ مخاطب اس پر زیادہ توجہ دے یا حالات کی بناء پر مثلاً جب دشمن کا زیادہ خطرہ تھا، اس وقت جہاد کو افضل عمل کہا۔

لغات: اَحَبُّ اسم تفضیل بمعنی محبوب بِرٌّ بھلائی کرنے والا، نیکی کرنے والا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ صحیح مسلم کتاب الایمان)

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی اور خادم رسول تھے، صاحب النعلین انہی کا لقب ہے۔ علم فقہ کے ماہر تھے، آپ ﷺ قرآن پاک کی تلاوت کی فرمائش کر کے سنا کرتے تھے، حضر وسفر میں آپ ساتھ رہتے تھے، گندم گوں رنگ اور لمبی زلفوں والے تھے، والدہ کا نام ام عبد تھا، فقہ حنفی کا مدار زیادہ تر آپ ہی کی روایت پر ہے۔ 23 ہجری میں انتقال ہوا۔ ان کی مرویات کی تعداد 848 ہے۔

سب سے افضل عمل اللہ پر ایمان لانا ہے

(۱۲۸۷) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِه. (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے میں نے پوچھا: سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ، گویا کہ مسلمان کے لئے جہاد فی سبیل اللہ سب سے افضل عمل ہے۔

فائدہ: مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو افضل بتانا یہ مختلف احوال، اوقات، مقامات یا مختلف سائلین کے اعتبار سے ہے۔

لغات: اَفْضَلُ اسم تفضیل ہے اس کا مصدر اَلْفَضْلُ ہے بمعنی احسان، زیادتی، بقیہ۔ فضل (ن،س) باقی رہنا، زائد ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان، واحمد والدارمی ج ۲، ص ۲۰۷

راوی حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں، ان کا نام جندب تھا، قبیلہ غفار سے تھے، زندگی نہایت سادگی سے گزاری، آپ ﷺ کی مکی زندگی میں مشرف باسلام ہوئے، ان کے اسلام لانے کی وجہ سے قبیلہ غفار کے بہت سارے لوگ مشرف باسلام ہوئے، آخری عمر میں مقام ربذہ کو مسکن بنایا تھا اور وہیں پر ہی واصل باللہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ان کی روایات کی تعداد 281 ہے۔

ایک صبح یا شام اللہ کے راستے میں لگانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

(۱۲۸۸) **وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا. (متفق علیه)**

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: لَغَدْوَةٌ، رَوْحَةٌ میں تنوین برائے تنکیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صبح یا شام کا جو ایک معمولی سا حصہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے لگائے اس کو بھی یہی فضیلت حاصل ہو جائے گی اور یہ معمولی سا وقت جہاد میں لگانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ معمولی سا وقت جہاد میں لگانا پوری دنیا کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

لغات: لَغَدْوَةٌ بمعنی صبح، لَرَوْحَةٌ شام، خَیْر اسم تفضیل ہے بمعنی بھلائی۔ اَلدُّنْيَا دنیا کو کہتے ہیں۔ مَافَوْقَ الْاَرْضِ یہ دنیا ہے، جس میں آپ اور ہم رہ رہے ہیں یہ دنیا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ واحمد ج ۴ ص ۱۲۳۵۲۔ وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں اور خادم رسول کے لقب سے مشہور ہیں، ان کی مرویات کی تعداد 1286 ہے۔ حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں یہ بحرین کے عامل بھی رہے ہیں، کوفہ میں صحابہ میں سے سب سے آخری وفات پانے والے یہی صحابی ہیں۔ ابوحمزہ کنیت تھی، ان کی والدہ ام سلیم مشہور صحابیہ ہیں۔

سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنے مال و جان جہاد کرتے ہیں

(۱۲۸۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: اَتیٰ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، یارسول اللہ کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ مؤمن جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کرنے والا ہو۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ سب سے افضل جہاد اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے، اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اپنے نفس کو خواہشات سے بچانا اور شیطان سے جہاد کرنا بہت ہی مشکل ہے، جہاد بالنفس کے بعد ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ: کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے اگر دین پر عمل کرنا مشکل ہو رہا ہو تو پھر لوگوں کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو اپنے رب کی عبادت کرتا رہے، لوگوں سے ترک تعلقات کرے۔

فائدہ: عام حالات میں اختلاط یعنی لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا بہتر ہے، فتنہ و فساد کے زمانہ میں گوشہ نشینی بہتر ہے۔

لغات: اَتیٰ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم بمعنی آیا۔ **يُجَاهِدُ**۔ جہاد کرنا، کوشش کرنا۔ **شِعْبٌ** اس کی جمع **شِعَابٌ** آتی ہے، بمعنی گھاٹی۔ **وَدَعَ**۔ چھوڑنا۔ **وَدْعاً**

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت ابو سعید خدری بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مشہور صحابی رسول ہیں۔

اللہ کے راستے میں ایک دن کا پہرہ دینا دنیا میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے

(۱۲۹۰) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَاعَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَاعَلَيْهَا، وَ الرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَاعَلَيْهَا. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن سرحد کا پہرہ دینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے جنت میں تم میں سے کسی ایک کو کوڑے کی جگہ کا مل جانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے اور اللہ کی راہ میں ایک شام یا ایک صبح کو چلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔
(رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جہاد میں ایک دن کی چوکیداری کرنا دنیا اور ومافیہا سے بہتر ہے۔

مَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ کا مقصد یہ ہے کہ جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ کا مل جانا دنیا اور ومافیہا سے بہتر ہے۔ گویا کہ عند اللہ دنیا کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔

لغات: **رِبَاطٌ**. پہرہ داری، چوکیداری کرنا۔ **مَوْضِعٌ**. بمعنی جگہ۔ **سَوْطٌ** کوڑے کو کہتے ہیں۔ **الْعَبْدُ** اس کی جمع **عَبِيْدٌ** اور **عِبَادٌ** آتی ہے، بمعنی آدمی، غلام۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ وکذا فی الترمذی

راوی حدیث: مشہور صحابی رسول ہیں۔ نام سہل، والد کا نام سعد اور قبیلہ ساعد سے تعلق تھا۔

(۱۲۹۱) وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَاِنْ مَّاتَ فِيْهِ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ . رواہ المسلم

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سرحد پر ایک رات یا ایک دن کا پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے رکھنے اور اس کی شب میں عبادت کرنے سے بہتر ہے اور اگر وہ اس حالت میں

وفات پالے تو اس کا عمل جاری رہے گا جو وہ کیا کرتا تھا اور اس پر اس کی روزی (جنت میں) جاری رہے گی اور وہ فتنہ (قبر میں) ڈالنے والے سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم شریف)

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہی ہے کہ جو سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے شہادت پاتا ہے تو اس کی خصوصیت یہ ہے کہ تا قیامت اس کے لئے اعمال صالحہ لکھے جائیں گے۔ چوکیداری کرنے والا عذاب قبر اور آزمائش سے بھی محفوظ رہے گا۔ یہ عظیم سعادت مجاہدین کے لئے ہے۔

لغات: مات یموت موتاً، مرنا. جریٰ بمعنی جاری رہنا۔ اَمِنَ مطمئن رہنا۔ الْفَتَّان فتنہ آزمائش۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والترمذی والنسائی

راوی حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ نسلاً فارسی تھے۔

پہرہ دینے کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے

(۱۲۹۲) وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ يَنْمِيْ لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ.

رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مرنے والے کا عمل اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحد کا پہرہ دیتا ہو، بے شک اس کے عمل کو قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور قبر کے فتنے سے بھی اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ رواہ ابوداود والترمذی

تشریح: مفہوم حدیث یہ ہے کہ سرحد پر حفاظت کرتے ہوئے شہادت پانے والے کے اعمال صالحہ کا اجر و ثواب جاری رہتا ہے۔ تا قیامت اس کے نامۂ اعمال میں اجر و ثواب لکھا جاتا ہے۔

وَيُؤَمَّنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ کا مقصد یہ ہے کہ قبر کے سوالات کو ہٹا لیا جائے گا یا سوالات میں نرمی کی جائے گی۔

لغات: اَلْمُرَابِطُ چوکیداری کرنے والا۔ يَنْمِيَ بڑھنا۔ يُؤَمَّنُ مطمئن ہونا۔

تخریج حدیث: ابوداود کتاب الجہاد۔ الترمذی ابواب فضائل الجہاد

راوی حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ کے راستے میں ایک دن سرحد پہ پہرہ دینا دنیا کی دوسری جگہوں پہ پہرہ دینے سے ہزار درجہ بہتر ہے

(۱۲۹۳) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ. رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا دنیا کی دوسری جگہوں کے ہزار دن کے پہرہ دینے سے بہتر ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں یہی بتایا جارہا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ داری دوسری جگہوں کی پہرہ داری کرنے سے کئی گناہ بہتر ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں ایک لمحہ کا گزارنا عنداللہ بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس پر بہت زیادہ اجر ملتا ہے۔

لغات: رباط، چوکیداری کرنا، پہرہ دینا۔ المنازل یہ جمع منزل کی ہے بمعنی جگہ۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الفضائل. واحمد ۴۴۲. والحاکم ۲۳۸۱۔

راوی حدیث: حضرت عثمان بن عفانؓ داماد رسول ﷺ ہیں۔آپ ﷺ کے ابتدائی نبوت کے زمانہ میں مشرف با اسلام ہوئے حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی ہے۔ ذوالنورین آپ کا لقب ہے، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ وام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے عقد نکاح میں آئیں تھیں۔آپ بڑے مالدار اور سخی تھے، امت مسلمہ کو ایک ہی قراءت پر جمع کرنا آپ ہی کا عظیم احسان ہے، آپ کا دور خلافت بارہ سال رہا۔

قیامت کے دن مجاہد کے خون کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی

(۱۲۹۴) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِيْ وَاِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ: فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَيَّ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ اُرْجِعَهُ اِلىٰ مَنْزِلِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَامِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ: لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَرِيْحُهٗ رِيْحُ مِسْكٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَاقَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَبَداً وَلٰكِنْ لَا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ. رواہ المسلم ورواہ البخاری بعضہ ۔ "اَلْکَلْمُ" اَلْجَرْحُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لیتا ہے جو اس کی راہ میں نکلے اس کو گھر سے نکالنے والی چیز صرف میرے راستے میں جہاد ہی کرنا ہو مجھ پر ایمان اور میرے رسول کی تصدیق کے سوا اور کچھ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہوتا ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا یا اس کے گھر کی طرف اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس لوٹا دوں جس سے وہ نکل کر گیا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ گویا وہ زخم ابھی (آج کا دن) لگا ہے۔ اس کا رنگ تو خون والا ہوگا اور اس کی مہک مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر مسلمانوں پر شاق ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں کبھی بھی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاتا ہے لیکن میں اس بات کی گنجائش نہیں پاتا اور ان صحابہؓ پر یہ بات بڑی گراں گزرتی ہے وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں پھر قتل کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں پھر قتل کر دیا جاؤں۔ (مسلم، اور بخاری نے اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے)

تشریح: مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ جذبہ جہاد اور شوق جہاد کو بیان فرما رہے ہیں، کسی جنگ میں شرکت نہ کرنے پر افسوس کا اظہار یہ صحابہ کے ساتھ بے حد محبت کرنے کی دلیل ہے کہ ان کی جدائی ناقابل برداشت ہو رہی ہے ساتھ میں محبت جہاد کا شوق بھی قابل تقلید ہے۔

ثُمَّ اُحْیِیْ ثُمَّ اُقْتَلُ. میں زندہ کیا جاؤں، پھر میں شہید کیا جاؤں، بار بار میرے ساتھ یہ معاملہ ہو۔ اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی۔

لغات: تَضَمَّنَ بمعنی ضمانت لینا، کسی اور کے لئے ضامن بن جانا، نَالَ بمعنی حاصل کرنا، پانا، غَنِیْمَۃٌ بمعنی مال غنیمت۔ کَلْمٌ بمعنی زخم۔ لَوْنٌ رنگ۔ رِیْحٌ مفرد اس کی جمع رِیَاحٌ آتی ہے، ہوا کا چلنا۔ مِسْکٌ ایک خاص قسم کی خوشبو ہے۔ اَشُقَّ بمعنی مشقت تکلیف۔ قَعَدْتُ بمعنی بیٹھنا۔ سریہ وہ جنگ ہے جس میں آپ ﷺ نے شرکت نہ کی ہو اور غزوہ جس میں شرکت کی ہو۔ سَعَۃٌ فراوانی، مالداری

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الجہاد والنسائی وابن ماجہ وکذا فی البیہقی ۳۹۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

مجاہد کے زخم سے قیامت کے دن بھی خون ٹپک رہا ہوگا

(۱۲۹۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَکْلُوْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَکَلْمُهٗ یَدْمیٰ اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ مِسْکٍ. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ زخم کھانے والا جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون ٹپک رہا ہوگا اور اس کا رنگ خون کے رنگ کی طرح ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث مبارکہ میں مجاہد کی شان کو بیان کیا جارہا ہے کہ قیامت کے دن مجاہد اس حال میں آئے گا کہ ان کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا اور خون سے خوشبو مہک رہی ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ شہید اسی لباس اور اسی خون میں دفن کیا جاتا ہے۔

لغات: یُکْلَمُ زخمی ہونا، لَوْنُ کی جمع الوان آتی ہے، رنگ۔ یَدْمیٰ خون بہہ رہا ہو، ٹپک رہا ہوگا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری وصحیح مسلم

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

اونٹنی کے دودھ نکالنے کے بقدر بھی اللہ کے راستے میں نکلنے والے پر جنت واجب ہوجاتی ہے

(۱۲۹۶) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحاً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ نُکِبَ نَکْبَةً فَاِنَّهَا تَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کَاَغْزَرَ مَاکَانَتْ: لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانِ وَرِیْحُهَا کَالْمِسْکِ. رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان آدمی نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر بھی جہاد کیا جتنا کسی اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا فاصلہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے اور جس کو اللہ کی راہ میں زخم لگا ہو یا کوئی خراش آئی ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ زخم خراش زیادہ سے زیادہ اس حالت میں ہوگی جس میں وہ تھی، اس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

تشریح: فُوَاق نَاقَةٍ کہتے ہیں اونٹنی کا دودھ نکالتے وقت ایک مرتبہ تھن سے دودھ نکالنے کے بعد دوسری مرتبہ نکالنے کے درمیانی وقفہ کو۔ مقصد یہ ہوگا کہ اگر کسی نے اتنا معمولی سا وقت بھی جہاد میں گزارا تو ایسے آدمی کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔لیکن یہ یادرہے کہ اخلاص کے سوااورحقوق العباد ادا کئے بغیر جہاد کے اصل ثمرات مرتب نہیں ہوتے۔

وَمَنْ جُرِحَ جَرْحاً: مطلب یہ ہے کہ دنیامیں جس حالت میں مجاہد شہید ہوتا ہے وہ قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھے گا اور اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہوگا۔

لغات: فُوَاقِ نَاقَةٍ ایک مرتبہ تھن سے دودھ نکالنے کے بعد دوسری مرتبہ نکالنے کے درمیانی وقفہ کو کہتے ہیں۔ **جُرِحَ جَرْحاً**: زخم کو کہتے ہیں۔ **نُكِبَ نُكْتَةً** خراش، معمولی سازخم۔ **مِسْكٌ** بمعنی خوشبو۔ **مُسْكٌ** بضم المیم بمعنی خوراک۔ **الزَّعْفَرَانِ** عمدہ قسم کی خوشبو ہے۔

تخریج حدیث: سنن ابوداودوالترمذی والدارمی، ج ۲،ص ۲۰۱

راوی حدیث: حضرت معاذ بن جبلؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ 12 نبوی کو حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں 18ھ کو ایک طاعونی وباء میں بیت المقدس فلسطین میں شہید ہوئے اوران کی عمر 36 برس تھی، آپؓ کی مرویات کی تعداد 157 ہے۔

اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر قیام کرنا گھر پر ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(۱۲۹۷) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَّاءٍ عَذْبَةٍ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ لَوْ اِعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ لَا تَفْعَلْ، فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَاماً اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اُغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

رواه والترمذی وقال حديث حسن صحيح

اَلْفُوَاق: مَا بَيْنَ الحلْبَتَيْن

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک آدمی کا گزر ایک

ایسی گھاٹی سے ہوا جس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا، اس کو وہ جگہ اچھی لگی، اس نے کہا: کاش میں لوگوں سے الگ ہو کر اس گھاٹی پر قیام کرلوں لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ سے اجازت لے لوں، اس نے اس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو، اس لئے کہ تمہارے کسی ایک آدمی کا اللہ کی راہ میں قیام (جہاد) کرنا اس کے اپنے گھر کی ستر سالہ نماز سے بہتر ہے۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیں اور جنت میں داخل کریں۔ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جس نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دوبارہ دودھ دوہنے کے درمیانی وقفے جتنے وقت کے لئے بھی جہاد کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ رواہ الترمذی

اَلْفُوَاق: ایک بار دودھ نکال کر دوبارہ نکالنے کے درمیان کا فاصلہ۔

تشریح: اس حدیث مبارک سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سیاحت کے دوران ایک جگہ پسند آئی اور اسی جگہ قیام کا ارادہ بھی کیا، مگر آپ ﷺ سے مشورہ کئے بغیر وہیں قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا، جب آپ ﷺ سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کرو، بلکہ جہاد کرو اور جہاد فی سبیل اللہ کرنا گھر میں ستر سال نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ گویا کہ آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ مسلمان کی سیاحت اور سہولت جہاد میں ہی ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجاہد کی مغفرت کی جاتی ہے اور اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

لغات: عُيَيْنَةٌ پانی کا چشمہ۔ عَذْبَةٌ میٹھا۔ اِعْتَزَلَ بمعنی جدا ہونا، تنہائی اختیار کرنا۔ اِسْتَأْذَنَ باب استفعال اجازت طلب کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد واحمد، ج ۳، ص ۱۰۷۹۰

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

اللہ کی راہ میں نکلنے کے برابر کوئی بھی عمل نہیں ہو سکتا

(۱۲۹۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ فَاَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَالِكَ يَقُوْلُ: لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ ثُمَّ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَّلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (متفق عليه وهذا لفظ مسلم)

وَفِیْ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیْ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یَعْدِلُ الْجِھَادَ، قَالَ لَآ اَجِدُہٗ ثُمَّ قَالَ ھَلْ تَسْتَطِیْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاھِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَکَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرُ وَتَصُوْمُ وَلَاتُفْطِرُ؟ فَقَالَ وَمَنْ یَّسْتَطِیْعُ ذَالِکَ؟

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل اللہ کی راہ میں جہاد کے برابر ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے ہو، پس انہوں نے دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے یہ سوال دہرایا، آپ ﷺ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے ہو، پھر فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو روزے دار شب بیدار ہو، اللہ کی آیات کی تلاوت کرنے والا ہو، وہ نماز سے نہیں تھکتا ہو نہ روزے رکھنے سے، یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ اپنے گھر واپس نہ لوٹ آئے۔ (بخاری ومسلم کے یہ الفاظ ہیں)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول، مجھے ایسا عمل بتلا دیں جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کرنے کے لئے نکلے تو تم اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور اس میں ذرا بھی سستی نہ کرو اور روزہ رکھنے والا کبھی روزہ نہ چھوڑے، پس اس آدمی نے کہا، اس کی طاقت کوئی رکھ سکتا ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں مجاہد کی فضیلت کو بیان کیا جارہا ہے کہ مجاہد کو جہاد فی سبیل اللہ میں جو اجر ملتا ہے، وہ عبادت گزار بندے کو گھر بیٹھے نہیں ملتا۔

جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کوئی اور عمل نہیں اگر ہے تو اس کے کرنے کی انسان میں طاقت نہیں، مجاہد کی فضیلت اس شخص کی طرح ہے جو راتیں مسلسل قیام میں گزارتا ہو اور دن صیام میں، مجاہد کے واپس آنے تک یہی کرتا رہے، بہرحال جہاد فی سبیل اللہ کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور جہاد بعد الفرائض افضل ترین عمل ہے۔

لغات: اَلصَّائِمُ روزہ دار۔ اَلْقَانِتُ فرمانبردار۔ لَا یَفْتُرُ بمعنی تھکتا ہی نہیں۔ دُلَّنِیْ مجھے بتادیجئے۔ یَعْدِلُ بمعنی برابر۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ وکذا فی البیہقی ۱۵۸/۹

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتا ہے

(۱۲۹۹) وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلٰى مَتْنِهٖ يَبْتَغِي الْقَتْلَ اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ اَوْ شَعَفَةٍ مِّنْ هٰذَا الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے سب سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑا ہو، جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اڑنے لگتا ہو، شہادت یا موت کو اس جگہوں سے تلاش کرتا ہے یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں اقامت اختیار کرتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے سوائے بھلائی کے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ (مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں مستعد مجاہد کی کیفیت اور حالات کو بیان کیا جا رہا ہے، اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتا ہے، معمولی سی بھی آہٹ محسوس ہوتی ہے تو وہ نکل کھڑا ہوتا ہے اور وہ موت سے گھبراتا نہیں بلکہ شہادت کو تلاش کرتا رہتا ہے اور دشمن کے مقابلے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے، مظلوم کی دادرسی کرنا اس کا محبوب مشغلہ ہوتی ہے ، ساتھ میں وہ اپنی ہر قسم کی تیاری بھی رکھتا ہے، اور اس حدیث مبارکہ میں دوسرے آدمی کا بھی بیان ہے جو اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے کسی جنگل یا تنہائی کی جگہ جا کر اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ اس کا صرف اور صرف بھلائی کا تعلق ہوتا ہے۔

لغات: مَعَاش بمعنی زندگی گزارنا۔ مُمْسِکٌ، پکڑنا، تھامنا۔ العنان ، لگام۔ يَطِيْرُ اڑنا۔ یہاں پر یہ تیزی سے کنایہ ہے۔ مَتْنِهٖ ، مَتْن پیٹھ کو کہتے ہیں۔ هَيْعَةً، آواز جس سے انسان ڈرتا ہے۔
فَزْعَةً دہشت زدہ کرنے والی آواز، گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز۔ مَظَانَّهٗ بمعنی جگہ اور ایک معنی تلاش کرنا بھی آتی ہے۔
شَعَفَةٌ مفرد اس کی جمع شِعَافٌ، شُعُفٌ، شُعُوْفٌ بھی آتی ہے۔ پہاڑ کی چوٹی۔ الْيَقِيْنُ سے مراد موت ہے۔
تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ، باب الجہاد والرباط

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

جنت کے سو درجے ہیں

(۱۳۰۰) وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ دو درجوں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان کا ہے۔ (بخاری)

تشریح: مجاہدین کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اونچی شان ہے اس لئے ان کے لئے بہت بلند و بالا جنت تیار کی ہوئی ہے جو دوسرے عبادت گزاروں کے لئے نہیں ہے، ان کے لئے سو درجات اور ہر درجہ میں آسمان و زمین جتنا فاصلہ، یہ صرف دین کی سربلندی چاہنے والوں کے لئے ہے۔

لغات: درجةٌ جمع درجات بمعنی رتبہ، مرحلہ، سیڑھی، ڈگری۔ اَعَدَّ تیار کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجهاد، وابن حبان ۴۶۱۱

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

جنت میں دو درجات کا درمیانی فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے کی طرح ہے

(۱۳۰۱) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَعَجَبَ لَهَا اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: وَاُخْرىٰ يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ: وَمَاهِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہو گی، حضرت

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! اس بات کا میرے سامنے پھر اعادہ فرمائیں، آپ ﷺ نے ان پر پھر اعادہ فرمایا۔ اور فرمایا: دوسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات سو گنا جنت میں بڑھا دیتے ہیں حالانکہ دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اللہ کے رسول وہ نیکی کون سی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ جنتیوں کے درجات میں تفاوت بلحاظ اعمال ہوگا، بعض اوپر کے درجات پر فائز ہوں گے تو بعض نیچے کے درجات پر مگر یہ درجات اعمال کے اعتبار سے ملیں گے اور یہ بھی کہ جنت میں بے شمار درجات ہوں گے، لیکن مجاہدین سو کے سو 100 درجات حاصل کریں گے، اور اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مسلماں کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، بعض دخول اول سے جنت میں جائیں گے تو بعض حساب و کتاب کے بعد جنت میں جائیں گے۔

لغات: رَضِیَ راضی ہونا۔ اَلْاِسْلَامُ، اَسْلَمَ فرمانبردار ہونا، دین اسلام اختیار کرنا اور سَمِعَ سے محفوظ رہنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ، وکذا فی البیہقی ۹/ ۱۵۸ و ابن حبان ۴۶۱۲

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات گزر چکے ہیں۔

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

(۱۳۰۲) وَعَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِي رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ فَقَالَ يَا اَبَا مُوسیٰ أَأَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا؟ فَقَالَ نَعَمْ! فَرَجَعَ اِلیٰ اَصْحَابِهِ: فَقَالَ: اَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَاَلْقَاهُ ثُمَّ مَشیٰ بِسَيْفِهِ اِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتّٰى قُتِلَ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سنا جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے دروازے

تلواروں کے سائے تلے ہیں، یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اس کی ظاہری حالت پراگندہ تھی اور اس نے کہا: اے ابوموسیٰ! کیا تم نے واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس چلا گیا اور کہا، میں تمہیں آخری سلام کہتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف چلا، دشمن پر اس سے حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تشریح: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے یعنی مجاہد جب دشمنان دین کا مقابلہ کر رہا ہوتا ہے اور مقابلہ کرتے ہوئے اگر وہ شہید ہو جائے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ صحابہؓ اور تابعین کا جذبہ جہاد ہمارے لئے قابل تقلید ہے، جہاد کے ساتھ اس طرح کی محبت اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب کرے اور شہادت کی موت نصیب فرمائے۔

لغات: رَثُّ الْهَيْئَةِ پراگندہ حالت۔ كَسَرَ توڑنا۔ جَفْنَ نیام۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارة، والبیہقی ۹/۴۴

راوی حدیث: نام عمر یا عامر ہے۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں، تابعین میں ہیں، ثقات میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ **106**ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کی آگ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے

(۱۳۰۳) وَعَنْ اَبِيْ عَبْسٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَبْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوعبس عبدالرحمٰن بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اور پھر انہیں جہنم کی آگ بھی چھوئے۔ (بخاری)

تشریح: مقصد یہ ہے کہ جس آدمی کے قدم اعلاء کلمۃ اللہ میں چلتے ہوئے غبار آلودہ ہو جائیں تو اس کی جہنم کی آگ سے حفاظت ہو جاتی ہے، یہ تو صرف جہاد کے لئے چلتے مجاہد کی عظمت کا بیان ہے لیکن جو جہاد کرتا ہے پتہ نہیں اسے کتنا اجر ملے گا۔

فائدہ: جہاد فی سبیل اللہ میں مجاہد تو اصل ہیں لیکن اس میں طالب العلم، حجاج، جماعت التبلیغ کا کام کرنے والے بھی شامل ہیں۔

لغات: اَغْبَرَّتْ خاک آلودہ (غبار آلودہ) ہونا۔ قَدَمَا، قَدَم پاؤں عَبْدٌ جمع عَبِيْدٌ، عِبَادٌ غلام، بندہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، والترمذی والبیہقی ۹/۱۶۲

راوی حدیث: نام عبدالرحمٰن، کنیت ابوعبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی فضیلت والے بدری صحابی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی اور انہوں نے ہی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ ان کی 5 مرویات ہیں۔

اللہ کے خوف سے رونے والا جہنم میں نہیں جائے گا

(۱۳۰۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکیٰ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَلَا یَجْتَمِعُ عَلیٰ عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ.

(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ آدمی جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رویا ہو، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور کسی آدمی پر اللہ کے راستے کا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہوگا۔ رواہ الترمذی

تشریح: حدیث بالا کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح نکلے ہوئے دودھ کا تھنوں میں واپس کرنا محال ہے تو اسی طرح خوف خدا سے رونے والے آدمی کا جہنم میں جانا محال ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں دخان کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جہنم میں جانا تو الگ بات ہے لیکن اس کو جہنم کا دھواں بھی نہیں پہنچے گا۔

لغات: یَلِجُ داخل ہونا۔ بَکیٰ بُکَاءً رونا۔ اَللَّبَنَ دودھ۔ اَلضَّرْعِ تھن۔ دُخَانُ دھواں۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب فضائل الجهاد

راوی حدیث: کے حالات گزر چکے ہیں۔

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے والی آنکھ پر جہنم کی آگ حرام ہے

(۱۳۰۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا دو آنکھیں ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو، دوسری وہ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے

ہوئے رات گزاری ہو۔

تشریح: حدیث مبارکہ کا یہی مفہوم ہے کہ دو طرح کے آدمی جہنم میں نہیں جائیں گے (۱) جو ربّ ذوالجلال کی عظمت وجلال کو دیکھ کر اپنے گناہوں پر روئے۔ (۲) جو میدان جہاد میں چوکیداری، پہریداری کرے بشرطیکہ یہ کام اخلاص نیت سے کرے۔

لغات: **بَاتَ بَيْتاً و بَيَاتاً** رات گزارنا۔ **لَا تَمُسُّهَا مس مساً** چھونا۔ **تَحرِسُ** چوکیداری کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد والدارمی ۲/۲۰۳

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور صحابی رسول ہیں۔ رئیس المفسرین آپ ہی کا لقب ہے، آپ ﷺ کی دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو علم تفسیر میں مہارت دی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو قریب رکھتے تھے۔ 68ھ میں ان کا انتقال ہوا اور طائف میں مدفون ہیں، ان کی مرویات کی تعداد 2660 ہے۔

جس نے غازی کی مدد کی گویا کہ اس نے خود جہاد کیا

(۱۳۰۶) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِياً فِيْ اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں تیار کیا گویا کہ اس نے خود جہاد کیا اور جس آدمی نے کسی غازی کے اہل وعیال پر بھلائی کے ساتھ نگرانی کی اس نے یقیناً جہاد کیا۔

تشریح: مقصد یہی کہ جو اجر وثواب کام کرنے والے کو ملتا ہے اتنا ہی اجر وثواب نیکی کے کام کی رہنمائی کرنے والے کو ملتا ہے، جس طرح جہاد فی سبیل اللہ بہت ہی نیک کام ہے ٹھیک اسی طرح مجاہدین کے گھر والوں کی دیکھ بھال کرنا بھی ایک بڑا نیک کام ہے اور اس دیکھ بھال اور نگرانی کی وجہ سے اس کو بھی مجاہد جتنا ثواب ملے گا۔

لغات: **جَهَّزَ تَجْهِيْزاً** سامان تیار کرنا۔ **غَزَا يَغْزُوْ غَزْواً** جہاد کیلئے نکلنا۔ **خَلَفَ** بمعنی دیکھ بھال کرنا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

راوی حدیث: حضرت زید بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔

سب سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کا انتظام کرنا ہے

(۱۳۰۷) وَعَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ مَنِیْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ . (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقات میں سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا ہے یا اللہ کی راہ میں کسی خادم کا عطیہ کرنا ہے یا جوان اونٹنی اللہ کی راہ میں دینا ہے۔(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

تشریح: ظِلُّ فُسْطَاطٍ سایہ دار خیمہ، اس سے مراد آرام دہ جگہ ہے جہاں مجاہدین راحت وسکون حاصل کریں۔ مَنِیْحَةُ خَادِمٍ خادم کا عطیہ کرنا جو مجاہدین کی خدمت کرے۔ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ، طَرُوْقَةُ نوعمر نوجوان اونٹنی جو جفتی کے قابل ہو اور فَحْل کہتے ہیں طاقت ور اونٹ کو۔

مقصد کلام یہ کہ مجاہدین کے لئے راحت وسکون کے اسباب مہیا کرنا بہترین صدقہ ہے۔

لغات: ظِلٌّ جمع اَظْلَال سایہ۔ الصَّدَقَات جمع ہے اس کا مفرد صَدَقه ہے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فضائل الجہاد

راوی حدیث: حضرت ابوامامہ الباہلی (صدی بن عجلان) رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔

اللہ کے راستے میں نکلنے والے کی مدد کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے

(۱۳۰۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ فَتیً مِنْ اَسْلَمَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ قَالَ اِئْتِ فُلَاناً فَاِنَّهٗ کَانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اَعْطِنِی الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ: یَا فُلَانَةُ اَعْطِیْهِ الَّذِیْ کُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلَا تَحْبِسِیْ عَنْهُ شَیْئاً فَوَاللّٰهِ لَا تَحْبِسِیْ مِنْهُ شَیْئاً فَیُبَارَکَ لَکِ فِیْهِ . (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قبیلے اسلم کے نوجوان نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں جہاد کرنا چاہتا ہوں، لیکن میرے پاس سامان جہاد نہیں ہے جس کے ذریعے سے جہاد کا ساز وسامان تیار کروں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے جہاد کی تیاری کی لیکن وہ بیمار ہو گیا، وہ نوجوان اس کے پاس گیا اور اس سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ سامان مجھے دے دو، جس کو تم نے جہاد کے لئے تیار کیا ہے اس نے اپنی بیوی سے کہا

،اے فلانی اس کو وہ سامان دے دو جس کے ساتھ میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز مت روکنا، اللہ کی قسم اس میں سے کوئی چیز مت روکنا تاکہ تمہارے لئے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔ رواہ مسلم

تشریح: مذکورہ حدیث سے علماء استدلال کرتے ہیں کہ جو آدمی خود جہاد پر کسی عذر کی وجہ سے نہ جاسکتا ہو تو وہ کسی اور کو سامان مہیا کر دے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملیگا جتنا جہاد کرنے والے کو، اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مال اگر راہ خدا میں خرچ کیا جائے تو اس میں خیر و برکت آجاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مال اگر کسی ایک نیک کام میں خرچ نہیں کر سکا ہو تو دوسرے نیک کام میں اسے خرچ کرنا چاہئے۔

لغات: **يُقْرِئُكَ** بمعنی پڑھنا، کہنا۔ **فَتاً** جوان۔ **لَا تَحْبِسِيْ** بمعنی قید کرنا، روکے رکھنا۔ **فَيُبَارِكُ** برکت۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

اللہ کے راستے میں جانے والے کی جانشینی کرنے والے کو بھی برابر کا ثواب ملتا ہے

(۱۳۰۹) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰى بَنِيْ لَحْيَانَ فَقَالَ لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا. (رواہ مسلم) **وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ ، رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: اَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ.**

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولحیان کی طرف جہاد کے لئے (جبکہ وہ کافر تھے) ایک دستہ بھیجا اور فرمایا ہر دو آدمی میں سے ایک جہاد کے لئے جائے ان کے درمیان اجر و ثواب برابر ہوگا۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے گھر سے نکلے، پھر آپ ﷺ نے بیٹھنے والے کے لئے فرمایا: تم میں سے جو شخص جہاد میں جانے والے کے گھر والوں اور اس کے مال میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کرے، گا تو اس کو جہاد میں جانے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔ (صحیح مسلم)

تشریح: حدیث شریف سے بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اجر دونوں کے درمیان آدھا، آدھا ہوگا، حالانکہ دوسری روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ اجر دونوں کو پورا ملے گا، برابر ملے گا۔ درحقیقت اس حدیث مبارکہ میں قاعد، نائب کو مجاہدین کے گھر والوں کی دیکھ بھال کے لئے ابھارا جا رہا ہے، ان کی خدمت پر انہیں جوش دلایا جا رہا ہے کہ اگر آپ جہاد پر نہیں جاسکتے تو کم از کم جو جا رہا ہے

اس کے گھر والوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کر کے آپ بھی اتنا ہی یا اس سے آدھا اجر حاصل کر سکتے ہیں۔ **نِصْفُ** کبھی نوع کے لئے بھی آتا ہے تو اس کا مقصد ہوگا کہ کام چونکہ جان و مال دونوں سے ہوا ہے تو جس نے مال دیا اس کو مال کا ثواب اور جس نے جان دی اس کو جان کو پورا ثواب ملے گا لیکن چونکہ مجموعہ اس کا دو چیزوں سے بنا ہے تو اس حساب سے ان کے ثواب کو نصف کہا گیا ہے۔ بعض حضرات نے **نِصْفُ** کا لفظ زائد قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ شاید یہ کسی راوی کی طرف سے اضافہ ہو۔

فائدہ: یہ حدیث دین کے دیگر شعبہ جات کے معاونین کو بھی شامل ہے خصوصاً علماء، طلباء

لغات: **بَعَثَ** بھیجنا، مبعوث ہونا۔ **بَعَثَ يَبْعَثُ بَعْثاً** بھیجنا۔ **اَلْخَارِجُ** جو جہاد کے لئے گیا ہو۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم کتاب الامارۃ وابوداود وابن حبان ۴۷۲۹)

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پہلے اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو

(۱۳۱۰) وَعَنِ الْبَرَّاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ! أُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ؟ قَالَ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيْلاً وَاُجِرَ كَثِيْراً. (متفق عليه وهذا لفظ البخاری)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جو لوہے کے جنگی آلات میں ڈھکا ہوا تھا، اس نے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو، پس اس نے اسلام قبول کیا اور پھر وہ لڑا اور شہید ہوگیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا سا کیا اور ثواب زیادہ پالیا۔ (بخاری و مسلم، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ایمان باللہ کے بغیر جہاد کی عنداللہ کوئی حیثیت نہیں ہے، جب تک ایمان نہیں تب تک کوئی بھی عمل مقبول نہیں چاہے کتنا ہی بڑا عمل کیوں نہ ہو، چاہے کتنا ہی نیک عمل کیوں نہ ہو۔

فائدہ: کفار بسا اوقات بڑے اچھے کام کرتے ہیں، اسپتال، روڈ، مسافر خانے بناتے ہیں اور غریبوں کی امداد بھی کرتے ہیں تو ان کو ان کاموں کا آخرت میں ثواب نہیں ملے گا، بلکہ دنیا میں ہی اس کا ان کو بدلہ دیا جاتا ہے۔

عَمِلَ قَلِيْلاً وَاُجِرَ كَثِيْراً بسا اوقات تھوڑے معمولی سے عمل پر بندہ زیادہ ثواب کا مستحق بنتا ہے۔

لغات: مُقَنَّعٌ بمعنی چھپا ہوا، ڈھکا ہوا۔ اَلْحَدِیْدِ لوہا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ وابن حبان ۴۶۰۱

راوی حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔

دنیا میں آنے کی تمنا صرف شہید کرے گا

(۱۳۱۱) **وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا اَحَدٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ یُحِبُّ اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَہٗ مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّہِیْدُ، یَتَمَنّٰی اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَۃِ. وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّہَادَۃِ. (متفق علیہ)**

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں جانے والا شخص ایسا نہیں جو دنیا میں لوٹنے کو پسند کرے گا اور اس کے لئے زمین میں کوئی چیز ہو سوائے شہید کے، وہ آرزو کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے، کیونکہ بزرگی کو وہ دیکھے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کیونکہ شہادت کی فضیلت کو وہ دیکھے گا۔

تشریح: اس مذکورہ حدیث میں شہید کی ایک ایسی خصوصیت کو بیان کیا جا رہا ہے جو کسی اور میں نہیں ہے، وہ یہ کہ شہید جنت میں یہی تمنا کرے گا کہ (**یُحِبُّ اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ**) اسے دوبارہ دنیا میں واپس بھیج دیا جائے اور شہید کیا جائے، دس مرتبہ یہی تمنا کرے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں۔ معلوم ہوا کہ شہادت کی اتنی فضیلت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم خود اس کی تمنا فرما رہے ہیں۔

بہر حال یہ تمام روایت شہید کی عظمت اور فضیلت پر دال ہیں۔

لغات: تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی بمعنی تمنا کرنا، چاہت کرنا۔ **اَلْکَرَامَۃُ** بمعنی شرف، اعزاز۔ **اَلشَّہِیْدُ** اس کی جمع شہداء آتی ہے۔ شہید وہ ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ، دین کی سربلندی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے۔ شَہَادَۃٌ اس کی جمع الشَّہَادَات، تصدیق، ثبوت۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ واحمد ۴/ ۱۲۲۷۵

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

حقوق العباد کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(۱۳۱۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : یَغْفِرُ اللّٰهُ لِلشَّهِیْدِ کُلَّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ. (رواه مسلم) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ : اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سوائے قرض کے شہید کی ہر غلطی معاف کر دیتا ہے۔ (مسلم)

تشریح: محدثین کرام فرماتے ہیں کہ شہید کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے سوائے حقوق العباد کے یعنی حقوق العباد ادا کئے بغیر یا صاحب حق کے معاف کئے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ مذکورہ حدیث میں **اِلَّا الدَّیْن** سے مراد بھی حقوق العباد ہی ہیں۔

لغات: ذَنْبٌ مفرد ہے اس کی جمع ذُنُوْبٌ آتی ہے، گناہ۔ الدَّیْنُ بفتح الدال اس کی جمع دُیُوْن بمعنی قرض کے ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔

شہید کے قرض کے سوا تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں

(۱۳۱۳) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَامَ فِیْهِمْ فَذَکَرَ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ ، فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَئَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَتُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: کَیْفَ قُلْتَ؟ قَالَ اَرَئَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَتُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامَ قَالَ لِیْ ذَالِکَ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا تمام عملوں میں افضل عمل ہے، پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! یہ بتلایئے اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ تو اس سے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اگر تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا جبکہ تو ثابت قدم رہنے والا ہو، ثواب کی نیت رکھنے والا ہو، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا ہو، نہ کہ پیچھے ہٹنے والا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے کیسے کہا تھا؟ اس نے سوال دہرایا، اور کہا کہ فرمایئے اگر میں اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری غلطیاں معاف کر دی جائیں گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جب تم ثابت قدمی اور صحیح نیت کے ساتھ آگے بڑھ کر لڑنے والے ہو، پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا نہ ہو، قرض معاف نہیں ہوگا اس لئے کہ جبریل امین نے مجھ کو یہ بتلایا ہے۔ (مسلم)

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "**اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ**" کہ جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ افضل اعمال ہیں، یہاں قابل غور یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کو ایمان سے بھی پہلے بیان کیا گویا کہ اس طرف اشارہ کیا کہ ایمان جہاد کئے بغیر یا جہاد کا ارادہ کئے بغیر نامکمل رہتا ہے اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سوال کرنا **أَتُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟** سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خبر لینا مقصود نہیں تھا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے تصدیق کرانا مقصود تھا اور بلا واسطہ بذات خود یہ خوش خبری سننا مقصود تھا، کیا کمال کا عشق تھا صحابہ کا۔

فَاِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے اس طرح بتایا ہے کہ اگر تم صبر کرتے ہوئے، ثواب کی امید رکھتے ہوئے، آگے بڑھتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ ہو تو تمہارے گناہوں کو معاف کیا جائے گا سوائے (دَيْن) قرض کے، **اِلَّا الدَّيْنَ** سے مراد قرض، فرض اور حقوق العباد ہیں۔ البتہ جن حقوق کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے تو ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ صاحب حق کو راضی کریں گے۔

لغات: **صَابِرٌ** صبر کرنے والا ہو۔ **مُحْتَسِبٌ** ثواب کی امید رکھنے والا۔ **مُقْبِلٌ** آگے بڑھنے والا۔ **غَيْرَ مُدْبِرٍ** میدان جنگ سے بھاگنے والا نہ ہو بلکہ جم کر اور ڈٹ کر کے مقابلہ کرنے والا ہو۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والترمذی والدارمی، ۲/ ۲۰۷

راوی حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نام حارث، کنیت ابوقتادہ، عقبہ ثانیہ کے بعد حلقہ اسلام میں داخل ہوئے، غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مکہ کے عامل بھی رہے۔ سن وفات میں مختلف اقوال ہیں، ان کی مرویات کی تعداد 170 ہے۔

(۱۳۱۴) وَعَنْ جابر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: اَيْنَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ

فَاَلْقیٰ تَمَرَاتٍ کُنَّ فِیْ یَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّیٰ قُتِلَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں شہید کر دیا گیا تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں، تو اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں، پھر کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ (مسلم)

تشریح: اَیْنَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ میری جگہ کہاں ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اخلاص اور جذبے کو دیکھ کر فرمایا، جنت میں اور اس صحابی کی عملی رفتار کو دیکھا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ہاتھ میں جو دو چار کھجوریں تھیں انہیں پھینک دیا جنت کے شوق میں اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اللہ ہمیں بھی ایسا جذبہ عطا فرمائے۔

لغات: تَمَرَاتٌ جمع ہے تَمْرَۃٌ کی، کھجوریں۔ فَاَلْقیٰ ڈال دیا، باب افعال سے اور اگر سَمِعَ سے ہو تو ملنا، ملاقات کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والنسائی وابن حبان، ۴۶۵۳۔

راوی حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ بیعت عقبی ثانیہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ 94ھ میں ان کی وفات ہے۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ ان کی روایات کی تعداد 540 ہے۔

(۱۳۱۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّیٰ سَبَقُوْا الْمُشْرِکِیْنَ اِلیٰ بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یُقَدِّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اِلیٰ شَیْءٍ حَتّیٰ اَکُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ فَدَنَا الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قُوْمُوْا اِلیٰ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ قَالَ: یَقُوْلُ عُمَیْرُ بْنُ الْحَمَّامِ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ بَخٍ بَخٍ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا یَحْمِلُکَ عَلیٰ قَوْلِکَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَّا رَجَاءَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاِنَّکَ مِنْ اَهْلِهَا فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا حُیِیْتُ حَتّیٰ آکُلَ تَمَرَاتِیْ هٰذِهٖ اَنَّهَا لَحَیَاةٌ طَوِیْلَةٌ، فَرَمیٰ بِمَا کَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمَرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّیٰ قُتِلَ (رواہ مسلم) اَلْقَرَنُ بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاءِ هُوَ جُعْبَةُ النُّشَّابِ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ چلے یہاں تک کہ وہ مشرکین سے پہلے بدر (مقام) پر پہنچ گئے مشرکین بھی آگئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے کوئی شخص بھی پیش قدمی نہ کرے یہاں تک کہ میں خود اس کے بارے میں کچھ کہوں یا کروں۔ پس مشرکین قریب ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ سن کر عمیر بن حمام انصاری کہنے لگے جنت کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا، واہ واہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے واہ واہ پر آمادہ کیا اس نے کہا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس امید کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں اس جنت میں جانے والوں میں سے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم بھی جنت میں جانے والوں میں سے ہو۔ پس انہوں نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں ان کو کھانا شروع کر دیا پھر فرمایا، میں اپنی یہ چند کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو یہ زندگی اور لمبی ہوگی، پس کھجوریں ان کے پاس تھیں ان کو اس نے پھینک دیا، پھر ان مشرکین سے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

تشریح: قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّتِکُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا پیارا ارشاد ہے کہ اے جنت کے طلب گارو! اے جنت کے متلاشیو، یہ جنت تمہارے سامنے ہے، آؤ ڈٹ کر مقابلہ کرو، جم کر لڑو، اگر شہید ہو جاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے اور جنت اتنی وسیع ہے جتنا آسمان و زمین کا عرض ہے۔

مَا یَحْمِلُکَ عَلٰی قَوْلِکَ بَخٍ بَخٍ یعنی آپ نے یہ کس وجہ سے **بخ بخ** کیا؟ تو حضرت عمر بن حمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے جنت کی بشارت سنائی اس کے شوق میں کہا۔ صحابی کا شوق جنت قابل تقلید ہے کہ ہاتھ میں چند ہی کھجوریں ہوں گی، ان کے پورے کرنے کو دنیا کی طویل زندگی سے تعبیر کر رہے ہیں، چنانچہ انہیں پھینک کر آگے بڑھتے ہیں اور جام شہادت پیتے ہیں۔

فائدہ: حَتّٰی اَکُوْنَ دُوْنَهٗ سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جہاد میں دوسرے صحابہ سے آگے ہوتے تھے۔

لغات: لَا یَقْدُمَنَّ آگے بڑھنا، پیش قدمی کرنا۔ **بَخٍ بَخٍ** یہ تعجب کے الفاظ ہیں بمعنی واہ واہ۔ **دُوْنَهٗ** بمعنی نیچے، آگے۔ **قَرْنِ** بمعنی ترکش، وہ تھیلا جس میں تیر وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ و احمد ۴/ ۱۲۴۰۱ و ابو داؤد

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر حالات زندگی گزر چکے ہیں۔

ستر قراء کی شہادت

(۱۳۱۶) وَعَنْہُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا یُعَلِّمُوْنَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّۃَ فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ سَبْعِیْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِیِّ یُقَالُ لَھُمُ الْقُرَّاءُ فِیْھِمْ خَالِیْ حَرَامٌ یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ وَیَتَدَارَسُوْنَ بِاللَّیْلِ یَتَعَلَّمُوْنَ وَکَانُوْا بِالنَّھَارِ یَجِیْئُوْنَ بِالْمَاءِ فَیَضَعُوْنَہٗ فِی الْمَسْجِدِ وَیَحْتَطِبُوْنَ فَیَبِیْعُوْنَہٗ وَیَشْتَرُوْنَ بِہِ الطَّعَامَ لِاَھْلِ الصُّفَّۃِ وَلِلْفُقَرَاءِ، فَبَعَثَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَرَضُوْا لَھُمْ فَقَتَلُوْھُمْ قَبْلَ اَنْ یَّبْلُغُوا الْمَکَانَ فَقَالُوْا: اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاکَ فَرَضِیْنَا عَنْکَ وَرَضِیْتَ عَنَّا وَاَتٰی رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِنْ خَلْفِہٖ فَطَعَنَہٗ بِرُمْحٍ حَتّٰی اَنْفَذَہٗ فَقَالَ حَرَامٌ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اِخْوَانَکُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّھُمْ قَالُوا اللّٰھُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَاکَ فَرَضِیْنَا عَنْکَ وَرَضِیْتَ عَنَّا ۔ (متفق علیہ وھذا لفظ مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ستر آدمی ان کی طرف بھیجے جن کو قراء کہا جاتا تھا، اس میں میرے ماموں حضرت حرام بھی تھے، یہ سب حضرات قرآن پڑھتے تھے، رات کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے میں گزارتے اور اسے سیکھتے، دن کو یہ لوگ پانی لاتے اور اسے مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں جمع کرکے لاتے اور ان کو فروخت کرتے اور اسے اہل صفہ اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے تھے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیج دیا۔ پس ان کو لے جانے والے ان کے دشمن ہوگئے اور ان کو منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی شہید کردیا، شہادت سے پہلے انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچادے کہ ہماری ملاقات تجھ سے ہوگئی ہے اور ہم تجھ سے راضی ہوگئے اور تو ہم سے راضی ہوگیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں حضرت حرام کے پاس ان کے پیچھے سے ایک آدمی آیا اور نیزہ ان کو گھونپ دیا یہاں تک کہ وہ ان کے بدن سے آر پار ہوگیا، حضرت حرام نے کہا، رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بے شک تمہارے بھائیوں کو شہید کردیا گیا اور انہوں نے یہ کہا: اے اللہ! ہمارے نبی کو یہ بات پہنچادے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہوگئی ہے اور ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی ہوگیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: حدیث بالا میں ایک دردناک، المناک واقعہ کا بیان ہے، اصحاب صفہ کے ستر 70 قراء کی شہادت کا بیان ہے، ایک مرتبہ قبیلہ رعل، عصیہ، سلیم کے لوگوں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے لوگ مسلمان ہوگئے ہیں، لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے ہمیں بہت تعداد میں معلمین دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر انہیں ستر اصحاب صفہ کے بڑے بڑے

قراء دے دیئے، ان لوگوں نے راستے میں جا کر غداری کر کے تمام قراء کو شہید کر دیا اور ان کی شہادت پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا اور یہ قراء حضرات مسجد کی خدمت اور تعلیم و تعلم میں ہی اپنے اوقات کو صرف کرتے تھے۔

لغات: **يَحْتَطِبُوْنَ** لکڑیاں جمع کرنا۔ **فَعَرَضُوْا** بمعنی تعرض کرنا۔ **فَطَعَنَهٗ** نیزہ مارنا۔ **بِرُمْحٍ** بمعنی نیزہ۔ **اَنْفَذَهٗ** بمعنی جاری ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور ان کی شہادت

(۱۳۱۷) وَ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بدرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيُرِيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَهٗ وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِيْ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فَقَالَ يَا سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ اَلْجَنَّةُ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ قَالَ اَنَسٌ فَوَجَدْنَا فِيْهِ بِضْعاً وَثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ قَالَ اَنَسٌ كُنَّا نَرٰى اَوْ نَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهٖ (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ) (متفق عليه وقد سبق فى باب المجاهدة)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نضر جنگ بدر کی لڑائی سے غیر حاضر رہے، انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! پہلی لڑائی جو آپ نے مشرکین سے کی، میں اس میں غیر حاضر رہا، اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں، پس جب احد کی لڑائی کا دن آیا مسلمان منتشر ہو گئے تو انہوں نے کہا، یا اللہ! میں تیری طرف اس کام سے معذرت چاہتا ہوں جو ان لوگوں (صحابہ) نے کیا ہے اور تیرے سامنے اس کام سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جو ان مشرکین نے کیا ہے، پھر آگے بڑھے۔ پس ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو انہوں نے فرمایا، اے سعد بن معاذ! نضر کے رب کی قسم جنت یقیناً احد پہاڑ کے ورے ہے میں اس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں، پس حضرت سعد بن معاذ نے فرمایا، اے اللہ کے رسول جو کچھ انہوں نے کہا ہے میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، پس حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عرض کیا، ہم نے ان کے جسم پر تلوار کے 80 نشانات پائے یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشانات پائے اور ہم نے انہیں شہید ہونے کی حالت میں پایا، مشرکین نے ان کا مثلہ کر کے ان کی شکل وصورت بگاڑ دی تھی، پس انہیں ان کی بہن کے سوا کوئی پہچان نہ سکا، انہوں نے بھی اسے انگلیوں کے پورے سے پہچانا۔ متفق علیہ

تشریح: حدیث بالا میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شجاعت وبہادری کا بیان ہے کہ انہوں نے کس قدر ہمت وبہادری کے ساتھ جنگیں لڑیں کہ میدان جہاد میں ان کے جسم پر سینکڑوں زخم آئے لیکن پھر بھی پیچھے نہ ہٹے، استقامت کے ساتھ لڑتے رہے، یہاں تک کہ اپنی جان بھی فدا کر لی اور دوسری طرف کفار کے مظالم کی بھی انتہا ہے کہ کفار نے مسلمانوں کی لاشوں کو بھی مُثلہ کر دیا کہ پہچان بھی نہ ہو سکے، تاریخ اسلام میں کوئی ایک ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ مسلمانوں نے کفار کی لاشوں کو مُثلہ بنایا ہو، یہی اسلام کی خوبی اور تعلیم ہے کہ میت کو مُثلہ نہ کرو چاہے مسلمان ہو یا کافر۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش تو اس قدر مُثلہ کی تھی کہ پہچان بھی مشکل ہوگئی، یہ صرف ایک واقعہ نہیں کفار کے مظالم کے اس طرح کے دسیوں واقعات ہیں مثلاً حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کو مُثلہ کرنا۔

لغات: ظَنٌّ جمع ظُنُوْن گمان، شک، یقین (ن) سے آتا ہے۔ **ضَرْبَةٌ** نشانات۔ **بِبَنَانِه** پورے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب

(۱۳۱۸) وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَاراً هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ. (رواه البخاری وهو بعض من حديث طويل فيه انواع العلم سيأتی فی باب تحريم الكذب انشاء الله)

ترجمہ: حضرت سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور وہ درخت پر چڑھے، پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ بنا ہوا تھا، میں نے اس سے زیادہ خوبصورت گھر کبھی نہیں دیکھا، دونوں نے کہا یہ گھر شہداء کا ہے۔ (بخاری)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ایک خواب بیان فرمار ہے ہیں، کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک عمدہ گھر میں داخل کیا، ایسا گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا ہے اور انہوں نے بتایا کہ یہ شہداء گھر کا ہے۔

رَجُلَیْنِ سے مراد حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہم السلام ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ فرشتوں کو مختلف صورتوں میں آنے کی اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے اور اس سے شہداء کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے۔ **اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ**

فائدہ: انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب صرف سچے ہی نہیں بلکہ وحی بھی ہوتے ہیں۔

لغات: **لَیْلَۃٌ** کی جمع **اَللَّیَالِیْ** راتیں۔ **فَصَعِدَ** بمعنی چڑھنا۔ **فَاَدْخَلَانِیْ** باب افعال داخل کرنا۔ دَخَلَ (ن، داخل ہونا) **دَارٌ** گھر جمع **دُوْرٌ** آتا ہے اور **دِیَارٌ** ، **اَدْوَارٌ**، **دَارَ یَدُوْرُ** بمعنی گھومنا، چکر لگانا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجنائز و ابن حبان ٦٥٥

راوی حدیث: حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔

حارث بن سراقہ جنت الفردوس میں ہے

(١٣١٩) **وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ اُمَّ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ الْبَرَّاءِ وَھِیَ اُمُّ حَارِثَۃَ بْنِ سَرَاقَۃَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَۃَ وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ صَبَرْتُ اِنْ کَانَ غَیْرَ ذَالِکَ اِجْتَھَدْتُ عَلَیْہِ فِی الْبُکَاءِ فَقَالَ یَا اُمَّ حَارِثَۃَ اِنَّھَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ ابْنَکِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی.** (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ام ربیع بنت براء یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں، مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حارثہ بدر میں شہید ہو گئے تھے تو اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو پھر میں ان پر خوب روؤں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے حارثہ کی والدہ! وہ بے شک جنت کے باغات میں ہے اور یقیناً تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث مبارکہ میں یہ جو **اِجْتَھَدْتُ عَلَیْہِ فِی الْبُکَاءِ** ہے صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نوحہ وغیرہ پر دال نہیں ہے جیسا کہ بعض حضرات نے نوحہ کا قول کیا ہے اور اس بہادر صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول **فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ صَبَرْتُ** سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان کو اپنے بیٹے کے جنت میں ہونے کا یقین تھا مگر لسان نبوت سے تصدیق کرانا مقصود تھا اور امت کے افراد

کے لئے یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ جن کے جنت میں ہونے کا یقین ہو ان کی جدائی پر بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ صبر سے کام لینا چاہیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو فرمایا، **یَا اُمَّ حَارِثَةَ** یہ شفقت و ہمدردی اور تسلی کے الفاظ ہیں۔

لغات: **اَلْبُکَاء** بمعنی رونا۔ **جِنَانٌ** یہ جنت کی جمع ہے باغات۔ **اَلْفِرْدَوْس** یہ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد و ابن حبان ۹۵۸

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر حالات زندگی گزر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا تھا

(۱۳۲۰) **وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ جِيْءَ بِاَبِيْ اِلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهٖ فَنَهَانِيْ قَوْمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا . (متفق علیه)**

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اس حال میں کہ ان کا مُثلہ کیا گیا تھا، ان کی لاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دی گئی، میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو کچھ لوگوں نے مجھے روک دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے تمہارے والد کو اپنے پروں سے برابر سایہ کئے ہوئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں کفار کے مظالم کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کس قدر بے رحمی اور بے دردی سے صحابہ کرامؓ کے اجسام کا مُثلہ کیا تھا۔ **مُثلہ** کہتے ہیں ناک، کان وغیرہ کاٹنا اور آنکھیں اور دل، کلیجہ وغیرہ کا چاک کر کے نکال دینا، یہ حال بہت سارے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مشرکین مکہ نے غزوہ احد میں کیا تھا اور دوسری طرف اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کی فضیلت، عظمت بیان فرما رہے ہیں۔

لغات: **مُثِّلَ** مثلہ صورت کا مسخ کرنا۔ **اَجْنِحَتِهَا** پر۔ **فَنَهَانِيْ** ا نَهٰى نَهْيًا منع کرنا۔ **تُظِلُّهٗ** سایہ کرنا۔

راوی حدیث: تعارف گزر چکا ہے۔

جو دل سے شہادت کی دعاء مانگے اس کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے

(۱۳۲۱) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى اَلشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سچے دل سے اللہ جل شانہٗ سے شہادت کی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مرتبوں پر پہنچا دے گا، اگر چہ اسے موت اپنے بستر پر ہی کیوں نہ آئے۔ (مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ جل شانہٗ سے صدق دل سے شہادت کا سوال کرنا چاہئے۔ سائل، مانگنے والے کو شہادت کی سعادت مل جائے گی، اگر وہ بستر پر وفات پا جائے تو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ شہداء کے درجات تک پہنچا دیں گے۔

لغات: سَأَلَ سوال کرنا، مانگنا۔ مَنَازِلَ جمع ہے منزل کی، جگہ، درجہ، منزل، فراش، بستر۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: مشہور صحابی رسول حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دل سے شہادت کے طالب کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے

(۱۳۲۲) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقاً اُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سچے دل سے شہادت کا طلب گار ہو تو اس کو یہ دے دی جاتی ہے، اگر چہ شہادت اسے حاصل نہ بھی ہو۔ (مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کے متمنی افراد کو خوشخبری دے رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے جس نے صدق دل سے شہادت کو چاہا تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیں گے اگر چہ وہ شہادت نہ پا سکا تو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ شہداء کے درجات تک ترقی دیں گے، یہ آدمی کی نیت پر موقوف ہے اور اس کے اخلاص کے ساتھ مشروط ہے نیز اس حدیث میں شہادت کی آرزو، تمنا کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

لغات: طَلَبَ طَلَباً طلب کرنا، تلاش کرنا۔ صِدْقاً صَدَقَ (ن) سچ کہنا۔ تَصْدِيْقاً ماننا، تصدیق کرنا۔ اُعْطِيَهَا عطیہ کرنا،

دینا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شہید کو موت کی تکلیف چیونٹی کے کاٹنے کی طرح ہوتی ہے

(۱۳۲۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا یَجِدُ الشَّهِیْدُ مِنْ مَّسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ. (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید قتل سے اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے کے وقت محسوس کرتا ہے۔

تشریح: مفہوم حدیث یہ ہے کہ شہید کو شہادت کے وقت تکلیف محسوس نہیں ہوتی ہے، صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی چیونٹی کے کاٹنے کے وقت ہوتی ہے، ورنہ یہ یاد رہے کہ موت کی سختیاں بہت ہی مشکل اور ناقابل برداشت ہیں۔ شہید کو شہادت کے دوران اللہ رب العزۃ کا دیدار ہوتا ہے دیدار کے وقت اس کی توجہ اللہ کی طرف ہوجاتی ہے، اسی وجہ سے اس کو موت کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

لغات: مَسّ پہنچنا، محسوس۔ **الْقُرْصَه** وہ تکلیف جو چیونٹی کے کاٹنے کے وقت ہوتی ہے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فضائل الجہاد، وابن ماجہ والدارمی ۲۴۰۸

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف گزر چکا ہے۔

دشمنوں سے لڑنے کی تمنا مت کرو

(۱۳۲۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض ان دنوں میں جب

آپ کا مقابلہ دشمن سے ہوا انتظار فرمایا، یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! دشمن سے لڑنے کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو، مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور یقین جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ کے چھاؤں میں ہے۔ پھر فرمایا: **اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ** اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے بادلوں کو چلانے والے، دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے ان کو شکست دے دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ لڑائی، جنگ کی تمنا نہیں کرنی چاہیے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیے، البتہ اگر لڑائی ہو جائے تو بہادری کے ساتھ، صبر کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے، لیکن فتح و کامیابی اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے، اپنی طاقت اور ساز و سامان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، چنانچہ جتنی بھی لڑائیاں مسلمانوں نے لڑیں ان میں کامیابی کا مدار صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ہی رہی ہے، جب بھی مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ کامیابی کا راز صرف اور صرف قوت اور طاقت ہے تو وہاں مسلمانوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ یاد رہے کہ اسلام میں طاقت، قوت ہر قسم کی مشینری، ٹیکنالوجی حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے، اسلام ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جو قوۃ، طاقت کے اسباب مہیا کرتے ہیں۔

لغات: **مَالَتْ، مَيْلاً** مائل ہونا۔ **اَلْعَافِيَةُ** عافیت، سلامتی۔ **هَازِمٌ هَزَمَ** سے شکست کھانا۔ مزید سے تو شکست دینا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الجہاد

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میدان جنگ میں دعاء قبول ہوتی ہے

(۱۳۲۵) **وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ اَلدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً. رواه ابو داود باسناد صحيح**

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا (یہ فرمایا) کم ہی رد کی جاتی ہیں (۱) اذان کے وقت کی دعاء (۲) اور لڑائی کے وقت کی دعاء جب کہ باہم گھمسان کا وقت ہو۔

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے کہ کسی بھی مشکل وقت میں نصرت، مدد اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے، خصوصاً جنگ

کے وقت ظاہری اسباب سے زیادہ توجہ الی اللہ ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ دو اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں،(۱)اذان کے وقت(۲) عِنْدَ الْبَاْسِ جنگ کے وقت ۔

لغات: **لَا تُرَدَّانِ** رد نہیں ہوتیں۔**اَلدُّعَاءُ دَعَا، یدعو** پکارنا،دعاء کرنا۔ **الباس** جنگ کو کہتے ہیں۔**یُلْحِمُ** انعال سے گھیر لینا،مراد سخت گھمسان کی جنگ ہے۔

تخریج حدیث:سنن ابوداود والدارمی ۱۲۰۰،والحاکم ۱/۱۲/۷

راوی حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوہ میں جاتے وقت کی دعاء

(۱۳۲۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِذَا غَزَا قَالَ "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ" . رواہ ابو داؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ:حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے"**اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ**" اے اللہ تو ہی میرا بازو ہے اور میرا مددگار ہے تیری مدد سے ہی پھرتا ہوں اور تیری ہی توفیق سے میں دشمن پر حملہ کرتا ہوں۔(ابوداود،ترمذی)

تشریح: حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ معاونت صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے اور دوسری بات یہ کہ توجہ اور دھیان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہئے اور اللہ پاک پر ہی اعتماد ہو۔

لغات: **عَضُدٌ** بمعنی بازو،ہاتھ جمع **اَعْضَادٌ ، عَضُدٌ. نَصِیْرِیْ** نصرت کرنے والا،مددگار۔**اَحُوْلُ . حَالَ، یَحُوْلُ** پھرنا، یہاں مراد متوجہ ہونا۔

تخریج حدیث:سنن ابی داود کتاب الجہاد،سنن الترمذی ابواب الدعوات وابن حبان،۴۷۶۱

راوی حدیث:حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خوف کے وقت پر کی جانے والی دعاء

(۱۳۲۷) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَافَ قَوْماً قَالَ "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ". رواہ ابوداود باسناد صحیح

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ" اے اللہ! ہم تجھ کو ہی ان کا مدمقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (ابوداود)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے تھے، ویسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہی متوجہ رہتے تھے، لیکن خوف کی حالت میں رجوع الی اللہ قابل رحم ہوتا تھا اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہو رہی ہے کہ بندہ کو ہر وقت اللہ پاک سے دعائیں کرنی چاہئیں، چاہے خوف ہو یا امن، خوشی ہو یا غمی۔

فائدہ: سخت حالات میں اس دعاء کا پڑھنا مجرب ہے، یہی اکابر سے منقول ہے۔

لغات: نُحُوْرِ نَحْرٌ کی جمع ہے، بمعنی سینہ۔ اِنْتَحَرَ خودکشی کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ

راوی حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی باندھی گئی

(۱۳۲۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کے پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھ دی گئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: مذکورہ حدیث میں جہاد کی نیت سے گھوڑوں کے پالنے والوں کے لئے خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ جو اخلاص نیت اور جذبہ جہاد سے گھوڑوں کو پالتے ہیں تو ان گھوڑوں کی پیشانیوں میں تا قیامت خیر ہی خیر ہے۔

فائدہ: آج کل کے زمانے میں جدید قسم کی گاڑیاں جو جہاد کے لئے تیار کرتا ہے یا رکھتا ہے وہ بھی اس فضیلت میں شامل ہے۔

لغات: نَوَاصِیُ نَاصِیَۃٌ کی جمع ہے، بمعنی پیشانی۔ مَعْقُوْدٌ عقد سے باندھا ہوا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور صحابیِ رسول ہیں، امام الحدیث انہی کا لقب ہے، علم حدیث کے ساتھ بہت ہی شغف تھا اور اتباع سنت میں اپنی مثال آپ تھے۔

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی ہے

(۱۳۲۹) **وَعَنْ عُرْوَۃَ الْبَارِقِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ. (متفق علیہ)**

ترجمہ: حضرت عروہ البارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھی گئی ہے یعنی اجر اور غنیمت (مال)۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: جو جہاد کی نیت سے گھوڑے پالتا ہے تو ان گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر ہی خیر ہے تا قیامت۔ **اَلْاَجْرُ** سے مراد آخرت کا ثواب اور **اَلْمَغْنَمُ** سے مراد مال غنیمت ہے۔

فائدہ: خیر صرف اس کی پیشانی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس کی ذات کے ساتھ خاص ہے تو جو بھی چیز جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے ہوگی اس میں خیر ہی خیر ہے۔

لغات: اَلْخَیْلُ جمع خیول گھوڑے۔ **اَلْاَجْرُ** اجر، ثواب۔ **اَلْمَغْنَمُ** غنیمت۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت عروہ بن ابو جہد اسدی قبیلہ بارق سے تعلق ہے، یمن کے رہنے والے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو کوفہ کا قاضی بنایا تھا۔ ان کی مرویات کی تعداد 13 تک ہے، ان کا شمار کوفی صحابہ میں ہوتا ہے۔

قیامت کے دن گھوڑے کی ہر چیز تولی جائے گی

(۱۳۳۰) **وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنِ احْتَبَسَ فَرَساً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِیْمَاناً بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقاً بِوَعْدِہٖ فَاِنَّ شِبَعَہٗ وَرِیَّہٗ وَرَوْثَہٗ وَبَوْلَہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ. (رواہ البخاری)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ کے لئے گھوڑا پالا تو بے شک اس کی گھاس، اس کی سیرابی، اس کا پاخانہ اور اس کا پیشاب قیامت والے دن اس کے ترازو کے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ جس نے اللہ رب العزۃ کی رضاء کے خاطر گھوڑا پالا تو اس کی لید، بول قیامت کے دن میزان میں وزن کیا جائے گا، اس کے بدلے اس مالک کو اجر وثواب ملے گا۔

فائدہ: آج کل کے زمانے میں جہاد کے لئے تیار رکھی جانے والی گاڑیوں کا پٹرول، پرزہ جات، ٹائر ٹیوب وغیرہ کا بھی میدان محشر میں وزن ہوگا، لیکن یاد رہے جہاد کفار کے خلاف ہو، بے گناہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی جہاد نہیں ہے یا بے گناہ ذمی کو قتل کرنا بھی جہاد نہیں ہے۔

لغات: فَرَسٌ اس کی جمع اَفْرَاسٌ ، فُرُسٌ گھوڑا۔شِبْعَهٗ چارہ، دانہ اور گھاس وغیرہ۔رِیَّهٗ پانی وغیرہ۔رَوْثَه لید، گوبر۔ بَوْلَه پیشاب۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد والنسائی والحاکم ۲/۲۴۵٦

راوی حدیث: حالات گزر چکے ہیں۔

ایک کا بدلہ سات سو گنا

(۱۳۳۱) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ : هٰذِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَکَ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ کُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی مہار والی اونٹنی لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیرے لئے اس کے بدلے میں قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام مہار والی ہوں گی۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دو گنا، دس گنا، بسا اوقات سو گنا تو بسا اوقات سات سو گنا زیادہ عنایت کرتے ہیں، یہ اضافہ کی بات اوقات اور حالات پر بھی موقوف ہوتی ہے، جیسے رمضان

کے مہینے میں سات سو گنا اجر زیادہ ملتا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ راہ خدا میں خرچ کرتا رہے۔

بِنَاقَةٍ مَّخْطُوْمَةٍ یعنی لگام ڈالی ہوئی اونٹنی، یعنی تیار شدہ۔

لغات: نَاقَةٌ اونٹنی کو کہتے ہیں۔ مَّخْطُوْمَةٌ خطامه سے ہے، لگام ڈالی ہوئی۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والنسائی وابن حبان ۴۶۴۹۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

طاقت تیراندازی میں ہے

(۱۳۳۲) وَعَنْ اَبِیْ حَمَّادٍ وَیُقَالُ: اَبُوْ سُعَادٍ وَیُقَالُ: اَبُوْ أَسَدٍ وَیُقَالُ: اَبُو عَامِرٍ وَیُقَالُ: اَبُوْ عَمْرٍو وَیُقَالُ: اَبُوْ الْاَسْوَدِ وَیُقَالُ: اَبُوْ عَبْسٍ، عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ: " وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابوحماد اور بعض کے نزدیک ابوسعاد اور یا ابواسد یا ابوعامر یا ابواعمر و یا ابوالاسود یا ابوعبس عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ "تم ان کافروں کے مقابلہ کے لئے تیاری کرو جس حد تک طاقت ہے، خبردار سن لو! طاقت تیراندازی میں ہے، سن لو! طاقت تیراندازی میں ہے، سن لو! طاقت تیراندازی میں ہے۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ہمیشہ جہاد کی تیاری ہونی چاہئے اور ہر قسم کی تیاری کرنی چاہئے اور پھر تیاری زمان کے اعتبار سے مختلف ہوتی رہتی ہے، پہلے زمانے میں جنگی اسباب میں اہم ذریعہ تیراندازی ہوا کرتی تھی، لیکن آج کل کے زمانہ میں اہم ذریعہ ایٹم بم اور دیگر جنگی آلات ہیں، ان میں مہارت حاصل کرنی چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: **اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ** یہ بطور تاکید اور ترغیب کے ہے۔

علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ قوۃ سے جنگ میں کام آنے والی طاقت و قوۃ مراد ہے۔

لغات: الرَّمْیُ بمعنی تیراندازی، رَمٰی رَمْیاً سے تیراندازی کرنا۔ الْقُوَّةَ بمعنی طاقت و قوۃ کے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی ۲۴۰۴۔

راوی حدیث: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کا تعلق قبیلہ جہینہ سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کہ عنقریب ملک فتح ہوں گے

(۱۳۳۳) وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرْضُوْنَ وَيَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ فَلَا يُعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يلهُوَ بِاَسْهُمِهٖ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا عنقریب تم پر زمین کے فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا، پس تم میں کوئی شخص بھی تیروں کے بارے میں کوتاہی نہ کرے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشن گوئی خوشخبری سنائی کہ عنقریب بڑے بڑے ملک فتح ہوں گے، تم پر فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور یہ خوشخبری بعینہ پوری ہوئی کہ ایران، روم، عراق اور مصر وغیرہ بڑے بڑے ملک مسلمانوں نے فتح کر لئے۔ **فَلَا يُعْجِزُ اَحَدُكُمْ** اس کا مقصد یہ ہے کہ تم تیر اندازی یعنی جہاد کی تیاری میں سستی نہ کرنا اس کو کبھی بھی نہ چھوڑنا کہ اب ہم نے فتح پالی مزید تیر اندازی کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سے مسلمانوں نے جہاد اور اس کی تیاری کو چھوڑا ہے تب سے محکوم قوم بن کر زندگی گزار رہے ہیں، ہم جہاد کا نام لیں تو انتہا پسند، دہشت گرد اور قاتل کہلاتے ہیں، پتہ نہیں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور انڈیا کس سلامتی اور امن کی جنگ لڑ رہے ہیں؟ افغانستان، فلسطین، عراق، برما اور کشمیر میں مسلمانوں کو ذبح کیا جاتا ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں۔

لغات: **اَرْضُوْنَ ، اَرْضٌ** زمین۔ **فَلَا يُعْجِزُ عجز عجزاً** عاجز ہو جانا۔ **بِاَسْهُمِ** جمع ہے **سَهْمٌ** کی بمعنی تیر، حصہ، **سَهْمٌ نَارِيٌّ** راکٹ کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والترمذی والبیہقی ۱۰/۱۳

راوی حدیث: راوی کے حالات گزر چکے ہیں۔

تیر اندازی سیکھ کر بھول جائے تو وہ ہم میں سے نہیں

(۱۳۳۴) وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عُلِّمَ الرَّمْىَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا، اَوْ فَقَدْ عَصٰى. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اس کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں یا (یہ فرمایا) اس نے یقیناً نافرمانی کی۔ (مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں تیر انداز کے لئے جہاں سعادت کی بات ہے وہیں اس کو اس بات کا بھی پابند کیا جا رہا ہے کہ تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس کو ترک نہیں کرنا چاہئے، بلکہ آپ کا یہ فن اور ہنر حفاظت دین واشاعت دین کا ذریعہ بن جانا چاہئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک **فَلَيْسَ مِنَّا، اَوْ فَقَدْ عَصَىٰ** یہ ترہیب، تنبیہ پر محمول ہے۔

لغات: **عِلْمٌ** کہتے ہیں، حقیقت شیٔ کا ادراک کرنا، **عَلِمَ** بمعنی جاننا، **عَلَّمَ** بمعنی سکھانا۔ **عَصَىٰ** بمعنی نافرمانی۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: راوی کے مختصر حالات گزر چکے ہیں۔

ایک تیر کی وجہ سے تین آدمی جنت میں جاتے ہیں

(۱۳۳۵) **وَعَنْـهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرِ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيْ بِهٖ وَمُنْبِلَهُ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عُلِّمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْ قَالَ كَفَرَهَا. رواه ابوداود**

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں (۱) اس کے بنانے والے کو جو اس کے بنانے میں بھلائی کی نیت کرے۔ (۲) تیر چلانے والے کو۔ (۳) اور ترکش سے تیر نکال کر دینے والے کو، تم تیر اندازی اور گھڑ سواری سیکھو اور مجھے تمہارا تیر اندازی کا سیکھنا گھڑ سواری کے سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے اور جس نے بے رغبتی کی وجہ سے تیر اندازی سیکھنے کے بعد چھوڑ دیا تو اس نے نعمت کو چھوڑ دیا، یا یہ فرمایا، اس نے ایک نعمت کی ناشکری کی۔ (ابوداود)

تشریح: اس حدیث شریف کا مفہوم گزر چکا ہے، تاہم اس سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں جو بھی تعاون کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ اگر کوئی تیر، تلوار یا اور قسم کا اسلحہ بناتا ہے مگر اخلاص نیت بھی ہو تو جنت میں جائے گا۔ اسی طرح وہ تیر یا اسلحہ پہنچانے والا اور وہ مجاہد جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے یہ اسلحہ وغیرہ میدان جہاد میں چلاتا ہے وہ بھی جنت میں جائے گا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیر اندازی کا ہنر بھی سیکھو، گھڑ سواری بھی سیکھو، یہ ایک قسم کی نعمت ہے اس کو کبھی بھی نہ چھوڑنا۔

لغات: نَفَرٌ جماعت۔ صَانِعَة بنانے والا۔ صَنَعَ (ف) سے۔الرَّامِیْ رَمْیٌ سے تیراندازی کو کہتے ہیں۔وَمُنْبِلِهٖ تیر پکڑانے والا، لانے والا یابنانے والا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود کتاب الجہاد وابن ماجہ والدارمی ۲۴۰۵۔

راوی حدیث: راوی کے مختصر حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۳۶) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ: اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِياً. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی جماعت پر سے گزر ہوا جو بطور مقابلہ تیراندازی کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اولاد اسماعیل! تم تیراندازی کرو، اس لئے کہ تمہارے باپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) بھی تیرانداز تھے۔(بخاری)

تشریح: حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسباب حفاظت پر ابھار رہے ہیں کہ تم بنی اسماعیل کی بہادر قوم ہو اس لئے اپنے اسلاف آباء واجداد کی تیراندازی اچھی طرح سے پکڑو، اس میں خوب مہارت حاصل کرو، یہ تمہارے ابا جان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سنت ہے اور ان کا طریقہ ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اپنے اسلاف، اکابر کے طریقوں کو مضبوطی سے پکڑے۔

لغات: اِرْمُوْا رَمْياً تیر چلانا، پھینکنا۔ يَنْتَضِلُوْنَ افتعال سے تیراندازی میں مقابلہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد وابن ماجہ والبیہقی ۱۰/ ۱۷

راوی حدیث: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی ہیں، بہت دلیر اور انتہائی ذہین اور دشمن پر جلد کنٹرول کرنے میں اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں۔

تیر چلانے کا ثواب غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے

(۱۳۳۷) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ. رواه ابو داود والترمذی

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر چلایا پس اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔(ابوداود وترمذی)

تشریح: مذکورہ حدیث میں جہاد کی فضیلت کا بیان ہے کہ جس نے میدان جہاد میں ایک تیر چلایا اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، چاہے وہ تیر دشمن کو لگے یا نہ لگے، بہر صورت اجر وثواب ملے گا، اس حدیث میں مجاہدین کو زیادہ تیر چلانے پر ابھارا جا رہا ہے کہ جتنے زیادہ تیر چلاؤ گے اتنی ہی زیادہ غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل کرو گے۔

لغات: **عِدْلٌ، عَدْلاً** برابر کرنا، انصاف کرنا۔ **مُحَرَّرَةٌ** آزاد کردہ، **حَرَّرَ** کسی کو آزاد کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ترمذی کتاب فضائل الجہاد، سنن ابی داود کتاب العتق وابن ماجہ وابن حبان ۴٦١۵۔

راوی حدیث: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ہیں اور ان کی قبر مبارک ضلع شکار پور سکھر کے قریب محبوب گوٹھ میں واقع ہے، اللہ تعالیٰ نے عاجز کو کئی مرتبہ حاضری کی سعادت بخشی ہے۔ فَلِلّٰهِ الحمد۔

ایک کا بدلہ سات سو گنا تک ملتا ہے

(١٣٣٨) **وَعَنْ اَبِیْ یَحْیٰ خُرَیْم بْنِ فَاتِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ.** (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو یحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی)

تشریح: حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جس نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے سات سو گنا زیادہ بڑھا کر دیتے ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ صرف سات سو گنا زیادہ بڑھتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسے قرآن میں بھی آتا ہے "واللہ یضاعف لمن یشاء" اور یہ سات سو گنا اجر بڑھنا مختلف اوقات اور مقامات کے حساب سے بھی ہوتا ہے۔

لغات: **اَنْفَقَ اِنْفَاقاً** خرچ کرنا۔ **ضِعْفٌ** دوگنا، بڑھنا، اضافہ ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ترمذی کتاب فضائل الجہاد و احمد ۷/ ١٩٠۵٨، والحاکم ٢/ ٢٣٣١۔

راوی حدیث: حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ الاسدی سے تعلق تھا، شام کے رہنے والے تھے، بعد میں کوفہ کو مسکن بنایا اور یہ صلح حدیبیہ میں بھی شریک رہے ہیں، ان کی مرویات ١٠ دس تک ہیں جو سنن میں ہی منقول ہیں۔

اللہ کے راستے کا ایک دن کا روزہ ستر سال جہنم سے دور کر دیتا ہے

(۱۳۳۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَصُوْمُ یَوْماً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰہُ بِذٰلِکَ الْیَوْمِ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفاً. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے بقدر دور کر دیتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں روزے کی فضیلت کا بیان ہے کہ جس نے ایک دن روزہ رکھا تو اس کے چہرے کو ستر سال کے بقدر جہنم کی آگ سے دور کیا جاتا ہے۔ بہرحال روزے کے بہت زیادہ فضائل ہیں اور اس سے تقویٰ، سخاوت، نور، نجات من النار اور رزق کی فراوانی، مال میں برکت ہوتی ہے۔ اس حدیث کو لفظ **فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ** سے بیان کیا اور لفظ **فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ** کا مفہوم بہت زیادہ وسیع ہے، ہر قسم کے طاعات کو شامل ہے۔

لغات: خَرِیْفاً موسم، مدت، سال۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری و مسلم

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

اللہ کے راستے کا ایک دن کا روزہ زمین و آسمان کے فاصلے کے بقدر جہنم سے ڈھال بن جاتا ہے

(۱۳۴۰) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: قَالَ مَنْ صَامَ یَوْماً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقاً کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ . رواہ الترمذی

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان و زمین کے فاصلے کے بقدر خندق ڈال دیتے ہیں۔ (ترمذی)

تشریح: مذکورہ حدیث میں بھی روزے کی فضیلت کا بیان ہے کہ جس نے راہ خدا میں ایک دن روزہ رکھا تو اس بندے اور جہنم کے درمیان خندق جتنا فاصلہ آ جاتا ہے، خندق یہ دوری سے کنایہ ہے، مقصد یہ ہوگا کہ یہ بندہ جہنم سے بہت زیادہ دور رہے گا۔

لغات: صَامَ صَوْماً (ن) روزہ رکھنا۔ خَنْدَقاً خندق، گھڑا، کھائی۔

تخریج حدیث: سنن ترمذی کتاب فضائل الجہاد وکذا فی ابوداود۔

راوی حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں، اپنی کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ ان کا اصل نام صدی بن عجلان ہے۔

جس نے جہاد کے لئے نہ سوچا ہو تو وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرے گا

(۱۳۴۱) **وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَهٗ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ. رواہ مسلم**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ ہی اس کے نفس نے جہاد کے بارے میں سوچا تو اس کی موت منافقت کی ایک خصلت پر ہوئی۔ (مسلم)

تشریح: جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی جہاد کا ارادہ کیا اور ایسی حالت میں اگر اس کی موت ہوگئی تو گویا کہ وہ نفاق کی خصلت پر مرا، علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو آدمی نیک کام نہیں کر سکتا تو اس کو کم از کم نیکی کا ارادہ ضرور کرنا چاہئے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے نیکی کا ارادہ کیا اور نیک کام کرنے سے پہلے وفات پا گیا تو اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ ہوگا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد جہاد کے لئے فرمایا ہے، آج کل کے پُرفتن زمانے میں جو لوگ نہ جہاد کرتے ہیں اور نہ جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ اس کو ظلم سمجھتے ہیں تو پتہ نہیں ہے ایسے لوگوں کے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ ہوگا؟ آخری دور میں ایمان کی حفاظت کرنا بہت مشکل اور آزمائش کن مسئلہ ہے۔ اللہ پاک سے دعاء ہے کہ ہمارا ایمان سلامت رکھے۔

لغات: مَاتَ مَوْتاً (ن) مرنا۔ لَمْ یَغْزُوَ غَزَاءً، غَزْواً (ن) لڑائی، جنگ۔ حَدَّثَ تَحْدِیْثاً تفعیل بیان کرنا، بات کرنا، یہاں مراد دلی ارادہ ہے۔ شُعْبَةٌ بمعنی حصہ، خصلت، طریقہ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارة واحمد ۱۸۷/۴/۳

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

نیت کے بقدر اجر ملتا ہے

(۱۳۴۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: أَنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالاً مَاسِرْتُمْ مَسِيْراً وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِياً إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ" وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَلَّا شَرَكُوْكُمْ فِي الْأَجْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر جہاد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو سفر طے کیا اور جس وادی کو عبور کیا ہے وہ تمہارے ساتھ ثواب میں شریک رہے ہیں، ان کو بیماری نے روک لیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو عذر نے روک رکھا ہے، مگر وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔

تشریح: حدیث بالا میں ایسے معذورین کے لئے خوشخبری ہے جو کسی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوسکیں تو ان کو بھی مجاہدین والا اجر وثواب ملے گا اور عذر بھی شرعی ہو، سستی، کاہلی یہ عذر نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو جہاد میں جانے کی صدق دل سے نیت کرنی چاہئے، اگر عذر کی وجہ سے جہاد پر نہ جا سکا تو اس کو مجاہدین والا اجر وثواب ملے گا جیسا کہ علامہ نوویؒ نے لکھا ہے۔ حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مرد قلندر مومنین کے لئے خوشخبری سنائی ہے جو صدق نیت سے جہاد کا ارادہ رکھتے ہوں اور عذر کی وجہ سے میدان جہاد میں نہ جا سکتے ہوں تو ان کو بھی بقدر مجاہدین ثواب عنایت کیا جاتا ہے۔ وہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔

لغات: قَطَعْتُمْ قَطَعَ قَطْعاً (ف) کاٹنا، منقطع کرنا، طے کرنا، قَطَعَ الْمُسَافَةَ فاصلہ طے کرنا، سفر کرنا۔ وَادِياً کی جمع اَوْدِيَةٌ آتی ہے، وادی کو کہتے ہیں۔ سِرْتُمْ سَارَ سَيْراً چلنا، سیر کرنا، منزل، مسافت۔ حَبَسَهُمْ حَبَسَ قید کرنا، روکنا، منع کرنا۔ اَلْمَرَضُ جمع اَمْرَاض بیماری کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لڑنے والے کو ثواب ملتا ہے

(۱۳۴۳) وَعَنْ أَبِی مُوسی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ أَعْرَابِیّاً أَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُذْکَرَ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُریٰ مَکَانُهٗ: وَفِی رِوَایَةٍ یُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَیُقَاتِلُ حَمِیَّةً وَفِی رِوَایَةٍ وَیُقَاتِلُ غَضَباً فَمَنْ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ! ایک آدمی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لئے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام معلوم ہو جائے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ کوئی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے اور کوئی عصبیت کے لئے لڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی شخص غصے کی خاطر لڑتا ہے، پس ان میں کون اللہ کے راستے میں لڑنے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے لڑتا ہے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، وہ شخص اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: حدیث بالا میں نیت کے درست کرنے کا درس ملتا ہے، جس کا خلاصہ یہی ہے کہ جو آدمی شجاعت، قومیت وشہرت کے لئے لڑتا ہے تو ایسے لوگوں کے لئے عند اللہ کوئی بھی اجر وثواب نہیں ہے، اللہ پاک کے نزدیک تو مجاہد وہ ہے جو دینی جذبہ کے خاطر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے میدان میں اترتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے جنت کے اعلیٰ درجات اور انعامات باری تعالیٰ کا وعدہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی غصہ کی وجہ سے لڑتا ہے اس کو بھی کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا، اس لئے مجاہدین کو اپنی نیات درست کر لینے چاہئیں، اس زمانے میں تو مجاہدین کے نام سے بہت سے گروہ پیدا ہو چکے جن کا شمار کرنا بھی مشکل ہے اور وہ جہاد بھی بے گناہ مسلمانوں سے ہی کرتے، ان کا زیادہ تر نشانہ بھی عبادت گاہیں مساجد، تعلیم گاہیں اور عام بازار ہیں، اس طرح کے لوگ مجاہد ہیں بلکہ یہ دین اسلام کو بدنام کرنے والے اعداء اسلام ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ

لغات: لِلْمَغْنَمِ بمعنی غنیمت۔ لِیُریٰ مَکَانُهٗ بمعنی شہرت کے۔ شَجَاعَةً بہادری۔ حَمِیَّةً قومیت، عصبیت۔ غَضَباً غَضَبَ (ض) غصہ، جذبات، غصہ کرنا، افعال سے أغْضَبَ (افعال) غصہ دلانا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

جو جہاد میں شہید ہو جائے اس کو پورا پورا ثواب قیامت کے دن ملے گا

(۱۳۴۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَیْ اُجُوْرِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جولڑنے والا گروہ یا لشکر جہاد کرے پس وہ مال غنیمت حاصل کرے اور صحیح وسالم واپس آجائے تو اس نے اپنے دوتہائی ۲/۳ حصہ دنیا میں جلد حاصل کرلیا اور جو گروہ یا لشکر لڑے لیکن مال غنیمت حاصل نہ کر سکے اور شہید یا زخمی ہو جائے تو اس کے لئے ان کا اجر پورا ہے۔ رواہ مسلم

تشریح: حدیث شریف سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جو مجاہدین راہ خدا میں شہید ہو جاتے ہیں ان کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے زیادہ ہے جو میدان جہاد سے سلامتی اور غنیمت کے ساتھ واپس آتے ہیں، دوسرے نمبر پر ان کا اجر زیادہ ہوتا ہے جو میدان جہاد سے زخمی حالت میں واپس آتے ہیں۔ اسی مفہوم کی دوسری روایت منقول ہے کہ صحابہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بہت سے اس حال میں ملیں گے کہ انہوں نے دنیا میں اجر (مال غنیمت) نہیں لیا اور ان میں بہت سارے اپنے پکے ہوئے پھل کو چن رہے ہیں۔ الغرض میدان جہاد میں شہادت کی فضیلت کا بیان ہے۔

لغات: تَعَجَّلُوْا عَجَّلَ تَعْجِيْلاً عجلت، جلد بازی کرنا۔ اُجُوْر یہ الاجُرُ کی جمع ہے، بمعنی اجرۃ، مزدوری، اَجَرَ (ض) مزدوری دینا۔ سَرِيَّةٌ اس کی جمع سَرَايَا آتی ہے لشکر کو کہتے ہیں۔ تَخْفِقُ لڑنا، مارنا، یہ زیادہ تر تلوار کی لڑائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تُصَابُ اَصَابَ اُصَابَةً پانا، حاصل کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ، ابوداود، والنسائی۔

راوی حدیث: حالات گزر چکے ہیں۔

میری امت کی تفریح جہاد کرنے میں ہے

(۱۳۴۵) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُئْذَنْ لِیْ فِی السِّيَاحَةِ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ :اَنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِیْ اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. رواہ ابوداود باسنادٍ جيدٍ

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے سیاحت (تفریح دنیا) کی اجازت عنایت فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی سیاحت تو اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔ (ابوداود)

تشریح: اِئْذَنْ لِیْ فِی السِّیَاحَۃِ، مجھے سیاحت کی اجازت عنایت فرمائیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام معمولی کام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اولاد والدین سے، شاگرد اساتذہ سے، سالکین اپنے شیخ سے ہر کام میں رہنمائی لیں۔

اس صحابی رسول نے سیاحت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی سیاحت تو جہاد فی سبیل اللہ ہے، بندہ سیر بھی کرتا جائے اور اعلاء کلمۃ اللہ بھی ہو تو اس کو دنیا کا فائدہ بھی ہوگا اور آخرت کے اعتبار سے اس کا ثواب بھی محفوظ ہوگا اور اس بندہ خدا کے سیر و سفر میں اسلام کی عزت اور کفر کی ذلت بھی ہوگی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سیاحت سے مراد ترک لذات ہیں تو جہاد میں بھی ترک لذات اور مجاہدہ ہے، اس سے آدمی کی لذتیں، خواہشیں ٹوٹتی ہیں۔

فائدہ: اسلام میں سیر و سفر کی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ ایک اچھا عمل ہے، بشرطیکہ عبرت و نصیحت کا حصول مقصود ہو اور قدرت خداوندی کے عجائبات سے تذکیر مطلوب ہو۔

لغات: اَلسِّیَاحَۃُ چلنا پھرنا، سیر و سفر کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب الجہاد والحاکم ۱/ ۲۳۹۸

راوی حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

جہاد سے واپسی کا ثواب جہاد پر جانے والے کے مثل ہے

(۱۳۴۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَفْلَۃٌ کَغَزْوَۃٍ. رواہ ابوداود باسنادٍ جیدٍ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کے مثل ہے۔ (ابوداود)

تشریح: حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ جہاد سے لوٹنا جہاد کی طرح ہے یعنی جو اجر و ثواب جہاد پر جاتے وقت ملتا ہے وہی اجر و ثواب جہاد سے واپسی پر ملتا ہے، جس طرح جہاد پر جانا قابل فخر اور سعادت کی بات ہے اسی طرح واپس لوٹنا بھی فخر اور سعادت کی

بات ہے۔بعض حضرات فرماتے ہیں یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشادفرمائی جب مجاہدین کی ایک جماعت اس لحاظ سے واپس آئی کہ اپنے ساتھ مزید افرادلیکر جائیں۔

قَفْلَةٌ کا مقصد ہے واپس ہونا،لوٹنا،جہاد سے فراغت کے بعدواپس ہونا۔

لغات: قَفْلَةٌ لوٹنا،واپس ہونا۔ کَغَزْوَةٍ اس کی جمع غَزْوَاة آتی ہے۔ غَزَاهُ غَزْواً طلب کرنا،قصد کرنا۔ ومِنْهُ الْغَازِیْ غازی جہاد میں جا کرلوٹنے والا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب الجہاد واحمد ۲/ ۶۶۳۶

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۴۷) **وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَتَلَقَّيْتُهُ مِنَ الصِّبْيَانِ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ. رواه ابوداود باسنادٍ صحيحٍ**

ترجمہ:حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے چلے،پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔

تشریح: اس حدیث شریف سے استقبال کا جائز ہونا معلوم ہورہا ہےاور یہ شاندار استقبال ہرقسم کے تکلفات سے خالی ہے نہ کوئی پھول اور نہ کوئی چراغ ہے۔آج کل کے دور میں قومی خزانہ بے دردی سے لوٹا جارہا ہے جوشریعت کی رواورملکی وقومی مفادات کے لحاظ سے بھی قابل رحم ہے،فضولیات اوراسراف اسلام میں بالکل پسندنہیں ہیں،ہم سب کواس معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے،جہاں پرآپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا استقبال اورالوداع کرتے تھے۔

لغات: الصِّبْيَانِ جمع ہے صَبِی کی بمعنی بچہ۔ تَلَقَّاهُ تَلْقِيَةً ملنا،ملاقات کرنا۔ تَبُوْک تبوک ایک جگہ کا نام ہے،غزوۂ تبوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا آخری غزوہ ہے،اس میں مسلمانوں کی آرمی کی تعدادتیس ہزار 30,000 تھی۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری وابوداود کتاب الجہاد

راوی حدیث: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس نے جہاد نہ کیا تو مرنے سے پہلے مصیبت میں گرفتار ہوگا

(۱۳۴۸) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ لَّمْ یَغْزُ اَوْ یُجَھِّزْ غَازِیاً اَوْ یَخْلُفْ غَازِیاً فِیْ اَھْلِہٖ بِخَیْرٍ اَصَابَہُ اللّٰہُ بِقَارِعَۃٍ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. رواہ ابوداود باسنادٍ صحیح

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ کسی غازی کو جہاد کا سامان دے کر اس کی تیاری کروائی یا کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر دیکھ بھال کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی بڑی مصیبت (یا حادثے) سے دوچار کرے گا۔

تشریح: حدیث مذکورہ کا یہی مفہوم ہے کہ جو آدمی نہ جہاد کرتا ہے اور نہ مجاہدین کو سامان حرب مہیا کرتا ہے اور نہ ہی ان کے گھر والوں کی حفاظت ونگرانی کرتا ہے تو یہ سارے جرائم ایسے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی عذاب دے دیتا ہے اور آخرت کا عذاب تو یقینی ہے۔

اس لئے امت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ جہاد جیسے مقدس فریضہ کے لئے ہر وقت تیار رہیں، اس کے تقاضوں اور ضروریات سے اعراض نہ کریں، ورنہ انہیں دنیا میں سزا اور آخرت میں عذاب عظیم والیم ہوگا۔

لغات: **جَھَّزَ تَجْھِیْزاً** (تفعیل) تیاری کرانا۔ **اَھْلٍ** گھر والے، بیوی، بچے اور والدین بھی شامل ہیں۔ **خَیْر** اسم تفضیل ہے، **اَلْخَیْر** مفرد ہے **خُیُوْرٌ** کا، بھلائی، نیکی۔ **بِقَارِعَۃٍ** کھڑکھڑانے والی چیز، ڈرانے والی چیز، دھمکانے والی چیز جیسے قرآن پاک میں **اَلْقَارِعَۃُ، مَاالْقَارِعَۃُ**

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب الجہاد

راوی حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

(۱۳۴۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَاھِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ. رواہ ابوداود باسنادٍ صحیح

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکین سے جہاد کرو اپنے مالوں اور جانوں اور زبانوں کے ذریعے سے۔

تشریح: حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ مشرکین سے جہاد بالمال، بالنفس، باللسان کرو مگر حسب مناسبت جس کی ضرورت ہو، پر آج کل کے دور میں تینوں چیزوں کی ضرورت ہے، تینوں ہی چیزوں سے اسلام کی اشاعت ضروری ہے۔

لغات: اَمْوَالٌ، مَالٌ کی جمع ہے۔اَنْفُسٌ، نَفْسٌ کی جمع ہے۔اَلْسِنَۃٌ، لِسَانٌ کی جمع ہے۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب الجہاد

راوی حدیث: تعارف گزر چکا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کی ابتداء میں یا سورج ڈھلنے کے بعد لڑائی کرتے تھے

(۱۳۵۰) **وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو وَیُقَالُ اَبُوْ حَکِیْمٍ اَلنُّعْمَانُ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ : شَھِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: اِذَا لَمْ یُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ اُخِّرَ الْقِتَالَ حَتّٰی تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَھَبَّ الرِّیَاحُ وَیَنْزِلَ النَّصْرُ . رواہ ابو داود والترمذی**

ترجمہ: حضرت ابوعمرو اور بعض کے نزدیک ابوحکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں حاضر رہا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کی ابتداء میں لڑائی کا آغاز نہ فرماتے تو لڑائی کو مؤخر کردیتے، یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا، ہوائیں چلنے لگ جائیں اور مدد نازل ہونے لگتی۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ دو اوقات میں لڑائی، جنگ لڑنی چاہئے، ایک صبح سویرے دوسرا زوال شمس کے ختم ہوتے وقت، صبح میں تو برکت ہوتی ہے اور زوال شمس کے بعد اس لئے کہ اس میں دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھنا آسان ہوتا ہے اور ان کی چال کو سمجھنا بھی آسان ہوتا ہے۔علاوہ ازیں ان اوقات میں نصرت خداوندی بھی کثرت سے شامل ہوتی ہے۔

لغات: **تَزُوْلَ** ، **زَالَ** ، مائل ہونا، ڈھل جانا۔**تَھَبَّ، ھَبَّ** (ن) چلنا، اس سے ہواؤں کا چلنا ہی مراد ہے۔اَلرِّیَاحُ جمع ہے **رِیْحٌ** کی، ہوائیں۔ **اَلنَّصْرُ** مدد، نصرت۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب الجہاد وابن حبان ۴۷۶۷۔

راوی حدیث: حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کنیت ابوحکیم ہے، یہ مشہور صحابی رسول ہیں۔چار سو آدمیوں کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو نہاوند کا حاکم بنایا تھا

اور نہاوند میں 20ھ کو شہید ہوئے۔

دشمن سے لڑنے کی تمنا مت کرو

(۱۳۵۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دشمن سے لڑنے کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو، لیکن جب آمنا سامنا ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہو۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: اس حدیث کا مفہوم پہلے بھی گزر چکا ہے۔ مقصد یہی ہے کہ جنگ، لڑائی کی تمنا نہیں کرنی چاہئے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا چاہئے، تاہم اگر حالات ایسے ہو جائیں کہ جن میں جنگ کرنا ناگزیر بن جائے تو ایسی صورت میں ثابت قدمی اور صبر کے ساتھ جم کر کے مقابلہ کرنا چاہئے۔

لغات: لَا تَتَمَنَّوْا، تمنیٰ، طلب کرنا، آرزو کرنا۔ لِقَاءَ ملاقات، ملنا، یہاں مراد جنگ ہے۔ اَلْعَافِيَةَ عافیت، خیریت، سلامتی۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجهاد، صحیح مسلم کتاب الجهاد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

جنگ تو دھوکہ کا نام ہے

(۱۳۵۲) وَعَنْهُ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگ ایک چال ہے۔

تشریح: جنگ ایک چال کا نام ہے۔ ایک حکمت عملی کا نام ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ایسی چال چلنا جس کو دشمن نہ سمجھ سکے اور دشمن پر کنٹرول کیا جائے؛ اس طرح کی تدبیریں ایک اچھا سپہ سالار ہی کرتا ہے اور میدان جنگ مار لیتا ہے اور اس حدیث مبارکہ سے جہاد کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور جہاد سے اعراض اور غفلت کتنا بڑا جرم ہے، لیکن بدقسمتی سے

مسلمان ہر جگہ ترک جہاد کا مرتکب ہے اور محکوم قوم کی طرح زندگی گزار رہا ہے۔فالی اللہ المشتکیٰ

لغات: اَلْحَرْبُ اس کی جمع حُرُوْب آتی ہے بمعنی جنگ۔اَلْحَرْبُ الْاَهْلِيَّة خانہ جنگی کو کہتے ہیں،حَرَبَ حَرْباً (ض) غضبناک ہونا۔

اَلْخِدْعَةُ اس کی جمع خُدَعٌ آتی ہے بمعنی چال،تدبیر،حکمت اور اس کا معنی دھوکہ دینا بھی آتا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد،صحیح مسلم کتاب الجہاد،مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/۵۳۰

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مختصر سا تعارف ہو چکا ہے۔

باب بیان جماعة من الشهداء فی ثواب الآخرة ويغسلون ويصلی عليهم بخلاف القتيل فی حرب الكفار

شہید کی قسمیں

(۱۳۵۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ : اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید پانچ ہیں (۱) طاعون سے مرنے والا (۲) پیٹ سے مرنے والا (۳) ڈوب کر مرنے والا (۴) دب کر مرنے والا (۵) اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: شہداء شہید کی جمع ہے یا تو شہادت سے بمعنی گواہی دینا تو شہید کو اس لئے شہید کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی گواہی دی ہے۔یا تو شہید شہود سے ہے بمعنی حاضری کے تو اس کا مطلب ہوگا رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں، یا یہ مجاہد میدان کارزار میں حاضر ہوتا ہے، یا یہ مقصد ہوگا کہ یہ اپنی جان کو بارگاہ خداوندی میں حاضر کرتا ہے۔

فائدہ: شہید کی دو قسمیں ہیں۔(۱) حقیقی (۲) حکمی

(۱) شہید حقیقی وہ ہے جو میدان جہاد میں شہید کیا جائے بشرطیکہ یہ میدان جہاد میں اخلاص نیت کے ساتھ لڑا ہو۔ شہید حقیقی کا حکم یہ ہے کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی لیکن اس کو نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔

(۲) شہید حکمی وہ ہے کہ جسے شہادت کے رتبہ سے نوازا جائے گا لیکن دنیاوی احکامات کے اعتبار سے اس پر شہید والے احکامات جاری نہیں ہوں گے، مثلاً طاعون کے مرض، پیٹ کی بیماری، ڈوب کر مرنے والا، دب کر مرنے والا یہ سارے شہید حکمی ہیں، انہیں غسل وغیرہ دیا جائے گا۔

لغات: اَلْمَطْعُوْنُ طاعون کی بیماری۔ اَلْمَبْطُوْنَ پیٹ کی بیماری۔ اَلْغَرِيْقُ غَرَق سے ہے ڈوبنا۔ اَلْهَدْمُ (ض) دب جانا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ،

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

شہید کی مزید اقسام

(۱۳۵۴) **وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَاتَعُدُّوْنَ الشُّهَدَاءَ فِيْكُمْ؟ قَالُوْا، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ! قَالُوْا، فَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ مَّاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ مَّاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ.** (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے میں سے کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا، جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تو میری امت میں شہداء بہت کم ہوں گے، انہوں نے پوچھا: پھر یا رسول اللہ! کون شہید ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔ جو اللہ کے راستے میں طبعی موت مر جائے وہ شہید ہے۔ جو طاعون کی بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری میں مر جائے وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر مر جائے وہ شہید ہے۔ (مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں بھی شہید حقیقی کے علاوہ بہت ساری شہید حکمی کی قسمیں بیان کی جارہی ہیں۔ **وَمَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ**

اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، سے تو شہید حقیقی ہی مراد ہے، البتہ وَمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، سے مراد شہید حکمی ہے یعنی وہ آدمی مراد ہے جو جہاد کے لئے جا رہا ہو، لیکن اس کو راستہ میں موت آ گئی ہو یا راستہ میں مرض لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے وفات پا گیا ہو تو یہ آدمی اخروی اعتبار سے عنداللہ شہید ہے، لیکن دنیا کے اعتبار سے اس پر شہید والے احکامات جاری نہیں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مثالیں بیان فرمائیں کہ یہ شہید ہیں۔ (۱) طاعون کے مرض میں مرنے والا۔ (۲) پیٹ کی بیماری میں وفات پانے والا۔ (۳) دب کر فوت ہو جائے یا ڈوب کر مر جائے یہ سارے عنداللہ شہید ہیں، ان کو شہداء والا ثواب ملے گا۔

فائدہ: جنت کے اعلیٰ درجات کا وعدہ وہ شہید حقیقی کے لئے ہے نہ کہ شہید حکمی کے لئے، البتہ یہ جو احادیث میں آ رہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم و فضل ہوگا۔ (واللہ اعلم)

لغات: **اَلطَّاعُوْن** یہ ایک قسم کا خطرناک مرض ہے، جسم میں ایک پھوڑا نکلتا ہے جس سے موت واقع ہو جاتی ہے، سب سے بڑی طاعون کی وباء حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں آئی۔ تقریباً 18 یا 19 ہجری کو جس میں تقریباً صرف 18 ہزار صحابہ کرامؓ کے اہل خانہ شہید ہو گئے تھے، منجملہ ان میں سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل خانہ بھی شامل ہیں۔ یہ طاعونی وباء فلسطین اور شام کے علاقوں میں آئی تھی۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ واحمد ۳/ ۱۰۷۶۶، وابن ماجہ وابن حبان ۳۱۸۶۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے تو وہ شہید ہے

(۱۳۵۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے پس وہ شہید ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث شریف کا مفہوم یہی ہے کہ جو آدمی اپنے مال و اسباب کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے۔ نیز یہ حدیث مبارکہ اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والے آدمی کو بھی شامل ہے۔

فائدہ: **دُوْنَ** کا لفظ ظرف مکان ہے بمعنی تحت، مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہو اور اس کا دفاع کرتا ہو، بہر

صورت جو بھی اپنے مال کی حفاظت کرتے مارا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔

لغات: **قُتِلَ** ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔**دُوْنَ** یہ ظرف مکان ہے بمعنی تحت۔**مَالٌ** مفرد ہے، اس کی جمع **اَمْوَالٌ** مال کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب المظالم، وصحیح مسلم کتاب الایمان وابوداود والترمذی

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تذکرہ خیر گزر چکا ہے۔

جو جان کی حفاظت کرتے ہوئے مرجائے تو وہ شہید ہے

(۱۳۵۶) وَعَنْ اَبِی الْاَعْوَرِ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَحَدِ الْعَشَرَۃِ الْمَشْھُوْدِ لَھُمْ بِالْجَنَّۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ . رواہ ابوداود والترمذی

ترجمہ: حضرت ابواعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنتی ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔ (ابوداود، ترمذی)

تشریح: یہ حدیث مبارکہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی سے مروی ہے، عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں جنت کی خوش خبری سنائی تھی۔ وہ دس صحابہ یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۹) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے لوگوں کو جنت کی خوش خبری سنائی ہے۔

فائدہ: دین کی حفاظت کرتے ہوئے جو قتل کر دیا جائے گا وہ بھی شہید ہے اور جو اہل کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے، اسی طرح جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

دُوْنَ مَالِهٖ کا مقصد یہ ہے کہ جو آدمی اپنی جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو اس کو بھی شہید جیسا ثواب ملے گا۔

لغات: دَمٌ اس کی جمع دِمَاءٌ ، دموء آتی ہے، بمعنی خون، جان۔ دِیْنٌ اس کی جمع أدْیَان آتی ہے، مذہب، مسلک۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب السنۃ والترمذی ابواب الدیات

راوی حدیث: نام سعید بن زید، کنیت ابواعور ہے، یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہنوئی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کو اور ان کی بیوی اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت پٹائی کی تھی اور بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ طٰہٰ کی تلاوت سننے سے مسلمان ہو گئے تھے، غزوہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں شامل رہے ہیں۔ مدینہ کے قریب عقیق نامی جگہ پر 50 یا 51ھ کو فوت ہو گئے، ان کی مرویات کی تعداد 48 ہیں۔

چھیننے والے کو اپنا مال مت دو

(١٣٥٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَئَیْتَ اُنْ جَاءَ رَجُلٌ یُرِیْدُ أَخْذَ مَالِیْ؟ قَالَ، "فَلَا تُعْطِهٖ مَالَکَ" قَالَ: أَرَئَیْتَ اُنْ قَاتَلَنِیْ : قَالَ، "قَاتِلْهُ" قَالَ: أَرَئَیْتَ اُنْ قَتَلَنِیْ : قَالَ، فَأَنْتَ شَهِیْدٌ، قَالَ: أَرَئَیْتَ اُنْ قَتَلْتُهٗ، قَالَ: هُوَ فِی النَّارِ.

رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ فرمائیے کہ اگر کوئی آدمی میرا مال چھیننے کی نیت سے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو اپنا مال مت لینے دو، اس نے عرض کیا، اگر وہ مجھ سے لڑے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم بھی اس سے لڑو، اس نے کہا یہ بتلائیے اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو تم شہید ہوں گے، اس نے کہا یہ فرمائیں اگر میں اسے قتل کر دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

تشریح: مذکورہ حدیث شریف میں مسلمانوں کو شجاعت اور بہادری کی ترغیب دی جارہی ہے اور ساتھ میں بزدلی اور بے ہمتی

سے کام نہ لینے کا درس دیا جارہا ہے۔حدیث شریف میں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ اپنی جان ومال کی حفاظت کیا کرو،حفاظت کرتے ہوئے اگر تم مارے گئے تو شہید ہوں گے۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ چور،لٹیرے اور ڈاکو کو مارنا جائز ہے اور وہ واصل جہنم ہوگا اور قاتل گنہگار نہیں ہوگا،البتہ اگر مقتول چور مسلمان ہو تو جہنم کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا۔

فائدہ: مال کی حفاظت کے خاطر شہید کیا ہوا آدمی حکماً شہید ہے،دنیا میں اس پر شہید حقیقی والے احکامات جاری نہیں کیے جائیں گے،بلکہ اس کو غسل اور کفن دیا جائے گا۔

لغات: **النَّارِ** اس کی جمع نیران آتی ہے،بمعنی آگ،نَارَ یَنُوْرُ نُوْراً روشن ہونا۔**فَلَا تُعْطِهِ، أُعْطِیْ، أَعْطَائاً** (افعال) بمعنی دینا،بخشش۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الایمان (باب الدلیل علی ان من قصد اخذ)

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

باب فضل العتق

غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان

دشوار گھاٹی

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ، وَمَآ أَدْرَاکَ مَاالْعَقَبَةُ ، فَکُّ رَقَبَةٍ (سورة البلد: ۱۱:۱۳)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے،''پس وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم گھاٹی کیا ہے؟ کہ گردن کا آزاد کرنا ہے''۔

تشریح: اس آیت مبارکہ میں غلاموں کو آزاد کرنے پر ثواب کی خوشخبری سنائی جارہی ہے کہ جو غلاموں کو آزاد کرے گا وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوگا۔ **فَکُّ رَقَبَةٍ** گردن کا آزاد کرنا۔**رَقَبَةٍ** سے غلاموں،باندیوں کو آزاد کرنا مراد ہے،غلاموں کی آزادی کو دشوار گزار گھاٹی اس لئے کہا گیا کیونکہ یہ کام انتہائی مشکل ہے،اس میں پیسہ خرچ ہوتا ہے،فطرتاً انسان اس کو خرچ کرنے پر راضی نہیں ہوتا،غلامی کا رواج عہد رسالت میں موجود تھا کیونکہ یہ اس دور میں ایک ناگزیر معاشرتی ضرورت تھی،اس زمانے میں جیلوں میں محبوس رکھنے کا سلسلہ بھی نہیں تھا،دشوار گزار گھاٹی سے مراد جہنم ہے۔

غلام کو آزاد کرنے کے بدلے آدمی کو جہنم سے آزادی مل جاتی ہے

(۱۳۵۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰی فَرْجَهُ بِفَرْجِهٖ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایک مسلمان گردن کوآزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کردے گا یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: اس مذکورہ حدیث میں غلام کی آزادی پر جہنم سے خلاصی، نجات کی بشارت سنائی جارہی ہے کہ جو غلام کو آزاد کرے گا اس کے ہر ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو آزاد کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اس میں اپنی استطاعت کے مطابق خوب حصہ لیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد غلاموں کو آزاد کیا، اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بہت سارے غلاموں کو آزاد کیا۔

فائدہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ بشارت صرف مسلمان غلام آزاد کرنے پر نہیں بلکہ کافر غلام آزاد کرنے پر بھی ہے۔

لغات: أَعْتَقَ ، أُعْتَاقاً انعال سے آزاد کرنا اور مجرد سے آزاد ہونا۔ عُضْوٍ اس کی جمع اعضاء بمعنی جسم کا حصہ، عضو۔ فَرْجه، فَرْج اس کی جمع فروج آتی ہے، شرمگاہ، اعضاء مستورہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الکفارات، وصحیح مسلم کتاب العتق والترمذی واحمد ۳/۹۷۸۰

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ مبارک گزر چکا ہے۔

عمدہ اور قیمتی غلام آزاد کرنا افضل ہے

(۱۳۵۹) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ تَعَالیٰ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، قَالَ: قُلْتُ اَیُّ رِقَابٍ اَفْضَلُ؟ قَالَ: أَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَناً.

(متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کونسا اعمال افضل ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کون سی گردنیں (آزاد کرنا) بہتر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جوان کے مالکوں کے نزدیک زیادہ عمدہ اور زیادہ قیمتی

ہوں۔(رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے بعد سب سے بہترین عمل گردن یعنی غلام کو آزاد کرنا ہے اور غلاموں میں بھی جو غلام سب سے زیادہ عمدہ اور قیمتی ہو اس کو آزاد کرنے میں زیادہ ثواب ملے گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (آل عمران: پ۴)**

فائدہ: غلامی کا سلسلہ اب تو ختم ہو چکا ہے، البتہ جہاد کی صورت میں غلام، لونڈی بنانے کا حکم تا قیامت باقی رہے گا۔ فک رقبة کا اصل مصداق غلام ہی کو آزاد کرنا ہے، تاہم مقروض ضمانتی اور قیدی کو بوجھوں سے نجات دلانا بھی باعث فضیلت کام ہے اور ان میں بھی فک رقبة کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

لغات: رِقَابُ جمع ہے رَقَبَةٌ کی بمعنی گردن۔ ثَمَناً اس کی جمع أَثْمَان آتی ہے بمعنی قیمت، ریٹ، بھاؤ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

باب فضل الاحسان الی المملوک

غلاموں سے حسن سلوک کرنے کا بیان

چند حقوق العباد

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً وَّبِذِی الْقُرْبىٰ وَالْيَتَامىٰ وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ. (النساء: ۳۶)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتے داروں یتیموں، مسکینوں، رشتے دار پڑوسی، پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے یعنی غلاموں کے ساتھ (ان سب کے ساتھ اچھا سلوک کرو)۔

تشریح: آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور ساتھ میں والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا جارہا ہے، بہرحال والدین کے حقوق بہت زیادہ ہیں جنہیں پورا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے، یاد رہے اللہ تعالیٰ کی

رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے اوران کا ہر حکم ماننا ضروری ہے سوائے گناہ کے کاموں کے اور ساتھ میں رشتے دار، یتیم، مساکین، قریبی رشتے دار، پڑوسی اور دور کے پڑوسی کے ساتھ اور مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا جارہا ہے۔

وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ سے مراد غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو، انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھو۔

جو خود کھاؤ غلام کو وہی کھلاؤ

(۱۳۶۰) وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلىٰ غُلَامِهِ مِثْلُهَا فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ ، فَذَكَرَ اَنَّهُ سَابَّ رَجُلاً عَلىٰ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَعَيَّرَهُ بِأُمِّهٖ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ، هُمْ اِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبِسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جوڑا پہنا ہوا تھا اوران کے غلام کے جسم پر بھی ایسا ہی جوڑا تھا، میں نے اس کے بابت ان سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص (غلام) کو برا بھلا کہا اور اس کو اس کی ماں کی نسبت سے عار دلائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اندر جاہلیت کا اثر موجود ہے وہ تمہارے بھائی اور تمہارے خدمت گزار ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے، پس جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو اسی میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسی میں سے اسے پہنائے جو خود پہنتا ہے اور یہ بھی فرمایا، ان پر ان کی طاقت سے زیادہ کاموں کا بوجھ نہ ڈالو، اگر تم انہیں ایسے کام دو تو ان کی مدد بھی کرو۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، جو خود کھاؤ انہیں بھی وہی کھلاؤ، جو تم پہنو انہیں بھی وہی پہناؤ، کیونکہ وہ تمہارے انسانی یا دینی بھائی ہیں اوران کی انسانی ضروریات بھی تم سے مختلف نہیں ہیں۔

اسلام کی ان ہدایات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے غلاموں کے ساتھ بھی ہمدردی کرنے کا حکم دیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے مجبور لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا حکم مفہوم ہو رہا ہے اور ساتھ میں یہ حکم بھی مفہوم ہو رہا ہے کہ ملازمین اور مزدوروں پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے، جو ان کی برداشت سے باہر ہو، نیز ان کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانا چاہئے۔

فَعَیَّرۡتُہٗ بِاُمِّہٖ، سے معلوم ہورہا ہے کہ انسان کو حسب ونسب پر فخر نہیں کرنا چاہئے نہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا چاہئے، حسب ونسب پر فخر کرنا اور کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا زمانہ جاہلیت کی باتیں تھیں، جسے اسلام نے آکر ختم کردیا، افسوس ہے کہ آج کل یہ مرض مسلمانوں میں عام ہے، نسبی غرور کے نشے میں لوگ اندھے ہوگئے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ

اسلام نے مذکورہ ہدایات دے کر مساوات کا اہتمام کیا اور طبقاتی نظام کو ختم کردیا، اسلام نے آقا وغلام کو مالک ومملوک کو آجر واجیر کو ہمدرد اور معاون بننے کی تلقین کی ہے اور دونوں طبقات کو آپس میں پیار اور محبت کے ساتھ رہنے کا درس دیا ہے، اس لئے اسلام میں فضیلت کا معیار دنیاوی دولت اور دنیاوی وسائل نہیں بلکہ فضیلت کا معیار صرف اور صرف ایمان اور تقویٰ ہے۔

لغات: عَیَّرَہٗ عار دلانا۔ سَابَّ (ن) سخت گالی دینا۔ وَلَا تُکَلِّفُوۡھُمۡ کَلَّفَ تفعیل سے مکلّف بنانا۔ کوئی کام سپرد کرنا۔ فَاَعِیۡنُوۡا اَعَانَ اَعَانَۃً انعال سے اعانت کرنا، مدد کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبیلہ بنو اسد سے تعلق تھا، کبار تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے، اکثر اسماء الرجال نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات 120 ہجری میں ہوئی۔

خادم کو بھی کھانے میں شریک کرلینا چاہئے

(۱۳۶۱) **وَعَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمۡ خَادِمُہٗ بِطَعَامِہٖ فَاِنۡ لَّمۡ یُجۡلِسۡہُ مَعَہٗ فَلۡیُنَاوِلۡہُ لُقۡمَۃً اَوۡ لُقۡمَتَیۡنِ اَوۡ اُکۡلَۃً اَوۡ اُکۡلَتَیۡنِ فَاِنَّہٗ وَلِیَ عَلَاجَہٗ. رواہ البخاری**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لائے پس اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو اسے ایک دو لقمے ضرور دے دے، اس لئے کہ اس نے اس کے پکانے کی تکلیف برداشت کی ہے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے جو خادم کھانا وغیرہ تیار کرے اسے ساتھ بٹھا کر کھلانا چاہئے اور انسانی مساوات کا تقاضہ بھی یہی ہے، تاہم اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو اس کے لئے کچھ نہ کچھ بچانا چاہئے۔ اس طرح کرنے میں اس خادم کی دل جوئی بھی ہوگی اور کھانے میں برکت بھی ہوگی۔ افضل یہی ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلانا چاہئے، اس سے عاجزی اور تواضع بھی پیدا ہوگی۔ اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو اس کو کچھ نہ کچھ دیدیا جائے، کاش مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کریں۔

لغات: طَعَامٌ اس کی جمع أَطْعِمَةٌ بمعنی خوراک۔ طَعِمَ طَعْماً (س) کھانا۔ لُقْمَةٌ لقمہ، نوالہ، أُكْلَةٌ بمعنی نوالہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری وابوداود واحمد ۳/۸۱۰۷

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ مبارک گزر چکا ہے۔

باب فضل المملوک الذی یؤدی حق اللہ تعالیٰ وحق موالیہ

اس غلام کی فضیلت کا بیان جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اپنے مالک کا بھی حق ادا کرے

جو غلام آقا کی ہمدردی کے ساتھ اللہ کی عبادت بھی کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے

(۱۳۶۲) **وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ . (متفق علیه)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔ بخاری ومسلم

تشریح: **اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ** جو غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے، خیر خواہی کا مطلب دیانتداری سے آقا کا کام کرنا اور اس کے مال واسباب کی حفاظت کرنا۔

وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، مقصد فرائض اسلام اور احکامات خداوندی کی پابندی کرنا ہے تو ایسے غلام کو دوہرا اجر ملے گا، (۱) آقا کی خدمت کا۔ (۲) ربِّ ذُوالجلال کی عبادت کا۔

لغات: **نَصَحَ نَصْحاً** (ف) خیر خواہی، اچھائی، بھلائی کرنا۔ **لِسَيِّدِهٖ** سید، سردار، آقا، **سَادَ** (ن) سردار، قائد بننا۔ **عِبَادَة، عَبَدَ يَعْبُدُ عِبَادَةً، عُبُوْدَةً** عبادت کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، امیر المؤمنین فی الحدیث اور مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، علم حدیث کے بادشاہ تھے۔ مشاجرات صحابہؓ کے دوران کسی کا فریق نہ بنے۔ دونوں فریقین کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

(۱۳۶۳) **وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّيْ**

لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوْتَ وَأَنَا مَمْلُوْكٌ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غلام کے لئے جو اپنے آقا کی خیر خواہی اور اپنے رب کی عبادت کرنے والا ہو تو اس کو دوگنا اجر ملتا ہے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد، حج اور والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں غلام ہونے کی حالت میں مرنے کو پسند کرتا۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: **لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ** عبدِ مصلح وہ ہے جو آقا کا بھی خیر خواہ اور رب کا بھی عبادت گزار ہو تو ایسے غلام کو دوگنا اجر ملتا ہے۔

انسان جب غلام ہوتا ہے تو اپنی مرضی سے کوئی بھی نیک کام نہیں کرسکتا بلکہ ہر کام میں اپنے آقا کی اجازت کا محتاج ہوتا ہے، نہ جہاد میں جاسکتا ہے، نہ فریضہ حج ادا کرسکتا ہے اور نہ ہی والدین کی خدمت کرسکتا ہے جب تک آقا کی اجازت نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ میں بھی دوہرے ثواب کا حریص ہوں، اگر یہ غلامی مذکورہ اعمال کی فضیلت حاصل کرنے میں مانع نہ ہوتی تو میں غلامی کی حالت پر مرنے کو ترجیح دیتا اور اس کو پسند کرتا۔

لغات: **اَلْمُصْلِحِ** خیر خواہ۔ **بِرٌّ** بمعنی نیکی۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

غلام کی فضیلت

(۱۳۶۴) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اَلْمَمْلُوْكُ الَّذِيْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَيُؤَدِّيْ اِلٰى سَيِّدِهِ الَّذِيْ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيْحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهٗ اَجْرَانِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کرتا ہے جو اس کے ذمے ہے اور اس کی خیر خواہی واطاعت بھی کرتا ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے آقا کی خدمت، خیر خواہی، اطاعت یہ مشروط ہے اللہ تعالیٰ کی عدم معصیت کے ساتھ ،یعنی آقا کی اطاعت ایسے کاموں میں کرنا ہے جن میں رب کی نافرمانی نہ ہو اور اگر نافرمانی ہوتی ہو تو اس وقت اپنے مالک کی اطاعت نہیں کی جائے گی، بلکہ احکامات خداوندی کو مقدم رکھا جائے گا۔

لغات: **یُؤَدِّیْ أَدّٰی** سے بمعنی ادا کرنا۔ **اَلطَّاعَةِ** بمعنی فرمانبرداری، اطاعت کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق

راوی حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف ہو چکا ہے۔

تین آدمیوں کو دوہرا اجر ملتا ہے

(۱۳۶۵) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم: ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ، رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهٖ ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اَذَا أَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمی ہیں کہ جن کے لئے دوہرا اجر ہے، (۱) وہ آدمی جو اہل کتاب میں سے ہے اپنے پیغمبر پر بھی ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لایا۔ (۲) وہ غلام ہے جو اپنے اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرے۔ (۳) وہ آدمی جس کی ایک باندی ہو، پس اس نے اس کو ادب سکھایا اور اس کی خوب تربیت کی، اسے علم سکھایا اور خوب اچھی تعلیم دی، پھر اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی،، پس اس کے لئے بھی دوہرا اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث شریف میں تین طرح کے لوگوں کے لئے دوگنا اجر و ثواب بتایا جا رہا ہے۔ (۱) **رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ** اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، انہیں ترغیب دی جا رہی ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کریں تو انہیں ڈبل ثواب ملے گا۔ (۲) **وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ** اسی طرح مخلص، خیر خواہ غلام بھی دوگنا اجر کا مستحق ہے، اس لئے کہ مشقت تکلیف برداشت کر کے آقا کی خدمت کرتا ہے اور صحیح طریقے سے رب کی عبادت بھی کرتا ہے۔ (۳) وہ آقا جو باندی کی صحیح تربیت کرتا ہے اور اسے تعلیم دیتا ہے اور آزاد کرتا ہے اور شادی کراتا ہے تو اس کو بھی دوہرا اجر ملے گا۔

فائدہ: بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام عورت کی تعلیم کا مخالف نہیں ہے، اسلامی دائرہ کار میں رہتے ہوئے عورت کی تعلیم کا صرف حامی ہی نہیں بلکہ اس پر دوگنا اجر کے انعام کا اعلان بھی کرتا ہے، مخالفین اسلام، اسلام کے ان احکامات پر بھی ذرا توجہ کریں اور تنگ نظری کے چشمے تھوڑی دیر کے لئے اتار کر سوچیں۔ اسلام نے جو عورت کو حقوق دیئے ہیں اور عزت دی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا دیا جاسکتا ہے؟ موجودہ معاشرے میں تو آزادی کے نام پر عورت کے حقوق سلب کر دیا گیا ہے اور اسے حقیر ترین مقام تک پہنچایا گیا ہے اور پھر کمینہ قسم کے لوگ اسلام پر بے جا اعتراضات کرتے ہیں۔ فالَی اللّٰہِ المشتکیٰ

لغات: مَوَالِیْهِ مَوْلیٰ کی جمع ہے بمعنی آقا۔ فَأَدَّبَهَا تَأْدِیْباً ادب سکھانا اور مجرد أَدَبَ أَدْبًا سے ادب کرنا۔ عَلَّمَهَا تَعْلِیْماً سکھانا، عَلِمَ سے جاننا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امته و صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

باب فضل العبادت فی الهرج وهو الاختلاط والفتن ونحوها

فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنے کی فضیلت

فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت مثل ہجرت ہے

(١٣٦٦) **وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم: اَلْعِبَادَةُ فِیْ الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَیَّ. رواه مسلم**

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فتنہ وفساد کے دور میں عبادت کرنا میری طرف (مدینہ) ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

تشریح: فتنہ وفساد کے دور میں عبادت کرنا ایسا ہے جیسا کہ میری طرف ہجرت کرنا ہے، جب فتنے عام ہوجاتے ہیں اور بگاڑ پھیل جاتا ہے تو ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا مشکل بن جاتا ہے۔ کیونکہ ہر طرف بُرائی ہوتی ہے اور ہر شخص بُرائی کی طرف مائل ہوتا ہے، ایسے حالات میں احکامات خداوندی بجالانا نہایت مشکل کام ہوتا ہے، ایسے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنا اور اطاعت کرنا نہایت فضیلت والا عمل ہے اس لئے اسے ہجرت مدینہ کے مثل قرار دیا گیا، کیونکہ اس زمانے میں مدینہ کی طرف ہجرت کرنا مشکل کام تھا اور ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا مشکل کام ہے۔

فائدہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ فتنہ اور فساد کے دور میں بُرائی سے بچنے کا یہی راستہ ہے، سنت کے مطابق زندگی گزاری جائے تو سنت مبارک اپنانے کی وجہ سے آدمی گناہ سے بچ جائے گا۔

لغات: **هَجَرَ هَجْراً** (ن) قطع تعلق کرنا، چھوڑنا، ہجرت کرنا۔ ہجرت کہتے ہیں دارالکفر کو چھوڑ کر دارالاسلام چلے جانا، یا گناہ کو چھوڑ کر نیکی کرنا۔ **اَلْهَرَجُ** فتنہ وفساد، **هَرَجَ هَرْجاً** لوگوں کا فتنے اور فساد میں پڑ جانا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الفتن واحمد ۷/۲۰۳۲۲۰

راوی حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِيْ وَأُرْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيْفِ وَفَضْلِ أُنْظَارِ الْمُوْسِرِ الْمُعْسِرَ وَالْوَضْعِ عَنْهُ.

خرید وفروخت، لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے اور ناپ تول مین زیادہ اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے ممانعت اور مالدار کا تنگ دست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کردینے کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَمَاتَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (سورة البقرة: ۲۱۵)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشاد گرامی ہے: تم جو بھی بھلائی کرو گے یقیناً اللہ اسے جاننے والا ہے۔

انصاف کے ساتھ ناپ تول کو پورا کیا کرو

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: يٰقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَاتَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ . (سورہ هود: ۸۵)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشاد گرامی ہے: اے میری قوم انصاف کے ساتھ ناپ تول کو پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ، الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ، وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْوَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ، اَلَايَظُنُّ اُولٰئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ، لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ (سورة المطففين)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشاد گرامی ہے: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے خود ناپ کر پورا لیتے ہیں مگر جب ناپ یا تول کر دوسروں کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

خلاصۂ کلام: ان تمام آیات مبارکہ سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کی جائے، صاحب حق کو اس کا پورا حق دیا جائے، جس طرح حقوق اللہ میں کمی کسی صورت میں جائز نہیں ٹھیک اسی طرح حقوق العباد میں اللہ تعالیٰ کو کمی پسند نہیں ہے۔ قرآن وحدیث نے ناپ تول میں کمی کو حرام قرار دیا ہے۔

فائدہ: جس طرح ناپ تول میں کمی حرام ہے اسی طرح اوقات میں ڈنڈی مارنا حرام ہے، یعنی ملازم پر لازم ہے کہ اپنا پورا وقت دے اور مالک پر لازم ہے کہ ناجائز طریقوں سے ملازمین کو تنگ نہ کرے اور نہ ہی ان کی تنخواہوں مین کوئی کمی کرے۔

(۲) صاحب حق کو پورا حق دے، محبت میں، ادب میں، یعنی والدین، اولاد، بیوی، استاد شاگرد، دوست اور احباب میں سے جس کا جتنا حق ہے ان کو ان کا پورا حق دے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط میں مبتلا کردی جاتی ہے، آج کل یہ مہلک بیماری مسلمان معاشرے میں عام ہو چکی ہے، کوئی بھی اسے گناہ نہیں سمجھتا۔ فالی اللہ المشتکیٰ وھو الغفور الرحیم

حق دار کو بات کہنے کا حق ہے

(۱۳۶۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً أَتیٰ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، یَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ بِهٖ أَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم: دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً ثُمَّ قَالَ أَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ، قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا نَجِدُ اِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ أَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَیْرَکُمْ أَحْسَنُکُمْ قَضَاءً. (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقاضا کرنے لگا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درشت رویہ اختیار کیا تو صحابہؓ نے اسے سزا دینے کا ارادہ کیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ حق دار کو بات کہنے کا حق ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے اتنی عمر کا جانور دیدو جتنی عمر کا جانور اس کا تھا، صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! اس جیسا تو ہمیں نہیں ملا بلکہ اس سے بہتر اور زیادہ عمر والا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہی اسے دے دو، اس لئے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں سب سے اچھا ہو۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خیر خواہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس کا نام زید بن شعبہ کنانی ہے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے، انہوں نے اپنے حق کا مطالبہ کیا مگر طریقہ درست نہیں تھا، سختی سے پیش آئے، صحابہ کرام کو یہ پسند نہیں

آیا، بہت برامحسوس کیا اور اس مطالبہ کرنے والے کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور سزا دینے کا پکا عزم کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرفین کو سمجھایا کہ صاحب حق کو اچھا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور قرض دار کو اچھے طریقے سے ادائیگی کرنی چاہئے۔

فائدہ: اس حدیث سے چند احکامات معلوم ہو رہے ہیں۔ (۱) اگر کوئی درشت رویہ اختیار کرے تو اسے برداشت کرنا چاہئے اور اخلاق سے پیش آنا چاہئے، یہ انبیاء کا طریقہ ہے جیسے **فَأَغْلَظَ لَهُ** سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) **لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً** حق دار کو کہنے کا حق ہے۔ (۳) **أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً** قرض دار قرض کی واپسی کے وقت اگر اپنی طرف سے زیادہ دے تو جائز ہے، مگر قرض خواہ کی طرف سے اضافے کا مطالبہ درست نہیں ہے، اگر مطالبہ کیا تو سود بن جائے گا، جس کا نہ دینا جائز ہے اور نہ ہی لینا جائز ہے۔

لغات: **يَتَقَاضَاهُ** بمعنی تقاضا کرنا۔ **فَأَغْلَظَ** بمعنی سخت رویہ اختیار کرنا، سختی سے پیش آنا۔ **دَعُوهُ** بمعنی چھوڑنا۔ **سِنًّا سِنٌّ** اس کی جمع **سَنَوَاتٌ** بمعنی سال۔ **أَمْثَلُ مِثْلٌ** برابر اور **أَمْثَلُ** بمعنی زیادہ بہتر۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الوکالۃ، وصحیح مسلم کتاب البیوع

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

اللہ اس پر رحم کرے جو وصولی کے وقت نرمی کرے

(۱۳۶۸) **وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم: قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً سَمْحاً أِذَا بَاعَ وَأِذَا اشْتَرىٰ وَأِذَا اقْتَضىٰ . (رواه البخاری)**

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور قرض کی وصولی کا مطالبہ کرتے وقت نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث شریف سے خریدتے وقت اور بیچتے وقت نرمی کرنے کا حکم معلوم ہو رہا ہے، یعنی خریدتے وقت سخت رویہ اختیار نہ کیا جائے اور نہ بیچتے وقت ایسا انداز اپنایا جائے جس سے گاہک پریشان ہو۔

وَأِذَا اقْتَضىٰ اور قرض وصولی کرتے وقت بھی نرم رویہ اپنایا جائے۔ بہر حال ادب اور احترام کے حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔

لغات: **سَمْحاً سَمَحَ سَمَاحَةً** (ف) بخشش کرنا۔ **سَمَّحَ** تفعیل نرمی کرنا، نرم برتاؤ کرنا، **مُسَامَحَةً** چشم پوشی کرنا اور اسی سے تسامح ہے۔ **أِقْتَضىٰ** بمعنی تقاضا کرنا، **قَضىٰ** بمعنی ادا کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب البیوع وابن ماجہ وابن حبان

راوی حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

قیامت کے دن کی نجات مقروض کو مہلت دینے میں ہے

(۱۳۶۹) **وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلَ: مَنْ سَرَّهٗ أَنْ یُّنْجِیَهُ اللّٰهُ مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَلْیُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ یَضَعْ عَنْهُ. (رواه مسلم)**

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی بے چینیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگدست کو مہلت دے یا اس مقروض کو معاف کر دے۔ رواہ مسلم

تشریح: حدیث بالا سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ تنگدست کو مہلت دینی چاہئے، اگر مقروض مفلس ہے تو اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے اور دین کی ادائیگی میں اسے مہلت دی جائے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ تنگدست کی تکلیف دور کرنی چاہئے، اسے اپنی طرف سے کچھ رقم دی جائے جس سے وہ اپنا قرض ادا کر سکے۔ یہ تمام کام انسان کو قیامت کی بے چینیوں سے اور گھبراہٹوں سے بچائیں گے، جس دن ہر شخص عالم اضطراب میں ہوگا اور اس سے نجات کا ذریعہ بنی آدم کے افعال خیر ہوں گے۔

لغات: سَرَّهٗ سُرُوْراً خوش کرنا۔ کَرُبَ کَرْباً پریشان کرنا، بے چین ہونا، کَرْبٌ اس کی جمع کُرُوْب غم، پریشانی، بے چینی۔ فَلْیُنَفِّسْ نَفَّسَ تَنْفِیْساً غم دور کرنا، تسلی دینا، مہلت دینا۔ وَضَعَ، وَضْعاً، وَضَعَ عَنْهُ بوجھ کا گھٹانا مراد قرض کا ہٹانا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب البیوع والبیہقی ۳۵۷/۵

راوی حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام الحارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

تنگدست پر نرمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو معاف کر دیا

(۱۳۷۰) **وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: کَانَ رَجُلٌ یُدَایِنُ النَّاسَ وَکَانَ یَقُوْلُ لِفَتَاهُ: اِذَا أَتَیْتَ مُعْسِراً فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَلَقِیَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ. (متفق علیه)**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اس نے اپنے ملازم سے کہا ہوا تھا جب تم کسی تنگ دست کے پاس آؤ تو اس سے نرمی اور درگزر کا معاملہ کیا کرو، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر سے کام لے، پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں تنگ دست سے درگزر کرنے کا سبق ملتا ہے اور درگزر کے مفہوم میں حسن مطالبہ، ادائیگی میں مہلت اور قرض دار کو معاف کرنا شامل ہے اور یہ تینوں صورتیں شرعاً محمود بھی ہیں اور مطلوب بھی ہیں۔

بیان کردہ واقعہ سابقہ امتوں میں سے کسی ایک امت کے نیک آدمی کا ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور امت کو اپنے قول و فعل سے اس کی تلقین بھی فرمائی، یقیناً یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں رضامندی کا باعث بھی ہے۔

لغات: **يُدَايِنُ** لین دین یعنی قرض کا معاملہ کرنا۔ **مُعْسِراً** بمعنی تنگ دست۔ **جَاوَزَ، يُجَاوِزُ، مُجَاوِزَةً** تجاوز کرنا، زیادتی کرنا، جب عن کے ساتھ ہو تو بمعنی معاف کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب البیوع واحمد ۳/۵۸۲۷

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف آچکا ہے۔

تنگ دست سے درگزر کرنے سے اللہ بھی اس سے درگزر فرماتے ہیں

(۱۳۷۱) وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُوْسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوْسِراً وَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنِ الْمُعْسِرِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ "نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ" (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابومسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم سے پہلے (بنی اسرائیل) کے لوگوں میں سے ایک کا حساب کیا گیا تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی چیز نہیں پائی گئی کہ وہ لوگوں سے لین دین کرتا اور بھلائی میں تعاون کرنے والا تھا، اس لئے کہ اس نے اپنے غلام کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم درگزر کرنے کے اس سے زیادہ حقدار ہیں اس سے درگزر کرو۔ (رواہ مسلم)

تشریح: حدیث مبارکہ میں قیامت کے حالات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہے بطور مثال بیان

کی۔ مقصد یہ ہے کہ جو تنگ دست لوگوں سے درگزر کرے گا تو اللہ پاک ایسے لوگوں کے ساتھ حساب وکتاب میں درگزر کا معاملہ فرمائیں گے، بالخصوص مسلمانوں کو اس پر عمل کی ترغیب دی گئی ہے۔

لغات: حُوْسِبَ مفاعلہ بمعنی حساب لیا گیا۔ یُخَالِطُ مفاعلہ ملانا۔ مُوْسِراً مالدار۔ غِلْمَانَهٗ جمع ہے غلام کی بمعنی غلام۔ مُعْسِراً تنگ دست۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب البیوع والترمذی والحاکم ۲/۲۲۲۶

راوی حدیث: حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اللہ بندے سے زیادہ درگزر کرنے والا ہے

(۱۳۷۲) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ، أُتِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهٖ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَقَالَ لَهٗ: مَا ذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ :- وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثاً قَالَ يَا رَبِّ! آتَيْتَنِيْ مَالَكَ فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ وَكَانَ مِنْ خُلُقِيَ الْجَوَازُ فَكُنْتُ أَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ، وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ، فَقَالَ تَعَالىٰ أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ "فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَأَبُوْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ جسے اللہ نے مال ودولت سے نوازا تھا، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا، اللہ نے اس سے پوچھا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی "**وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثاً**" کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکے گا، پھر وہ بندہ جواب دے گا تو نے اپنے پاس سے اچھا مال عطاء فرمایا تھا پس میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کرتا تھا، میری عادت درگزر کرنے کی تھی۔ پس میں خوش حال لوگوں پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا تو اللہ نے فرمایا، میں اس درگزر کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے سے درگزر کرو، اس پر عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان مبارک سے اسی طرح سنی۔ (رواہ مسلم)

تشریح: حدیث بالا سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جو مخلوق خدا کے ساتھ نرمی اور درگزر کا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی درگزر کا معاملہ فرماتے ہیں۔

یہ حدیث جس طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

لغات: أُبَايِعُ بَايَعَ خرید وفروخت کرنا۔ اَلْجَوَازُ بمعنی درگزر کرنا۔ اَنْظَرَ نَظَرَ (س،ن) دیکھنا، غور وفکر کرنا، یہاں بمعنی مہلت دینا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب البیوع واحمد ۹/۴۴۴۔ وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان تھے، صاحب السران کا لقب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منافقین کے نام بھی بتائے تھے جو دیگر اصحاب سے پوشیدہ رکھے۔ انتہائی سرد موسم کی رات میں جنگ خندق میں کفار کا حال معلوم کرنے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت سے ٹھنڈی رات ان کے لئے آرام دہ ہوگئی۔

(۱۳۷۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِراً اَوْ وَضَعَ لَهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کو معاف کردے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جو آدمی تنگ دست، مفلس کو مہلت دے گا یا اس کو معاف کردے گا تو میدان محشر میں اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔

یاد رہے میدان محشر میں لوگ اپنے پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے، شدت حرارت سے نڈھال ہوں گے ایسے میں جن لوگوں کو عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا وہ بڑے خوش نصیب ہوں گے۔

حدیث مبارکہ میں ہمیں اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے، آج کل معاشرے میں امت مسلمہ اس حدیث پر عمل کرنے سے دور نظر آرہی ہے، غریب کو کوئی قرضہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

لغات: وَضَعَ رکھنا، ڈالنا۔ ظِلٌّ اس کی جمع ظلل سایہ۔

تخریج حدیث: سنن ترمذی کتاب البیوع واحمد ۳/۱۹۷۸

راوی حدیث: حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۷۴) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِشْتَرَىٰ مِنْهُ بَعِيْراً (بِوُقِيَّتَيْنِ اَوْ دِرْهَمٍ اَوْ دِرْهَمَيْنِ) فَوَزَنَ لَهُ فَاَرْجَحَ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو اس کی قیمت جھکتی ہوئی دی۔

تشریح: اس حدیث سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ معاملہ کرتے وقت طرفین ایک دوسرے کے ساتھ اخوت، ہمدردی کا مظاہرہ کریں جو چیز دے رہا ہوں اسے زیادہ دینی چاہئے اور لینے والے کو چاہئے کہ کچھ اضافی دے تو اس سے محبت میں اضافہ ہوگا۔ البتہ آج کل لوگ وزن کرنے میں ڈنڈی مارتے ہیں اور بعض لینے والے بائع کو متعین رقم سے کم دیتے ہیں یہ طرفین کے لئے اچھا نہیں ہے۔

فائدہ: دینار سونے کا اور درہم چاندی کا ہوتا ہے۔ **وُقِيَّتَيْنِ وُقِيَّةٌ** سونے کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

لغات: بَعِيْراً اونٹ۔ فَاَرْجَحَ بمعنی جھکتا ہوا، زیادہ راجح۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب البیوع

راوی حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف اوپر گزر چکا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پائجامہ خریدا تھا

(۱۳۷۵) وَعَنْ اَبِيْ صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ : جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزّاً مِنْ هَجَرَ فَجَاءَ نَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيْلَ وَعِنْدِيْ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْوَزَّانِ زِنْ وَاَرْجِحْ. رواه ابوداود والترمذی

ترجمہ: حضرت ابوصفوان بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر کی جگہ سے کچھ کپڑا لے کر آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم نے ایک پائجامہ کا بھاؤ کیا، میرے پاس ایک وزن کرنے والا آدمی تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وزن کرنے والے کو فرمایا: تولو اور جھکتا ہوا تولو۔ (ابوداود، ترمذی)

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے بھی یہی معلوم ہورہا ہے کہ بیچنے والا سودا زیادہ کرکے دے اور خریدنے والا طے شدہ رقم سے اضافہ کرکے دے، یہ انصاف سے بڑھ کر احسان کی صورت ہے جس سے معاشرے میں اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

کمی اور حق تلفی کی صورت میں بغض وعداوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں یہ مہلک بیماریاں عام ہوگئی ہیں اور اس کو ہم بیماری بھی نہیں سمجھتے، روزانہ اپنے معاشرے کی تباہی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔فالی اللہ المشتکیٰ

لغات: **هَجَرَ** یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ **فَسَاوَمَنَا سَاوَمَ** بھاؤ کرنا، معاملہ کرنا۔ **سَرَاوِيْل** پائجامہ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی شلوار کا رواج تھا۔**وَزَّانٌ** وزن کرنے والا، تولنے والا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود کتاب البیوع سنن ترمذی کتاب البیوع

راوی حدیث: حضرت قیس بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوفہ میں انتقال ہوا۔اور مرویات کی تعداد 4 ہے۔

کتاب العلم

علم کا بیان

باب فضل العلم

علم کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْماً (سورۃ طه: ۱۱۴)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشاد گرامی ہے: آپ دعاء کیجئے، اے میرے رب! میرے علم کو بڑھادے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الزمر)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (المجادلة)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر)

خلاصۂ کلام: علم کی بہت زیادہ فضیلت ہے، کلام مجید اور کلام حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت علم کے ساتھ بھرا ہوا ہے، کہیں پر حصول علم کا حکم ہے تو کہیں پر تحصیل علم کی ترغیب ہے، کہیں پر تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام علم کے اضافہ کا سوال کرتے نظر آتے ہیں۔ علم سے جہالت ختم ہوتی ہے، علم ایک نور ہے، علم چراغ زندگی ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل فرمائی تو اس میں فرمایا "وعلم الانسان مالم یعلم" کہ جن چیزوں کی انسان کو معلومات نہیں تھیں وہ ہم نے انسان کو سکھلادیں۔ علم انسان کی آنکھ ہے، علم انسان کی زندگی ہے، علم انسان کی دعاء ہے اور اللہ کی رضاء کا ذریعہ ہے، رفع درجات کا زینہ ہے۔

دین اسلام نہ صرف حصول علم کو پسند کرتا ہے بلکہ اس پر مزید انعامات کا اعلان بھی کرتا ہے، اسلام تو جہالت کے خلاف جہاد کا حکم کرتا ہے اور گھر گھر میں علم کی شمعیں روشن کرنے کا حکم دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے والدین کو اولاد اور آقا کو غلام، لونڈی کی تعلیم دینے کی ترغیب دی ہے، اسلام تعلیم کا حامی ہے، البتہ مخلوط تعلیم معاشرہ کو تباہ کر کے رکھتی ہے، اس سے فساد پھیل جاتا ہے اور بے حیائی اور برائی عام ہو جاتی ہے، ہم بھولے بھالے سیدھے سادھے لوگ جلد میں یہ یورپ کے مقلد بن جاتے ہیں اور ان کے ترانوں میں پڑ کر اپنی اصلیت، ثقافت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول جاتے ہیں۔ فالی الله المشتکی

(۱۳۷۶) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً

يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ پاک جس سے راضی ہوتے ہیں انہیں دین کی فقاہت عطا فرماتے ہیں۔ بعض حضرات کو تو اللہ پاک اس قدر **تَفَقُّهُ فِي الدِّيْنِ** عطا فرماتے ہیں کہ وہ قرآن پاک کی ایک آیت سے اور ایک حدیث سے سینکڑوں مسائل کا استنباط کرتے ہیں، ان میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ قابل ذکر ہیں۔ آج کل لوگ عوام الناس کو یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن وحدیث کافی ہے، فقہاء کی طرف متوجہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ان کی خدمت میں یہی کہنا کافی ہے کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں اور فقہاء کرامؒ بھی قرآن وحدیث اور ان سے مستنبط کئے ہوئے مسائل بتاتے ہیں، یہ وہی مسائل ہوتے ہیں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہوتے ہیں، دوسری بات عوام کے سامنے یہ کی جاتی ہے کہ ہم (احناف) محدثین کو نہیں مانتے، یہ بھی بالکل غلط ہے، محدثین کرامؒ کے ساتھ جتنی محبت احناف کو ہے اس سے بڑھ کر کسی کو نہیں ہے اور ان کی مدون کردہ کتب ہمارے نصاب تعلیم میں شامل ہیں۔ معلوم نہیں فقہاء کرامؒ میں بالخصوص امام ابوحنیفہؒ کو شدید تنقید کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ ایک مایہ ناز محدثین کے استاذ اور مسلّم فقیہ عالم باعمل کے ساتھ یہ رویہ رکھنا اہل علم کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے اور جہلاء کے ساتھ ہمارا کلام نہیں ہے۔

لغات: يُفَقِّهْهُ فقهُ (س) سمجھنا، علم فقہ حاصل کرنا۔ الدِّيْنِ اس کی جمع ادیان بمعنی مذہب وملت۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العلم، صحیح بخاری کتاب الزکاۃ والدارمی ۲۲۴

راوی حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 7ھ میں مسلمان ہوئے، کاتب الوحی اور خال المؤمنین ہیں، ان کے دور خلافت میں مسلمانوں نے بہت سارے علاقہ فتح کئے ساٹھ 60 ہجری کو ملک شام میں ان کا انتقال ہوا۔

دو قابل رشک چیزیں

(۱۳۷۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا. متفق عليه

المراد بالحسد الغبطة، وهو ان یتمنی مثله

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد کرنا جائز نہیں مگر دو آدمیوں پر (۱) وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اس مال کو خرچ کرنے پر مسلط ہو (یعنی خوب دین کی راہ میں خرچ کرتا ہو) (۲) وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم عطا کیا ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہو اور اس کی دوسرے کو تعلیم دیتا ہو۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں حسد بمعنی رشک، غبطہ کے ہے، حسد اور رشک میں بہت فرق ہے۔ حسد نا جائز اور حرام ہے کیونکہ اس میں حاسد کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ فلاں سے یہ چیز چھن جائے، جو اسے نعمت ملی ہے وہ اس سے ختم ہو جائے، چہ جائے کہ وہ نعمت مجھے ملے یا نہ ملے، جبکہ رشک کرنا جائز ہے، اس میں یہ آرزو ہوتی ہے کہ فلاں کو جو نعمت حاصل ہے اس کے پاس بھی ہو اور مجھے بھی مل جائے، اس میں خوش ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے۔

بعض حضرات بشمول علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ حسد سے مراد شدت حرص اور حُسن طلب ہے۔

فَسَلَّطَهُ اس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ ہر حال میں چاہے مال تھوڑا ہو یا زیادہ ہو اسے راہ حق میں خرچ کرتا رہے۔

فائدہ: خرچ کرنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ قرضہ لیکر اور بیوی بچوں کو بھوکا رکھ کر خرچ کرے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرنا۔ حکمت سے مراد علم قرآن، علم حدیث اور علم فقہ ہے جیسا کہ اکثر حضرات سے منقول ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کو نیک کام کرنے چاہئیں اور اگر نہیں کر سکتا تو نیک کاموں کی تمنا ضرور کرنی چاہئے۔

لغات: هَلَکَ هَلَکاً ہلاک کرنا یہاں بمعنی خرچ کرنا ہے۔ یَقْضِیْ قَضَیٰ قَضَاءً قَضْیاً فیصلہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العلم، صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین۔

راوی حدیث: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ الفقہاء ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے ابتدائی دور میں بھی انہیں علم فقہ میں ممتاز حیثیت حاصل تھی، صاحب النعلین ان کا خاص لقب تھا۔

(۱۳۷۸) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰیٰ وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضاً فَکَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَأَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا

وَاَصَابَ طَائِفَةً مِّنْهَا اُخْرىٰ اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ لَا تُمْسِکُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ کَلَأً فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِی دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذَالِکَ رَأْساً وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ.

(متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہٗ نے مجھے ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے اس کی مثل بارش کی سی ہے جو کسی زمین پر برسے تو زمین کا بعض حصہ عمدہ و پاکیزہ ہو جو اس پانی کو اپنے اندر لے لے اور خوب سبزہ اور گھاس اگائے اور بعض حصہ سخت زمین والا ہو جو اس پانی کو روک کر محفوظ کر لے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں اور وہ اس سے خود پئیں اور (جانور وغیرہ) کو بھی پلائیں اور زراعت کریں اور بعض حصہ ایسا ہو زمین کا چٹیل بیابان جو نہ پانی محفوظ کرے اور نہ گھاس وغیرہ اگائے۔ پس اس شخص کی مثال ہے جو اللہ کے دین میں سمجھ رکھے جس علم کے ساتھ اللہ نے مجھ کو بھیجا ہے اس کے ذریعے سے فائدہ پہنچائے خود بھی سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے پس یہ اس شخص کی مثال ہے جو اس کی طرف سر کو بلند نہیں کرتا (یعنی توبہ نہ کرے) اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کرتا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں علم کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس طرح زمین کی تین قسمیں ہیں، (۱) جو پانی کو بھی محفوظ رکھے اور سبزہ بھی اگائے اور شاداب بھی ہو۔ (۲) جو سبزہ وغیرہ نہیں اگاتی البتہ پانی محفوظ رکھتی ہے۔ (۳) جو نہ سبزہ اگائے اور نہ پانی محفوظ رکھے۔

تو پہلی قسم زمین کی اپنے لئے بھی نفع مند ہوتی ہے اور لوگ بھی اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور زمین کی دوسری قسم اپنے لئے فائدہ مند نہیں ہوتی البتہ لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ زمین کی تیسری قسم نہ اپنے لئے فائدہ مند نہ لوگوں کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، اسی طرح علم کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں، (۱) وہ لوگ جو تعلیم و تعلم کے بعد اس پر عمل کرتے ہیں اور اس سے مزید استنباط و استخراج کرتے ہیں اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ لوگ سب سے بہتر ہیں کوئی اس کا مقابل نہیں ہے۔
(۲) وہ لوگ جو علم حاصل کر کے اس پر عمل کرتے ہیں لیکن مسائل کا استنباط و استخراج نہیں کرتے تو ان کا فیض پہلی قسم کی بنسبت کم ہے۔ (۳) تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو نہ خود پڑھتے ہیں اور نہ ہی دوسروں تک پہنچاتے ہیں کہ دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں، یہ بدترین قسم کے لوگ ہیں۔

فائدہ: پہلی قسم کی مثال فقہائے کرام ہے مثلاً ائمہ اربعہ وغیرہ۔ دوسری قسم سے مراد محدثین عظام ہے، تیسری قسم سے مراد بدترین قسم

کے لوگ جو دین میں رکاوٹ ڈالنے والے ہیں، ہمیں کوشش کر کے پہلی دو قسموں میں سے کسی ایک میں اپنا شمار کرنا چاہئے اور تیسری قسم سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

لغات: بَعَثَ بَعْثاً بمعنی بھیجنا۔ سَقَوْا سَقَى سَقْياً پلانا. غَيْثٌ بارش۔ الْكَلَأُ گھاس، سبزارہ، سرسبزی۔ الْعُشْبُ بمعنی لکڑی۔ أَجَادِبُ بمعنی سخت زمین۔ قِيْعَانٌ یہ جمع ہے قَاعٌ کی، وہ زمین جس میں کوئی چیز نہ ہو، صاف چٹیل میدان۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری، صحیح مسلم واحمد

راوی حدیث: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

(۱۳۷۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ "فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِداً خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ". متفق عليه

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں لوگوں کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تمثیل کے سرخ اونٹوں کا ذکر کیا، کیونکہ عرب میں سرخ اونٹ بہت قیمتی ہوتا تھا اور ان کے ہاں سب سے بہتر یہی مال ہوتا تھا، اسی پر مالک کو ناز ہوتا تھا۔

مقصد یہ ہے کہ آخرت کے اعتبار سے وہ آدمی خوش نصیب ہے جس کے ذریعے سے کسی ایک آدمی کو ہدایت ملی ہو، جو کسی کو صرط مستقیم پر لانے کا واسطہ بنا ہو۔

فائدہ: یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر کی طرف روانہ کرتے ہوئے ارشاد فرمائی تھی کہ قتال سے پہلے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینا، اگر کوئی تمہاری دعوت کی وجہ سے اسلام قبول کرتا ہے تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔

لغات: يَهْدِيَ هدى هَدْياً رہنمائی کرنا۔ خَيْرٌ دراصل اَخْيَرُ ہے۔ اچھا بہتر۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب المغازی، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہؓ

راوی حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق انصار

میں سے ہیں۔

مختصر بات کا پہنچانا

(۱۳۸۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً وَّحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

(رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری طرف سے پہنچا دو چاہے ایک بات ہی کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (بخاری)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں لوگوں کو حصول علم قرآن وحدیث کے بعد اس کو آگے اشاعت (پھیلانے) کی تاکید کی جا رہی ہے، جس کو جتنا علم ہو وہ اس کی تبلیغ کرے، یہ نہ سمجھا جائے کہ دعوت وتبلیغ کا کام صرف علماء کی ذمہ داری ہے بلکہ ہر شخص اپنے علم کی حد تک اس کا مکلف ہے، حتی کہ کسی کو اگر ایک آیت کا یا ایک حکم کا علم ہے تو اس کو بھی آگے پہنچا دے، لوگوں کو اس سے آگاہ کرے۔ بنی اسرائیل سے بیان کرنے کا مقصد اسرائیلی قصص، واقعات بطور عبرت نقل کرنا ہے۔ البتہ احکامات کے طور پر نقل کرنا منع ہے۔

تیسری بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنا سخت گناہ ہے، جس پر وعید آئی ہے بلکہ احادیث کی چھان، بین اور تحقیق کے بعد اس کو بیان کیا جائے، ضعیف روایات کو نہ بیان کیا جائے۔ احادیث کی تحقیق اور سند میں گفتگو کرنا یہ اسماء الرجال کا فن ہے، اس فن میں ان کی گراں قدر محنت ہے، فن اسماء الرجال میں علماء احناف کی خدمت اور محنت کو نظر انداز کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے، افسوس ہے علماء کی ایک جماعت پر جو علماء احناف کے ساتھ تعصب برتتے ہیں۔

لغات: بَلِّغُوْا پہنچانا، اور مجرد بَلَغَ (ن) پہنچنا۔ مُتَعَمِّداً بمعنی قصداً جان بوجھ کر عَمَدَ عَمْداً۔ مَقْعَدَهٗ ٹھکانہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

طالب علم کے لئے خوش خبری

(۱۳۸۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَمَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّةِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جوشخص کسی ایسے راستے پر چلا جس میں وہ علم حاصل کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں۔ (مسلم)

تشریح: مقصد و مفہوم حدیث یہ ہے کہ جو آدمی حصول علم کے لئے مشقتیں برداشت کرتا ہے اور راحتوں کو ترک کرتا ہے، اپنے وطن کو چھوڑ کر اقارب واحباب سے جدا ہو کر عیش و آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تحصیل علم میں لگا رہتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو ایسے آدمی کے لئے اللہ پاک جنت کا راستہ آسان بنادیتے ہیں یا حصول علم بھی سبب دخول جنت ہے، کیونکہ یہ علم اس کے لئے اعمال صالحہ کرنے کا ذریعہ بنے گا اور وہ آسانی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

فائدہ: علم سے مراد علم دین ہے، اس میں علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ اور اصول فقہ بھی شامل ہے، تعصب اور تنگ نظر کا چشمہ اتار دیا جائے ورنہ فقہ کا انکار بہت سی نعمتوں اور رحمتوں سے حجاب بن جائے گا۔ **اعاذنا اللہ**

لغات: **سَلَکَ سَلْکاً وَسُلُوْکاً** (ن) اتباع کرتے ہوئے چلنا، **وَمِنْهُ السَّالِکُ**، سالک وہ ہوتا ہے جو اپنے مرشد کی اتباع کرتے ہوئے چلتا ہے۔ **یَلْتَمِسُ** افتعال سے تلاش کرنا، حاصل کرنا۔ (ن، ض) **لَمَسَ** بمعنی چھونا۔ **سَهُلَ** بمعنی آسان ہونا **سُهُوْلَةً سَهَّلَ** بمعنی آسان کر دینا۔

طَرِیْقاً اس کی جمع **طُرُق** آتی ہے بمعنی راستہ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۸۲) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ دَعَا اِلیٰ هُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئاً. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جوشخص ہدایت کی طرف دعوت دے اس کو ایسا ہی ثواب ملتا ہے جو اس کے متبعین کو ملتا ہے اس کی وجہ سے ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ (مسلم)

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی کسی کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے، ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے تو جو اجر اس نیک کام کے کرنے والے کو ملتا ہے وہی ثواب معین کو ملے گا اور کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی، یہیں سے معلوم ہوتا

ہے کہ جو آدمی کسی کے لئے گمراہی، برائی کا ذریعہ بنے گا تو اس کو بھی اتنی سزا ملے گی جتنی برا کام کرنے والے کو۔

انسان بالخصوص مسلمانوں کو بھلائی و خیر کے کام کرتے رہنا چاہئے اور دوسروں کے لئے بھلائی کا سبب بنا چاہئے۔ خود بھی برائی سے بچے اور دوسروں کو بھی حیثیت کے مطابق برائی سے روکے، یہی انسانیت کی حقیقت ہے اور اسلام کی تعلیم ہے۔

لغات: دَعَا دَعْوَةً بلانا، دعوت دینا۔ أُجُوْر جمع ہے اجر کی بمعنی بدلہ، ثواب۔ وَمِنْهُ الْأُجْرة مزدوری۔ تَبِعَه تَبِعَ تَبعاً پیچھے چلنا۔ لَا يَنْقُصُ (ن) گھٹنا، کم ہونا۔ کما فی القرآن وَلَا تَنْقُصُوْا.

تخریج حدیث: صحیح مسلم واحمد والترمذی وابوداود وابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۸۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعاء کرتی ہے۔ (مسلم)

تشریح: خلاصہ کلام یہ ہے کہ بندہ کے اعمال کا خاتمہ وفات کے وقت ہو جاتا ہے البتہ چند اعمال ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی میت کو ملتا رہتا ہے، وہ تین اعمال ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ، صدقہ جاریہ کا مفہوم بہت وسیع ہے جیسے مسجد، مدرسہ، ہسپتال، پُل وغیرہ تو ان چیزوں سے لوگ جب تک فائدہ اٹھاتے رہیں گے میت کو ثواب ملتا رہے گا۔ (۲) علم نافعہ جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے میت کو ثواب ملتا رہے گا۔ مثلاً تالیفات، تصنیفات اور تلامذہ کا سلسلہ وغیرہ۔ (۳) نیک اولاد جو والدین کے حق میں دعائیں کرتی رہے گی یہ بھی صدقہ جاریہ ہیں۔

فائدہ: ضروری نہیں کہ مکمل مسجد کی تعمیر ہو بلکہ بقدر استطاعت آدمی کو خیر کے کاموں میں حصہ ڈالنا چاہئے، اسی طرح تصنیفات وغیرہ میں مالی معاونت بھی صدقہ جاریہ میں شامل ہے۔

لغات: اِنْقَطَعَ ختم ہونا۔ قَطَعَ (ف) جدا کرنا، کاٹنا۔ يُنْتَفَعُ فائدہ اٹھانا۔ نَفَعَ (ن) نفع دینا۔ يَدْعُوْا دُعَاءً (ن) دعاء کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الوصیۃ، والترمذی فی ابواب الزہد

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

دنیا ملعون ہے مگر چند چیزیں اس سے مستثنیٰ ہیں

(۱۳۸۴) وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا وَالَاهُ وَعَالِماً اَوْ مُتَعَلِّماً . (رواه الترمذى) قوله: وَمَا وَالَاهُ، اى طَاعَةُ اللّٰهِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: دنیا ملعون ہے اور ملعون ہے جو اس میں ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور وہ جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور عالم یا متعلم۔ (رواہ مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں ہے کہ واقعی دنیا اور اس کا ساز وسامان ملعون ہے بلکہ دنیا کا وہ ساز وسامان ملعون ہے جو انسان کو یاد الٰہی سے غافل کردے۔ عالم اور متعلم کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے بیان کیا کیونکہ علماء اور طلباء ہمیشہ ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی ذکر اللہ کی ترغیب دیتے ہیں اور شوق دلاتے ہیں۔

ذکر اللہ میں ہر نیک کام بشرطیکہ رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے شامل ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نیند کھانا وغیرہ یا دیگر کام رضائے الٰہی کی نیت سے کرتا ہے تو یہ کام اس کے لئے عبادت بن جاتے ہیں۔

لغات: اَلدُّنْيَا یہ عالم جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں یہ دنیا ہے، مافوق الارض کو دنیا کہتے ہیں، (س) دنی، دنواً۔ گھٹیا چیز (ن) قریب ہونا۔ مَلْعُوْنٌ ، لعن لعناً (ف) لعنت کرنا۔

وَالَاهُ . دوستی کرنا۔ مدد کرنا۔ قریب کرنا۔

یہاں پر وَالَاهُ سے مراد متعلقات یادخدا ہیں، جن چیزوں سے اللہ سبحانہ یاد آجائے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی

راوی حدیث: تعارف گزر چکا ہے۔

طالب علم جب تک گھر نہ پہنچے وہ اللہ کے راستہ میں ہی ہے

(۱۳۸۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّیٰ یَرْجِعَ . (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' کہ جو شخص علم کے طلب کرنے کے لئے نکلا وہ جب تک واپس نہ آئے اللہ تعالیٰ ہی کے راستہ میں ہے۔ (رواہ الترمذی)

تشریح: اس حدیث شریف میں طالب علم کی فضیلت کا بیان ہے کہ جو بندۂ خدا گھر سے طلب علم کے لئے نکلتا ہے تو وہ اللہ کے راستہ میں ہی ہوتا ہے یعنی جو ثواب مجاہد فی سبیل اللہ کو ملتا ہے وہی اجر و ثواب طالب العلم کو طلب علم کے لئے نکلنے پر ملتا ہے، جب تک گھر واپس لوٹ نہ آئے۔

فائدہ: طلب العلم میں طالب العلم کی نیت کے مطابق ثمرات مرتب ہوں گے، اگر حصول علم سے معرفت الٰہی اور رضائے الٰہی کی نیت کی ہو تو اس سے بڑھ کر سعادت کی بات کیا ہو سکتی ہے؟

نعوذ باللہ اگر نیت درست نہیں ہوگی تو انعامات باری تعالیٰ مرتب نہیں ہوں گے بلکہ معاملہ الٹا ہوگا۔

لغات: خَرَجَ خُرُوْجاً (ن) نکلنا۔ طَلَبَ طَلَباً (ن) طلب کرنا، ڈھونڈنا۔ یَرْجِعَ رُجُوْعاً (ض) بمعنی لوٹنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب العلم واخرجہ ابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت سے ان کے مال اور اولاد میں اضافہ ہوا تھا، مزید تعارف ہو چکا ہے۔

عالم کی عابد پر فضیلت

(۱۳۸۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَنْ یَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَیْرٍ حَتّیٰ یَکُوْنَ مُنْتَھَاہُ الْجَنَّۃُ . (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' کہ مؤمن علم سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا منتہی جنت ہو جائے''۔ (ترمذی)

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ مؤمن کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ نیک کاموں سے تھکتا نہیں، خیر کے کاموں سے اس کا پیٹ بھرتا نہیں، نیکی کے کاموں پر بڑا حریص رہتا ہے اور نیکی کے کاموں میں سب سے بڑا نیک کام ہے علم دین، اسی بناء پر اس حدیث مبارکہ کو کتاب العلم میں بیان کیا ہے، حصول علم کے لئے آدمی جتنا بھی وقت لگائے وہ کم ہے، انسان علم کی انتہاء تک نہیں پہنچ

سکتا، چنانچہ حصول علم کا واقعہ جو حضرت خضر وموسیٰ علیہما السلام کے مابین پیش آیا تھا اس کو قرآن مجید میں اللہ پاک نے بیان کیا ہے اور بنی آدم کو حصول علم کی ترغیب دی گئی ہے۔ علم دین ایک نور ہے جتنا جتنا علم میں اضافہ ہوگا اتنی ہی دل کی صفائی ہوگی، ظلمت ختم ہوتی چلی جائے گی۔

لغات: یَشْبعَ شَبِعَ (س) شکم سیر ہونا۔ **مُنْتَهَاهُ** انتہا، آخری حد (ض، س) پہنچنا۔ منع کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی، سنن ابوداود۔

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(۱۳۸۷) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلیٰ اَدْنَاکُمْ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلیٰ مُعَلِّمِی النَّاسِ الْخَیْرَ. (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے کہ جس طرح کہ میری فضیلت تم میں سے کسی ادنی آدمی پر، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمانوں اور زمین والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کو خیر (یعنی علم) کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں۔

تشریح: حدیث بالا میں عالم سے مراد عالم دین ہے جو خود بھی دین پر عمل کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی دین کی باتیں سکھاتا ہے گویا کہ تعلیم دین اور اس پر عمل ہی اس کا مشغلہ ہوتا ہے تو ایسے عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے۔ عالم کو عابد پر فضیلت اس لحاظ سے حاصل ہے کیونکہ اس کا فیض دوسروں تک پہنچتا ہے جب کہ عابد کی عبادت اس کی ذات تک محدود رہتی ہے۔

پھر عالم کے لئے اللہ پاک کی طرف سے خصوصی رحمتیں اور انعامات ہوتے ہیں، فرشتے اس کے حق میں استغفار کرتے ہیں، چرند، پرند، شجر، حجر حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی کے اندر عالم دین کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں علماء کے اعزاز اور تکرم کو بیان کیا گیا ہے، علمائے کرام کو چاہئے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں، امت میں اتحاد واتفاق کی فضاء قائم کریں، اپنی ذاتیات کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں، بالخصوص نوجوان علماء، فضلاء کی خدمت میں عرض ہے۔

امت مسلمہ کی پستوں کے بہت سارے وجوہات ہیں ان میں سے علماء کے بے جا اختلافات بھی اس کا سبب ہو سکتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ

لغات: فَضَل بمعنی صاحب فضیلت ہونا۔ (ک) فَضُلَ فَضلاً سے۔ النَّمْلَةَ بمعنی چیونٹی۔ جُحْرِ اس کی جمع جُحْرَات آتی ہے بمعنی سوراخ، بل۔ الْحُوتَ اس کی جمع حِیْتَانٌ عموماً بڑی مچھلی کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی

راوی حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۸۸) وَعَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَبْتَغِي فِيْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيْقاً اِلَی الْجَنَّةِ وَ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضاً بِمَا يَصْنَعُ، وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ حَتّٰی الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلیٰ سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَاراً وَّلَا دِرْهَماً وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. رواه ابوداود والترمذی

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی ایسے راستہ کو اختیار کرے جس میں وہ علم کو تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانے کا راستہ اس کے لئے آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے اپنے پَروں کو طالب علم کی رضا مندی کیلئے پھیلا دیتے ہیں اور عالم کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہیں وہ تمام مخلوق جو آسمانوں اور زمین میں ہے، یہاں تک کہ مچھلیاں جو پانی میں ہیں اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے کہ چاند کو دوسرے تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء دینار اور درھم کا وارث نہیں بناتے وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں پس جو شخص علم حاصل کرے تو اس نے بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ (ابوداود وترمذی)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں عالم کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے، اِنَّ الْمَلَائِكَةَ ...... فرشتے طالب العلم کے نیچے پر بچھاتے ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ فرشتے اپنے پَروں کو بند کر کے علماء طلباء کی مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں یا بطور طلباء کے اعزاز میں پر بچھاتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں عالم کو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ چاند سے ہر قسم کی مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے، اس کا فائدہ اپنی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ پوری دنیا اس سے مستفید ہوتی ہے، برخلاف عابد کے کہ وہ زیادہ تر اپنی ذات کو ہی فائدہ پہنچاتا ہے۔ بہت کم لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، گویا کہ اس کی روشنی اس کی ذات تک ہی محدود رہتی ہے۔

فائدہ: اَلْقَمَر چودھویں کے چاند کو کہتے ہیں۔ عالم کو مطلقاً چاند سے تشبیہ نہیں دی گئی، بلکہ چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ آخر میں یہ بتایا گیا کہ علم انبیاء کی میراث ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میراث میں دنیا کی دولت درہم ودنانیر نہیں چھوڑتے بلکہ علم ہی کو چھوڑتے ہیں۔

لغات: اَلْكَوَاكِب جمع ہے كوكبٌ کی بمعنی ستارے۔ حِظٌّ حصہ۔ وَافِر بمعنی زیادہ۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود وسنن الترمذی فی العلم وابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام عویمر تھا۔

خوش وخرم کی بشارت

(۱۳۸۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئاً فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعىٰ مِنْ سَامِعٍ . (رواه الترمذی وقال حديث حسن صحيح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور اس کو دوسرے تک پہنچادے جس طرح اس نے سنا تھا اس لئے کہ بہت سے وہ لوگ جنہیں وہ بات پہنچائی جائے گی وہ اس کے سننے والے سے زیادہ اس کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ رواہ ترمذی

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں حصول علم حدیث اور اس کی اشاعت وترویج پر حرص دلایا جارہا ہے کہ حدیث کو آگے پہنچائیں، یہ پہنچانا تب ہوگا جب پہلے اسے حاصل کیا جائے گا اور ایسے لوگوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء کہ اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھے جس نے ہماری کوئی بات سنی پھر اس کو اس طرح آگے پہنچایا جس طرح اس نے سنا تھا۔

فائدہ: علم نبوت کے خدام کی دو قسمیں ہیں (۱) حاملین حدیث یعنی محدثین (۲) فقہائے کرام جو الفاظ حدیث کو محفوظ کرنے کے ساتھ اس کے معانی، احکامات اور مسائل کی بھی اشاعت کرتے جیسے امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ

لغات: نَضَّرَ (ن،س،ض) سرسبز، شاداب، تروتازہ رکھنا۔ بَلَّغَهٗ (ن) تفعیل سے پہنچانا۔ اَوْعىٰ یاد کرنا۔ وَعىٰ وَعْياً بمعنی یاد کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی العلم۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

کتمان علم پر وعید

(۱۳۹۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ. (رواه ابوداود الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے علم دین کے بارے میں سوال کیا جائے اور وہ اس کو چھپائے اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (ابوداود اور ترمذی)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ کتمان علم سخت کبیرہ گناہ ہے جس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، سائل کو دین کی صحیح بات بتلانی چاہیئے ہاں اگر مفتی کو تردد ہو اور نہیں بتا رہا ہو تو اس کے لئے وعید نہیں ہے اور پھر سوال بھی کسی تعصب اور ذاتی خواہش پر مبنی نہ ہو۔ مفتیان حضرات اور علماء کرام کو چاہیئے کہ اپنی ذاتیات اور جزوی مسائل کو چھوڑ کر امت کی صحیح رہنمائی کریں آج کل جذباتیت کی جراثیم عام ہو چکے ہیں، علماء کرام جب ایک دوسرے کی عزت و توقیر نہیں کریں گے تب تک عوام میں وہ مقام حاصل نہیں کر پائیں گے جو ان کا اصل مقام تھا، بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے علماء سلف تو آپس میں حد سے زیادہ محبت کرتے تھے آپ کس راستے پر چل پڑے ہیں؟ اور بعض حضرات تقلید کو کفر اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں اور فقہ کو علم دین سے ہی خارج کرتے ہیں اور ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ خود بخاری و مسلم کی تقلید کے بغیر سانس ہی نہیں لے سکتے۔ فالی اللہ المشتکیٰ.

بعض مفاد پرست علماء کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جہنم صرف عام لوگوں کے لئے ہے اور جنت تو علماء نے پیدا ہونے سے پہلے ہی خریدی تھی اور وہ بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے، اس حدیث میں ایسے لوگوں کے لئے وعیدیں ہیں۔

لغات: كَتَمَ (ف) چھپانا۔ أُلْجِمَ لَجَمَ (ن) لگام لگانا، لِجَامٌ لگام۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب العلم واحمد۔

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف گزر چکا ہے۔

علم کو دنیا کی منفعت کے لئے حاصل کرنا

(۱۳۹۱) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا يُبْتَغیٰ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهِ عَرَضاً مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِیْ رِيْحَهَا. (رواه ابوداود باسنادٍ

صحیح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایسا علم سیکھا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوتی ہے وہ اس علم کو اس لئے حاصل کرے تا کہ اس کے ذریعے دنیاوی منفعت حاصل کرے تو قیامت کے روز وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (ابوداود)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ علم دین حاصل کرنے کا مقصد صرف رب کی رضا مندی ہو، دین کی ترویج واشاعت ہو اور دین کی خدمت مقصود ہو، اس لئے حاصل نہ کیا جائے کہ اس سے وہ دنیا حاصل کرے گا ورنہ یہ بڑا جرم ہوگا، ایسا عالم جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا، حصول دنیا کا مقصد ہے غلط فتوے دیکر مال جمع کرنا یا مال کی لالچ میں دین کی بات چھپانا۔

لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ اس کا مقصد ہے دخول اول جنت نہ ہوگا، سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ حصول علم دین ترقی درجات جنت کا ذریعہ ہے اور پریشانی ختم کرنے کا وظیفہ ہے۔

فائدہ: اگر کسی عالم دین کے پاس مال آجائے اور وہ مال اس نے علم کے ذریعہ حاصل نہ کیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کسی عالم دین کا تجارت وغیرہ کا پیشہ اختیار کر لینا یہ اچھی بات ہے دین کی خدمت بھی ہوگی اور مضبوط معیشت بھی، جو علیٰ طریق دین ہو تو عبادت ہے۔

لغات: **يُبْتَغىٰ** طلب کرنا (ض، ن) سے آتا ہے۔ **لِيُصِيْبَ صوباً** (ن) **مصاباً** درست کرنا، حاصل کرنا، پانا۔ **عَرَضاً** سامان جمع **عروض**

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب العلم واحمد۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تذکرہ ہو چکا ہے۔

جاہل مفتی

(۱۳۹۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعاً يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِماً اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوساً جُهَّالاً فَسُئِلُوْا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا. (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ یکدم لوگوں کے دلوں سے سلب فرمالیں، لیکن علم کو علماء کی وفات کے ساتھ سلب فرمائیں گے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑیں گے تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے، ان سے فتوے پوچھے جائیں گے، وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ قرب قیامت میں علم اٹھالیا جائے گا علماء کے اٹھائے جانے کے ساتھ، حق گو علماء ناپید ہوجائیں گے جو عوام کی صحیح انداز میں رہنمائی کریں، ایسے میں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار اور مفتی بنائیں گے جو بغیر معلومات اور بغیر سوچے سمجھے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ آج کل یہی حالات ہیں امیروں، حاکموں، وزیروں اور مشیروں کے احکامات کی تکمیل ہورہی ہے، اہم دینی مسائل کے فتوے اداکار، فنکار، کرکٹر اور ڈاکٹر دے رہے ہیں، ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف اشد توبہ کی ضرورت ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

فائدہ: اس حدیث میں علماء اور طلباء کے لئے بھی ایک بڑا پیغام ہے کہ وہ علم محنت کے ساتھ حاصل کریں اور اس سے کسی دنیوی غرض کی لالچ اور طمع نہ رکھیں۔ دنیا کی طمع اور لالچ کی وجہ سے علماء کی قدر میں کمی آجاتی ہے۔

لغات: اِنۡتِزَاعاً (ض) نزوعاً اکھیڑنا، اکھڑنا، نکالنا۔ لَمۡ یَبۡقَ (ض، س) ثابت رہنا۔ اِتَّخَذَ بنانا، دوست بنانا۔ اَخَذَ (ن) لینا، پکڑنا۔ فَاَفۡتَوۡا فتی (ن) فتوی دینا۔ فَضَلُّوۡا (ض) ضَلَّ ضلالا و ضلالۃ گمراہ ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری کتاب العلم و صحیح مسلم کتاب العلم والنسائی وابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کتاب حمد الله تعالیٰ و شکرہ

باب وجوب الشکر

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ (سورۃ البقرۃ، ۱۵۲)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میری شکر گزاری کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ (سورۃ ابراھیم، ۷)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمتیں دوں گا۔ (سورۂ ابراہیم، ۷)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ (سورہ بنی اسرائیل: ۱۱۱)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: فرمادیں کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَآخِرُ دَعْوَاھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سورۃ یونس: ۱۰)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اور ان کی آخری بات یہ ہوگی **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ**

تشریح: ان آیت مبارکہ میں حمد باری تعالیٰ میں مگن رہنے کا درس دیا جا رہا ہے، ہر وقت ہر آن میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں انسان کے پاس ہوتے ہیں جن کا اس کو احساس بھی نہیں ہوتا تو ایسے میں بندہ پر لازم ہوتا ہے کہ اپنی زبان کو حمد باری تعالیٰ سے تر رکھے اور شکر اور ذکر کرتا رہے، ہر حال میں چاہے خوشحالی ہو یا بدحالی ہو یا مصائب زمانہ میں گرفتار ہو اپنے مالک اور خالق سے اس کی رحمت، مغفرت اور عنایتوں کا خواستگار رہو، پھر زبان سے اس کی مدح، شکر کرنا یہ قولی شکر کہلاتا ہے اور اطاعت وفرمانبرداری یہ عملی شکر ہے، ناشکری، کفران نعمت یہ بڑے گناہ ہیں اس سے مکمل طور پر بچنا ہے حمد باری تعالیٰ میں زبان کو تر رکھنا یہ اہل جنت کا خاصہ ہے۔ اللہ پاک ہمیں حمد و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو پسند فرمایا

(۱۳۹۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ بِقَدَحَیْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَیْھِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِیْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَاکَ لِلْفِطْرَۃِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُکَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شرب اور دودھ کے دو پیالے لائے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر دودھ کے پیالہ کو اٹھایا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اللہ پاک نے آپ کو اسلام کی جانب رہنمائی فرمائی اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

تشریح: اسلام دین فطرت ہے جس میں شک، شبہ اور استحصال کی کوئی گنجائش نہیں، اس کے تمام تر احکامات فطرت سلیمہ کے عین مطابق ہیں جو فطرت سلیمہ پر قائم ہوگا وہ اسے قبول کرے گا۔ واقعہ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شراب اور دودھ کے پیالے پیش کیے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو ترجیح دی، اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی اللہ کی حمد کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی اور بہترین چیز کو پسند کیا اور ترجیح دی، دودھ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے، اس میں قوت بھی بے پناہ ہے، اس سے حافظہ تیز ہوتا ہے اور ہاضمہ درست ہوتا ہے اور شراب ام الخبائث میں سے ہے، یہ تمام گناہوں اور بیماریوں کی جڑ ہے۔

فائدہ: فطرت سے مراد استقامت ہے۔

لغات: لَیْلَۃُ الْأُسْرَیٰ معراج کی رات مراد ہے۔ بِقَدَحَیْنِ قدح سے مراد پیالہ۔ اَلْفِطْرَۃِ بمعنی طبیعت، حالت، طبعی حالت۔ خَمْرٍ۔ الخَمْر شراب یہ من الخامرۃ سے عقل کو ڈھانپنے والی چیز ہے۔ اَللَّبَنَ اس کی جمع البان آتی ہے دودھ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم

(۱۳۹۴) وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ أَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَأُ فِیْهِ بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ فَهُوَ أَقْطَعُ.

(حدیث حسن رواہ ابوداود وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر شان والا کام جس کو اللہ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ناقص ہوتا ہے۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ہر کام کو اللہ کی حمد سے شروع کیا جائے تو اس میں برکت، رحمت اور کثرت آجاتی ہے، ویسے یہ سارے معانی برکت کے لفظ میں شامل ہیں، ایک دوسری حدیث میں ہے ہر کام کو بسم اللہ کے ساتھ شروع کرنا چاہئے، بہر حال ہر جائز کام کو اللہ کی حمد اور اس کے نام سے شروع کرنا مستحب ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ حرام کی ابتداء میں بسم اللہ یا الحمدللہ پڑھنا حرام ہے۔

فائدہ: أَقْطَعُ سے مراد اللہ کی رحمت سے خالی ہونا ہے۔

لغات: أَمْرٍ جمع الامور بمعنی کام، معاملہ، (ن) حکم دینا۔ ذِیْ بَالٍ اہمیت اور شرف والا کام۔ لَمْ یُبْدَأْ بَدَأً (ف) سے ابتداء کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب العلم۔

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بچہ کی وفات پر صبر کرنے کا بدلہ

(۱۳۹۵) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلَائِکَتِہٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَیَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَیَقُوْلُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ، فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتاً فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ . (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ پاک فرشتوں سے فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟ وہ کہتے ہیں کہ جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے اس کے دل کے پھل کو چھین لیا؟ وہ جواب دیتے ہیں، جی ہاں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں تو میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ انہوں نے تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بناؤ اور اس کا نام ''بَیْتُ الْحَمْدِ'' رکھو۔

تشریح: حدیث بالا میں صبر کے فوائد اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعامات کا بیان ہے، دنیا مسائلستان ہے، ہر آدمی کو ضرور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر کوئی مصیبت یا آزمائش آجائے تو اس پر جزع، فزع نہیں بلکہ صبر کرنا چاہئے، مشکل حالات میں صابر اور حامد یعنی جو اللہ تعالیٰ کی مدح میں مگن رہتا ہے ان کے لئے جنت میں ایک خاص قسم کا محل ہے جس کا نام ''بَیْتُ الْحَمْدِ'' ہے، اللھم اجعلنا منھم۔

بے صبری کا مظاہرہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو کر صبر اور شکر کرنا چاہئے جو کہ باعث اجر وثواب ہے۔

لغات: مَاتَ(ن) **موتاً** مرنا۔ **قَبَضْتُمْ قَبَضَ** (ض)**قَبْضاً** پکڑنا موت دینا۔وفات دینا۔ **فُؤَادِہٖ** دل کو کہتے ہیں اور یہاں مراد اولاد ہے کیونکہ اولاد بھی دل کا پھل پروڈکٹ ہے۔ **اِسْتَرْجَعَ انا لله و انا اليه راجعون** پڑھنا مراد ہے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی کتاب الجنائز واحمد۔

راوی حدیث: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳۹۶) **وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ يَاْكُلُ الْاُكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا. (رواه مسلم)**

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوتے ہیں جو ایک لقمہ کھاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اور پانی کا گھونٹ پیتا ہے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے۔ (مسلم)

تشریح: اللہ تعالیٰ کی انسان پر بے شمار نعمتیں اور احسانات ہیں جن کا تصور بھی محال ہے، انسان کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اس کا شکر اور اس کی مدح کرتا رہے، حدیث مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کی دو بڑی نعمتوں کا بیان ہے۔ (۱) کھانا (۲) پینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو آدمی کھانا کھا کر پانی پی کر اللہ پاک کا شکر یہ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوتے ہیں، یہ ایک چھوٹا سا عمل رب کی رضامندی کا سبب ہے۔

لغات: يَرْضَى. رَضِيَ سے راضی ہونا، خوش ہونا۔ **اَلْاُكْلَةَ** بمعنی لقمہ، نوالہ۔ **اَكَلَ** (ن) کھانا کھانا۔ **اَلشَّرْبَةَ** ایک مرتبہ پانی پینا، **شُرْبَ** سے پانی پینا۔ **اَلْاُكْلَةَ، اَلشُّرْبَةَ** کا معنی ہے ایک مرتبہ کھانا کھانا، پانی پینا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم شریف

راوی حدیث: خادم الرسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

كتاب الصلوٰة على رسول الله صلى الله عليه وسلم

آپ ﷺ پر درود پڑھنے کا بیان

باب الامر بالصلوٰة عليه وفضلها وبعض صيغها

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً (سورة الاحزاب: ٥٦)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ (فرشتے) رحمت بھیجتے ہیں پیغمبر، اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

تشریح: اس آیت مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے، درود شریف پڑھنے کے بہت زیادہ فضائل وارد ہوئے ہیں، ایک امتی ہونے کے ناتے بھی ہمیں درود شریف لازماً پڑھنا چاہیے، جس ذات نے ہر حال میں اپنی امت کو یاد رکھا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی اس پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں، علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ۔

دس رحمتیں

(١٣٩٧) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

تشریح: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ بعض احادیث میں اس سے بھی زیادہ تعداد میں رحمتوں کا ذکر ہے، بعض میں ستر کی تعداد مذکور ہے تو اشخاص، اوقات اور احوال پر موقوف ہے۔

خلاصہ: درود پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

لغات: صَلّٰى صلى، صَلٰوةً دعاء کرنا، نماز پڑھنا، درود شریف پڑھنا، یہاں درود پڑھنے کی معنی مراد ہے۔ عَشْرًا دس۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم وسنن الترمذی فی ابواب الصلوٰۃ، والطبرانی واحمد۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما

قیامت میں سب سے زیادہ قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا

(۱۳۹۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَوْلَی النَّاسِ بِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے۔ (رواہ الترمذی)

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود شریف پڑھتا ہے وہ قیامت کے دن آپ کے قریب ہوگا۔ اس دن کی ہولناکیوں سے بھی محفوظ رہے گا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے یا پڑھا جائے یا سنا جائے یا سامنے آجائے تو آپ پر درود شریف پڑھنا چاہئے۔ علماء فرماتے ہیں قرب سے مراد آپ کی شفاعت کا حق دار ہونا ہے۔

لغات: صَلّٰی، صَلٰوةً دعاء کرنا، نماز پڑھنا، درود پڑھنا یہاں یہی معنی مراد ہے۔ أَوْلٰی بمعنی قریب ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب الصلوٰۃ۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہئے

(۱۳۹۹) وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَكْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ ، فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ؟ قَالَ يَقُوْلُ بَلِيْتَ قَالَ، اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ. (رواه ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل (فضیلت) والا دن جمعہ کا دن ہے پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا

ہے، عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوسیدہ ہو گئے ہوں گے؟ فرمایا، اللہ جل شانہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو (بوسیدہ کرے)۔ (ابوداود)

تشریح: حدیث بالا میں جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس میں درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے، اس میں کثرت کے ساتھ صلوٰۃ والسلام پڑھنے کا معمول بنانے کی ترغیب ہے، اس دن جو درود شریف پڑھتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصیت کے ساتھ پیش ہوتا ہے۔

بہر حال جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت کئی صحابہؓ سے منقول ہے، ان روایات کا مضمون بھی قریب قریب ہے۔

وَقَدْ اَرَمْتَ ، اَرَمْتَ ، بَلِيْتَ کا معنی ہے بوسیدہ ہونا۔ بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سوال کیا گیا کہ درود و سلام کیسے پیش کیا جائے گا؟ حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کی سختی سے تردید فرمائی اور فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام مبارک محفوظ ہوتے ہیں، زمین انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام امت مسلمہ کا اتفاقی مسئلہ ہے اس پر اجماع ہے، البتہ عام مردوں کے سماع اور عدم سماع میں بعض حضرات کا اختلاف ہے، پھر یہ بھی کوئی اصولی، بنیادی مسائل کا اختلاف نہیں ہے کہ جس پر اتنی شدت اختیار کی جائے اور کفر کے فتوے دیئے جائیں۔

خلاصہ کلام: اس مسئلہ میں شروع سے ہی مختلف آراء رہی ہیں، اکثر محققین کا مذہب سماع کا ہے اور جہاں پر عدم ہے تو وہاں بھی عدم سے مراد عدم اسماع ہے۔

لغات: **اَرَمْتَ** بوسیدہ، پرانا ہونا۔ **بَلِيْتَ** بوسیدہ ہونا، پرانا ہونا۔ **مَعْرُوْضَةٌ . عَرَضَ** (ض) پیش کرنا، پیش ہونا۔
اَجْسَادَ جمع ہے جسد کی بمعنی جسم، بدن انسان۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود فی الصلوٰۃ، واحمد والنسائی۔

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

درود شریف نہ پڑھنے والا خاک آلود ہو

(۱۴۰۰) **وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ .** (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

تشریح: حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے، ایک وفادار امتی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ آدمی اپنے آقا اور نبی پر کثرت سے درود بھیجے، جس نبی نے تکالیف برداشت کر کے بھی ہمیشہ اپنی امت کے لئے دعائیں کیں باوجود امت کے ایذاء رسانی کے کبھی بھی ان کے لئے بد دعا نہیں کی تو ہم پر لازم ہوتا ہے کہ ان پر کثرت سے درود صلاۃ والسلام کا ہدیہ بھیجیں۔

فائدہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی، اسم مبارک سامنے آجائے تو اس وقت درود پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے، بعض حضرات کے نزدیک ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ درود پڑھنا ضروری ہے اور بعض کے نزدیک ایک دفعہ پڑھنا واجب ہے اور بار بار پڑھنا مستحب ہے۔ بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھا چھومتے ہیں تو انگوٹھے چھومنے کا حکم کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ یہ عمل درود کے برابر ہے، یہ ایک قسم کی بدعت ہے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

رَغِمَ اَنْفُ یہ کنایہ ہے حقارت، شقاوت اور بدبختی سے گویا کہ ایسا آدمی بڑا ظالم، بدبخت ہے، میرا نام سنتا ہے اور درود نہیں پڑھتا ہے۔

لغات: **رَغِمَ اَنْفُ** خاک آلود ہونا، کنایہ ہے حقارت سے۔ **ذُكِرْتُ ذكر** (ن) ذکر کرنا، تذکرہ کرنا۔ **فَلَمْ يُصَلِّ** درود نہیں بھیجتا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعواۃ وابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا

(۱۴۰۱) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ (رواه ابوداؤد باسنادٍ صحيحٍ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور مجھ پر درود بھیجنا اس لئے کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے خواہ تم جہاں بھی ہو۔ (ابوداود)

تشریح: حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ، مقصد میری مزار (قبر) پر اجتماع اور عرس وغیرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جیسے آج کل بڑے بزرگوں کے مزارات پر میلے، عرس کے پروگرام کئے جاتے ہیں اور ان میں بدترین قسم کے بدعات کی ترویج ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم میرے اوپر درود پڑھتے رہو، تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے جہاں سے بھی تم بھیجو۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت سعادت کی بات ہے اور ایک امتی کے لئے خوش نصیبی کی بات ہے لیکن نیت مسجد نبوی کی زیارت کی ہونی چاہئے، نہ کہ روضہ اطہر کی زیارت کی، یہی تعلیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی تکمیل حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "**لاتشد الرحال الا الی ثلاثة**" مقصد یہ ہے کہ رخت سفر مسجد الحرام، مسجد النبوی اور مسجد اقصی کی نیت سے ہونا چاہئے۔

لغات: **لَا تَجْعَلُوْا جَعَلَ** (ن) بنانا۔ **قَبْرِیْ** میت کو دفن کرنے کی جگہ، قَبَرَ (ن، ض) دفن کرنا۔ **عِیْدًا عَادَ** (ن) لوٹنا، عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی بار، بار لوٹ کر آتی ہے، یہاں مرادی معنی ہے، میلہ، عرس اور لوگوں کا اجتماع کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب المناسک فی زیارة القبور و احمد ۳/۸۸۱۲

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں

(۱۴۰۲) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی أَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ . (رواه ابوداؤد باسنادٍ صحیحٍ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں ہے کوئی شخص جو مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

تشریح: حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پر درود و سلام بھیجتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ جو مزار اقدس پر کھڑے ہو کر درود و سلام بھیجتا ہے وہ بلا واسطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں، جو دور سے بھیجا جاتا ہے وہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتے ہیں۔

اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی أَرُدَّ اس سے عدم سماع وغیرہ ثابت نہیں ہو رہا، بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ جواب دینا باذن خداوندی

ہوتا ہے جیسا کہ محدثین سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مستقل مشاہدہ ربانی میں مستغرق رہتی ہے، جب کوئی درود پڑھتا ہے تو آپ کو اس کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے، پھر یہ رَدّ روح کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ اس کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے، ہم صرف اس پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں، یہ متشابہات میں سے ہے اس کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

لغات: یُسَلِّمُ تفعیل سے سلام کہنا۔ **سلم** (س) محفوظ کرنا۔ **رَدٌّ** (ن) واپس کرنا، لوٹانا، پھیرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی وابوداود

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دنیا کا سب سے بڑا بخیل

(۱۴۰۳) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (رواه الترمذی وقال حديث حسن)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا تذکرہ ہو رہا ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے دین و دنیا دونوں کی سعادت کا ذریعہ ہیں تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان آپ پر صلاۃ وسلام کا ہدیہ بھیجتا رہے، بالخصوص جب کہ ایسا کرنے میں کوئی خرچہ نہیں ہوتا نہ مشقت اور محنت برداشت کرنی پڑتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب نام مبارک آجائے تو اس وقت درود پڑھنا ضروری بن جاتا ہے، اس طرح کا مضمون متعدد روایات میں آیا ہے، آپ کا مبارک تذکرہ سننے کے بعد بھی جو درود نہیں پڑھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بخیل کا لقب دیا ہے، یقیناً جو مسلمان آپ کا نام سن کر درود نہیں پڑھتا وہ بخیل ہے۔

فائدہ: صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لینا بھی کافی ہے، اس مختصر جملے میں درود وسلام دونوں موجود ہیں۔

لغات: اَلْبَخِيْلُ بخل کرنے والا۔ بخیل وہ ہوتا ہے جو مستحق کو اپنا حق نہ دے۔ **ذُكِرْتُ ذَكَرَ** (ن) تذکرہ کرنا۔ **صَلّٰى** دعا کرنا، درود پڑھنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات واحمد، ۱/۲۳۶ء

راوی حدیث: خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دعاء مانگنے کا طریقہ

(۱۴۰۴) وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَجُلاً يَدْعُوْ فِيْ صَلَاتِهٖ لَمْ يُمَجِّدِ اللّٰهَ تَعَالىٰ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَجِلَ هٰذَا، ثُمَّ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ: اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ. (رواه ابوداؤد والترمذی)

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو دعا مانگتے دیکھا کہ اس نے نہ اللہ جل شانہٗ کی بزرگی بیان کی اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس آدمی نے جلدی کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلا کر اس سے یا کسی اور سے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (دعا مانگے) تو اسے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنی چاہئے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے، اس کے بعد جو دعا مانگنا چاہے مانگے۔ (رواہ ابوداود والترمذی)

تشریح: يَدْعُوْ فِيْ صَلَاتِهٖ کا مقصد ہے دعا کے وقت، یعنی جو آدمی دعا کرتا ہے اس میں نہ اپنے رب کی تحمید وتمجید کرتا ہے، نہ مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے تو ایسا آدمی بہت جلد باز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی دعا کرے تو اس کو چاہئے سب سے پہلے اپنے رب کی حمد بیان کرے، پھر مجھ پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے دعاء کرے۔

فائدہ: (۱) دعاء کے آداب میں سے ہے کہ سب سے پہلے حمد اور تسبیح ہو اس کے بعد درود ہو، بعد میں دعاء ہو، وہ دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ جس دعا کے اول وآخر میں درود ہوگا وہ دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے جو دعاء درود سے خالی ہوتی ہے وہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

فائدہ: (۲) بعض حضرات فرماتے ہیں دعاء سے بعد از تشہد والی دعاء مراد ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ عام اور ہر دعاء مراد لی جائے۔

لغات: دعا، (ن) دُعَاءً، پکارنا، دعا کرنا۔ عَجَّلَ تفعیل سے جلدی کرنا۔ اَلثَّنَاءُ بمعنی تعریف، مدح بیان کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی الدعوات وابوداود کتاب الصلوٰۃ فی ثواب التسبیح، والنسائی وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

کونسا درود شریف پڑھنا بہتر ہے؟

(۱۴۰۵) وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ، فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ قَالَ قُوْلُوْا " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ". (متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابو محمد کعب بن عجزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہمیں معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کس طرح سلام بھیجیں، اب یہ بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح کہو! (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود ابراہیمی پڑھ کر بتایا) اے اللہ! رحمت نازل فرمایئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسے کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک آپ تعریف والے، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! برکت نازل فرمایئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسے کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک آپ تعریف والے، بزرگی والے ہیں۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور صلاۃ پڑھنے کا ذکر ہے اور پھر **قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ** اس سلام سے مراد تشہد والا سلام، السلام علیک ایھا النبی ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور ان کے حکم سے ہی نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر جب انہیں درود پڑھنے کا حکم ہوا تو خیال آیا کہ کونسا درود پڑھیں؟ اس لئے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا، **فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ** تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود ابراہیمی پڑھنے کا فرمایا۔

درود اور سلام مختلف، متعدد طریقوں سے روایات میں منقول ہے لیکن سب سے زیادہ فضیلت درود ابراہیمی کو حاصل ہے۔

علامہ نوویؒ اور دیگر علمائے کرام سے بھی یہی منقول ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ چاہے نماز ہو یا غیر نماز اہتمام درود ابراہیمی کا کرنا چاہئے۔ ان اقوال کے پیش نظر عندالاحناف نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے۔

لغات: **خَرَجَ** (ن) نکلنا، تشریف لانا۔ **بَارَکَ یُبَارِکُ** بمعنی برکت دینا۔ **حَمِیْدٌ حَمِدَ** (س) تعریف کرنا۔ **مُجِیْدٌ** بمعنی بزرگوار ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی الصلوۃ والدعوات ومسلم باب الصلوٰۃ علی النبی صلعم

راوی حدیث: حضرت ابومحمد کعب بن عجزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۰۶) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِیْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فَقَالَ لَہٗ بَشِیْرُ بْنُ سَعْدٍ، اَمَرَنَا اللّٰہُ اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْکَ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَمَنَّیْنَا اَنَّہٗ لَمْ یَسْاَلْہُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا " اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ " وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ. رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے درود بھیجیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے حتی کہ ہم تمنا کرنے لگے: کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا ہی نہ ہوتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یوں کہو!" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ "

تشریح: صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم کیسے آپ پر درود پڑھیں؟ کونسا درود پڑھیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بات کا علم نہ ہو وہ اہل علم سے پوچھنی چاہیے، جو علم قرآن، حدیث اور فقہ کے جاننے والے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب جلدی میں نہیں دیا، کافی دیر تک خاموش رہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب جلدی میں دینا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر کوئی قرینہ جلدی پر دال ہو تو اور بات ہے۔

حَتّٰی تَمَنَّیْنَا اَنَّہٗ لَمْ یَسْاَلْہُ صحابہؓ کا یہ فرمان اور خوف زدہ ہونا ان کے اعلیٰ ادب پر دال ہے کہ وہ آپ کو ذرہ برابر بھی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ بالآخر لمبی خاموشی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود ابراہیمی پڑھنے کا فرمایا۔

لغات: مَجْلِس بیٹھنے کی جگہ۔ جَلَسَ جُلُوْساً (ض) سے بیٹھنا۔ اَمَرَ (ن)، اَمْراً حکم دینا۔ تَمَنَّیْنَا تَمَنّٰی تمنا، آرزو کرنا۔ خواہش کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحمد والترمذی

راوی حدیث: حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مختصر درود ابراہیمی علیہ السلام

(۱۴۰۷) **وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ قَالَ قُوْلُوْا " اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ". متفق علیه**

ترجمہ: حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کس طرح درود بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح پڑھا کرو" **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ". متفق علیه**

تشریح: حدیث بالا میں ازواج وذریات کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے۔ آل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج واولاد شامل ہیں، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ہر متقی پرہیزگار آل میں شامل ہیں، جولوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو آل میں شامل نہیں کرتے یہ حدیث ان پر حجت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کل 11 بیویاں تھیں، 2 آپ کی زندگی میں وفات پا گئی تھیں اور 9 وفات کے وقت زندہ تھیں۔

اسلام میں بیک وقت 4 بیویاں رکھنے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ نہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت 11 کو رکھا، یہ آپ کی خصوصیت ہے، کسی کو اس پر لب کشائی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پھر اس میں تنکے نکالنے کی ناکام ونامراد کوشش ناقابل معافی سنگین ترین جرم ہے۔

بہرحال اس حدیث مبارکہ میں بھی درود ابراہیمی کی فضیلت کا بیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

لغات: اَزْوَاجِہٖ جمع ہے بمعنی بیویاں۔ **ذُرِّیَّتِہٖ** اولاد۔ **بَارَکْتَ** بمعنی برکت کے ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی احادیث الانبیاء وصحیح مسلم باب صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحمد

راوی حدیث: حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام عبدالرحمٰن بن سعدؓ تھا۔

الحمد للہ کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج ہفتہ کی رات وقت 11:15 کراچی میں مکمل ہوا۔

کتاب الاذکار

باب فضل الذکر و الحثِّ علیه

ذکر کی فضیلت اوراس پر آمادہ کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَلَذِکْرُ اللّٰہِ أَکْبَرُ. (سورۃ عنکبوت: ۴۵)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے: اور اللہ کی یاد بڑی چیز ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: فَاذْکُرُوْنِیْ أَذْکُرْکُمْ. (سورۃ البقرۃ: ۱۵۲)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے: ان نعمتوں پر مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَّخِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ. (سورۃ الاعراف: ۲۰۵)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے: اور یاد کرتارہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو۔ صبح اور شام اور مت ہو جاؤ غافلین میں سے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَاذْکُرُوْا اللّٰہَ کَثِیْراً لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. (سورۃ الجمعۃ: ۱۰)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے: اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔

خلاصه کلام: ان تمام آیات میں ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ذکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام انسان ہمیشہ اللہ کی یاد میں مگن رہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی سعادت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میرا ذکر کرتا ہے میں بھی اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔

دوسری جگہ اللہ پاک فرماتے ہیں، تم کثرت سے اللہ عز وجل کا ذکر کرو تو کامیاب ہو جاؤ گے، گویا کہ فلاح اور کامیابی کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

ذاکرین اور ذاکرات کیلئے مغفرت اور اجر عظیم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: أَنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الی قوله تعالیٰ وَالذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً وَالذّٰاکِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَغْفِرَةً وَّأَجْراً عَظِیْماً. (سورۃ الاحزاب: ۳۵)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے: بے شک مسلمان اور مسلمان عورتیں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک، بکثرت خدا کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمنوا اذْكُرُوْا اللّٰهَ ذِكْراً كَثِيْراً وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً. (سورة الاحزاب: ۴۱، ۴۲)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشادگرامی ہے: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔

خلاصۂ کلام: ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ذاکرین کے لئے جو انعامات ہیں ان کا بیان ہے، اور صبح وشام ذکر کرنے کی ترغیب ہے۔

فائدہ: انسان دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے (۱) جسم (۲) روح۔ انسان کا جسم مٹی سے بنا تو اس کی ضروریات غذا بھی مٹی سے پوری ہوتی ہیں، مثلاً کھانے پینے کی چیزیں، اگر چند دن انسان نہ کھائے اور نہ پیئے تو انسان مر جاتا ہے۔

اسی طرح انسان کی روح لطیف چیز ہے جو نور سے بنی ہے اور اس کی غذا بھی اللہ تعالیٰ نے نور میں رکھی وہ ہے اللہ پاک کا ذکر۔ اگر بندہ اس کو اس کی غذا نہیں دے گا تو وہ بندہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، تصوف اور تزکیہ نفس اسی اللہ کی یاد کا نام ہے، جو حضرات بیعت کرواتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ہی ذکر کرواتے ہیں، یہ کوئی اس سے ہٹ کر کام نہیں ہے۔

دو کلمے زبان پر ہلکے اور ترازو میں بھاری ہیں

(۱۴۰۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ". (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بھاری ہیں، اللہ کو محبوب ہیں وہ "**سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ**" ہیں۔

تشریح: یہ حدیث امام بخاریؒ نے بخاری شریف کے آخر میں لائی ہے، اس حدیث شریف میں وزنِ اعمال کا اثبات ہے کہ انسان کے اعمال کو وزن کیا جائے گا جس کے اعمال وزنی ہوں گے وہ جنت میں جائے گا، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اعمال کو ثقیل بنائے۔

پھر یہ بھی ذہن میں رہے اعمال میں نیت کا اعتبار ہے اور خلوص کا۔ پھر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اعمال تو اعراض کے قبیل سے ہیں ان کا

وزن کیسے کیا جائے گا؟ اس کا آسان جواب تو یہ ہے کہ اللہ کے ہاں کیا مشکل ہے وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر بعض حضرات فرماتے ہیں کہ وہ صحیفے تولے (وزن) کئے جائیں گے جن میں اعمال کو لکھا جاتا ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اعمال کو ایک صورت دی جائے گی اور ان کا وزن ہوگا۔ آج کل کے جدید دور میں حرارت، برودت، بخار وغیرہ کا جب وزن کرنا کوئی مشکل کام نہیں تو اعمال کا وزن کیا مشکل ہوگا؟

لغات: **کَلِمَتَانِ** تثنیہ ہے اس کا مفرد **کلمه** ہے **کَلَّم تکلما کَلاماً** (تفعیل) گفتگو کرنا، مکالمہ کرنا۔ **خَفِيْفَتَانِ** (س) پوشیدہ، خفیف، ہلکا، آسان۔ **لِسَانِ** اس کی جمع **السنة** ، **لُسُون** بمعنی زبان۔ **ثَقِيْلَتَانِ** بمعنی بھاری، وزنی، باب **کَرُمَ** سے آتا ہے، وزنی ہونا۔ **اَلْمِيْزَانِ** ترازو، کانٹا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی الایمان والدعوات ومسلم واحمد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام کائنات سے بہتر تسبیح

(۱۴۰۹) **وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : لَأَنْ اَقُوْلَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. (رواه مسلم)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ**" پڑھنا میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ چار کلمات کی فضیلت کا بیان ہے، ان میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور اس کی عظمت اور توحید کا بیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کلمات مجھے دنیا کے تمام ساز وسامان سے زیادہ محبوب ہیں، کیونکہ یہ الباقیات الصالحات میں سے ہیں، یہی کلمات بہترین اور لازوال نعمتوں کے حصول کا سبب ہیں۔ پھر ان کلمات کو مذکورہ ترتیب سے پڑھنا چاہئے، گو کہ بعض حضرات نے بغیر ترتیب کے پڑھنے کی رخصت دی ہے۔

لغات: **الشَّمْسُ** بمعنی سورج۔ **اَحَبُّ** اسم تفضیل ہے بمعنی عزیز، محبوب ہونا۔ **طَلَعَتْ** (ن) **طُلُوْعاً** طلوع ہونا، نکلنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء وابو عوانہ وابن حبان

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیطان سے محفوظ رہنے کی دعاء

(۱۴۱۰) وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَ كَانَتْ لَهٗ حِرْزاً مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰی يُمْسِیَ ، وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ وَقَالَ: مَنْ قَالَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ: حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص ایک دن میں سوبار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ پڑھے تو اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں سونیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے سو گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اس کی دن بھر شام تک شیطان (ملعون) سے حفاظت کردی جاتی ہے اور کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر عمل لیکر قیامت کے دن نہیں آئے گا، مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ نیک اعمال کئے ہوں اور فرمایا: جس شخص نے ایک دن میں سوبار "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھا اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ متفق علیہ

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہی ہے کہ جو آدمی سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے گا تو اس کے نامہ اعمال میں سونیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے۔

فائدہ: گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں نہ کہ کبیرہ۔

فائدہ: بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ثواب سو 100 کا عدد پورا کرنے پر ملتا ہے چاہے وہ عدد مختلف مجلس میں پورا کرے یا ایک ہی مجلس میں پورا کرے، اگر کوئی شخص یہ کلمات سو 100 سے زیادہ مرتبہ پڑھے گا تو اس کے لئے زیادہ انعامات ہوں گے اور ثواب میں بھی مزید اضافہ ہوگا۔

لغات: عَدْلُ عَدَلَ عَدْلاً سیدھا، برابر کرنا۔ رِقَابٌ یہ جمع ہے رَقَبَةٌ کی بمعنی گردن، (غلام، لونڈی)۔ حِرْزاً بمعنی پناہ، حفاظت، امان۔ حُطَّتْ (ن) مٹانا، ختم کرنا۔ زُبَدُ جھاگ جو پانی وغیرہ کے اوپر آتی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی الدعوات وصحیح مسلم فی باب الذکر والدعاء والترمذی

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام عمر بن عامر ہے، کثیر الروایات سے معروف ومشہور ہیں۔

چار عرب غلام آزاد کرنے کا ثواب

(۱۴۱۱) وَعَنْ أَبِی أَيُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ" عَشْرَ مَرَّاتٍ کَانَ کَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ اُسْمَاعِيْلَ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دس بار "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھا تو وہ اس طرح ہے جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلاموں کو آزاد کیا۔ متفق علیه

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہورہا ہے کہ جو آدمی یہ کلمات دس مرتبہ پڑھے گا تو اس کو چار غلام وہ بھی بنی اسماعیل کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور بادشاہت کا ذکر ہے۔

فائدہ: مِنْ وُلْدِ اُسْمَاعِيْلَ یہ بطور تمثیل ہے یعنی نہایت بیش قیمت غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ بطور شرف اور فضیلت کے ہے۔ بہرحال ان کلمات کے پڑھنے سے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

لغات: أَعْتَقَ أَعْتَاقاً افعال سے آزاد کرنا، عَتَقَ عِتْقاً (ض) آزاد ہونا۔ أَنْفُس نَفْس کی جمع ہے بمعنی نفس، روح، خون۔ وُلِدَ، وَلَدَ، وَلْداً، اَوْلَاداً اولاد، جننا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی الدعوات واحمد والترمذی

راوی حدیث: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، میزبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد ان ہی کے مکان میں 6 ماہ تک قیام کیا تھا، اکثر غزوات میں شامل رہے، سفر جہاد میں محاصرہ قسطنطنیہ (استنبول) کے دوران ان کی شہادت ہوئی، ان کا مزار استنبول ترکی میں واقع ہے۔

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کلام

(۱۴۱۲) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : اَلَا أُخْبِرُکَ بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ ؟ اِنَّ اَحَبَّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" . رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلمات "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" ہیں۔

تشریح: حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ کلام وہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" ہے کیونکہ اس میں تسبیح اور تحمید دونوں جمع ہیں۔

فائدہ: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تہلیل یعنی "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...." سب سے افضل ہے۔

بعض روایات میں دوسرے کلمات کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے بظاہر ان روایات میں تعارض نظر آتا ہے لیکن در حقیقت ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، یہ فرق اشخاص احوال اور اوقات کے اعتبار سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کے لئے جس وقت جو چیز مناسب سمجھی وہ اس کو بتادی اور دوسری بات ذکر کے جتنے بھی کلمات ہیں وہ سب کے سب اعلیٰ و افضل ہیں، دنیا کا کوئی کلام ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

لغات: أَحَبُّ اسم تفضیل بمعنی پسندیدہ۔ اَلْکَلَام بمعنی قول، گفتگو، کلام، مکالمہ، گفتگو اور مکالمہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح المسلم فی کتاب الذکر والدعاء والترمذی

راوی حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام جندب تھا، شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے، بہت سادہ طبیعت کے مالک زاہد، متقی انسان تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ" کا اجر

(۱۴۱۳) وَعَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَآنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طہارت نصف ایمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (کا ثواب) ترازو کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی آسمانوں اور زمین کے درمیان کو

پُر کر دیتے ہیں۔ (راوہ مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں طہارت، پاکیزگی کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا بیان ہے۔ **اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ** بعض حضرات فرماتے ہیں کہ **الْاِیْمَانِ** سے یہاں نماز مراد ہے، جب نماز ایمان ہے تو وضوء، پاکیزگی آدھا ایمان ہوا، کیونکہ وضوء کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ **اِیْمَانِ** سے ایمان شرعی مراد ہے تو اس کا مقصد ہوگا طہارت کا ایمان کے ارکان میں سے اہم ترین رکن ہونا مراد ہے۔ بہر حال حدیث پاک میں طہارت کی فضیلت کا بیان ہے۔ **تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** یہ کلمات زمین وآسمان کے درمیان کی خلاء کو بھر دیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی فضل وکرم کی وسعت اور اس کی بے پایاں رحمت کا بیان ہے۔ (اللہ تعالیٰ یہ کلمات مستقل معمول بنا کر پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے)

لغات: **اَلطُّھُوْرُ** بمعنی پاکی، (ن،ک) پاک ہونا۔ **شَطْرَ** بمعنی حصہ، نصف، جزء، طرف۔ **تَمْلَاُ مَلَاءَ** (ف) بمعنی بھرنا۔

تخریج حدیث: الصحیح المسلم فی الطہارۃ باب فضل الوضوء

راوی حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار میں سے تھے، بعد میں کوفہ چلے گئے، اور 93 ہجری کو ان کی وفات ہوئی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بھی ان کی زیارت کی ہے۔

اللہ کی ثناء اور بندے کی دعاء

(۱۴۱) **وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِیٌّ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَلِّمْنِیْ کَلَاماً أَقُوْلُہٗ، قَالَ "قُلْ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اللّٰہُ أَکْبَرُ کَبِیْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ" قَالَ: فَھٰؤُلَآءِ لِرَبِّیْ، فَمَالِیْ؟ قَالَ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ. (رواہ مسلم)**

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا کلام سکھلا دیجئے جس کو میں پڑھا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کہا کرو، "**لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اللّٰہُ أَکْبَرُ کَبِیْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ**" (کوئی معبود نہیں سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بہت زیادہ تعریف ہے اور پاکی ہے اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو رب العالمین ہے (تمام عالم کا

رب ہے) نہیں ہے کوئی برائی سے پھیرنے اور نیکی کی قوت دینے والا سوائے اس اللہ تعالیٰ کے جو بڑا زبردست اور حکمتوں والا ہے) اس پر اعرابی نے کہا، یہ کلمات تو میرے پروردگار کے (حمد وثنا) ہیں، میرے لئے کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو تم یہ کہو " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ" (اے اللہ میری مغفرت فرما دیجئے، مجھ پر رحم فرمایئے، مجھے رزق عطا فرمایئے) (رواہ مسلم)

تشریح: ایک دیہاتی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا کے الفاظ بتلایئے جن سے میں دعا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ دعا سکھلائی، مذکورہ دعا میں مغفرت، اس کی وسیع رحمت، ہدایت اور رزق میں فراخی کا سوال ہے، بہر حال انسان کو ہر حال میں اللہ پاک سے مانگنا چاہئے اور مانگتے ہی رہنا چاہئے اور پھر دعاء دل سے ہو، ظاہری الفاظ اور سجع بندی سے احتیاط ہو، البتہ اگر کوئی تنہائی میں مانگ رہا ہے یا مجمع میں اور توجہ تکبندی کی طرف نہیں ہے تو کوئی بات نہیں، دعاء میں جتنی زیادہ عاجزی ہوگی وہ دعاء اتنی ہی جلد قبول ہوگی۔

لغات: أَعْرَابِیٌّ دیہاتی آدمی۔ عَلِّمْنِیْ (تفعیل) سکھلانا۔ وَاھْدِنِیْ (ض)، ھِدَایَۃً سے رہنمائی کرنا۔ وَارْزُقْنِیْ، رَزَقَ (ن) رزق، روزی پہنچانا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین میں سے ہیں اور ابتداء اسلام میں کلمہ پڑھنے والوں میں سے ہیں، بڑے بہادر جرنیل اور سپہ سالار تھے، ایران ان ہی کے ہاتھوں سے فتح ہوا اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ اسلام کے خاطر انہوں نے بہت قربانی دی ہے، شجاعت اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھے، کفار ان کا نام سن کر ڈر جاتے تھے۔

(۱۴۱۵) **وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: أَذَا أنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ أَسْتَغْفَرَ ثَلَاثاً وَقَالَ: " اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ " قِیْلَ لِلْأَوْزَاعِیِّ، وَھُوَ أَحَدُ رُوَاۃِ الْحَدِیْثِ: کَیْفَ الْأَسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: تَقُوْلُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ. (رواہ مسلم)**

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار استغفار پڑھتے، اس کے بعد " **اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ** " پڑھتے، اور اوزاعیؒ سے پوچھا گیا کہ استغفار پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ** پڑھتے تھے۔(رواہ مسلم)

تشریح: بعدازنماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف قسم کی دعائیں منقول ہیں۔تمام ادعیہ ماثورہ کی بہت ساری فضیلت وارد ہوئی ہے،اسی طرح استغفار کی بھی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے،اسی طرح بعدازنماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار پڑھنے کا مبارک معمول تھا جیسے اس حدیث سے بھی معلوم ہورہا ہے۔

فائدہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں تو ان فرائض کے بعد جلد سنتیں پڑھنی چاہئیں،وظائف اور بقیہ معمولات بعد میں ادا کرنے چاہئیں۔

فائدہ: اندرون سندھ میں خانقاہ عالیہ ہالیجوی شریف کے بزرگ حضرت حماداللہ ہالیجوی جن سے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ بھی بیعت تھے، وہ ظہر،مغرب اور عشاء جمعہ کی دعاء بالکل مختصر کرتے تھے ان کی دعاء چند سیکنڈوں کی ہوتی تھی،لیکن سنتوں کے بعد انفرادی دعاء بہت لمبی ہوتی تھی۔

خلاصۂ کلام: جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں تو ان میں معمولات اور دعائیں اور استغفار وغیرہ بھی بعد میں ہونا چاہئے۔

لغات: **اِنْصِرَفَ** (انفعال) پھیرنا۔ **اَلْاِسْتِغْفَارُ اَسْتَغْفِرُ** (استفعال) سے طلب مغفرت کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی المساجد ومواضع الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ

راوی حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ عطا کرے کوئی روک نہیں سکتا

(۱۴۱۶) وَعَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: کَانَ اَذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاتِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ". (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھتے **"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ"** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،تمام ملک اسی کے لئے ہیں،تمام تعریفیں بھی اسی کے لئے ہیں،وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ آپ جسے عطا فرمائیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں اور نہ کسی تونگر کو اس کی تونگری فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ متفق علیہ

تشریح: اس حدیث میں بھی **اُذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاتِ** سے مراد، اگر بعد الفرض سنتیں ہوں سنتیں مراد ہیں۔ چنانچہ علماء کی تصریح ہے کہ بعد الفرائض اگر سنتیں ہوں تو فرائض کے بعد کی دعاء کو مختصر کیا جائے گا اور سنتوں کو ادا کیا جائے گا۔ بقیہ معمولات بعد میں ادا کیے جائیں، چنانچہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ "ویکرہ تاخیر السنة" فتاویٰ عالمگیری والے فرماتے ہیں "اُذَا فَرَغَ مِنَ الظهرِ والمغربِ والعشاءِ يَشرعُ فی السُّنَّةِ وَلَا يَشتَغِلُ بِاَدْعِيَةٍ طَوِيْلَةٍ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک معمول بھی اسی طرح کا تھا، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعائیں منقول ہیں وہ بعد از نوافل ہیں اور اس حدیث میں توحید کا زیادہ تر بیان ہے۔

لغات: مَانِعَ (ف) مَنَعَ سے روکنا، منع کرنا، محروم کرنا۔ **مُعْطِیَ** از انعال **أَعْطَى** دینا، عطیہ کرنا۔ **الْجَدُّ** خوش بختی، تونگری، بمعنی کوشش کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الاذان وسنن ابی داود والنسائی

راوی حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں

(۱۴۱۷) **وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِىَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ :دُبُرَ كُلِّ صَلوٰةٍ حِيْنَ يُسَلِّمُ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٍ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ قَالَ ابن الزُّبَيْرِ رَضِىَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلوٰةٍ مَكْتُوْبَةٍ". رواه مسلم**

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نماز کے سلام پھیرنے کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے، **"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٍ "** یعنی (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی لئے ملک ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ برائی سے بچانے

اور نیکی کرنے کی قوۃ نہیں ہے مگر اللہ کے ہی ساتھ ،نہیں کوئی معبود مگر اللہ نہیں عبادت کرتے ہیں مگر ہم اسی کی اس کے لئے تمام نعمتیں اور فضل وکمال ہے، اسی کی کے لئے اچھی تعریف ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، ہم اسی کے لئے ہی دین کو خالص کرتے ہیں، چاہے کافر اسے ناپسند کیوں نہ کریں، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والے کلمے کو پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں جو مذکورہ دعاء ہے وہ نماز کے بعد کی ہے، جو دعائیں اور طریقہ اسلام نے بیان کردیا ہے وہ ہی طریقہ اللہ اور اس کے رسول کا پسندیدہ ہے اور شریعت میں بھی وہ طریقہ قابل قبول ہے، اس کے علاوہ مردود ہے، آج کل فرائض کے بعد صلاۃ وسلام اور کلمہ وغیرہ اجتماعی طور پر پڑھا جاتا ہے، اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں، وہ بدعت ہے۔

فائدہ: بدعت کہتے ہیں دین، شریعت میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کرنا یا نیا طریقہ اپنانا، جس طریقے کو صحابہؓ یا تابعین بھی اپنا سکتے تھے، مگر انہوں نے نہیں اپنایا وہ بدعت ہے، مثلاً نماز کے بعد باآواز بلند اجتماعی طور پر درود پڑھنا، میلاد کا جلوس وغیرہ نکالنا یہ بدعت ہے۔

لغات: دُبُرَ کسی چیز کا پچھلا حصہ، آخری حصہ۔ **يُهَلِّلُ** اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ **مَكْتُوبَةٍ** بمعنی فرض نماز۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ وکذا فی ابی داود

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اپنے وقت کے ظالم حجاج بن یوسف سے بہادرانہ انداز میں حق ثابت کرتے تھے، انہوں نے اپنے دور خلافت میں بیت اللہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمنا کے مطابق تعمیر کرایا تھا، ظالم حجاج بن یوسف نے ان کو شہید کروادیا تھا۔

مالداروں کی حرص

(١٤١٨) **وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: فَقَالُوْا، ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ أَمْوَالٍ: يَحُجُّوْنَ وَيَعْتَمِرُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ أَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؛ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ الرَّاوِيْ عَنْ**

اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَیْفِیَّةِ ذِكْرِهِنَّ : قَالَ، یَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حَتّٰی یَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثاً وَّثَلَاثِیْنَ. (متفق علیه)

وَزَادَ مُسْلِمٍ فِیْ رِوَایَتِهٖ فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: فَقَالُوْا، سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ".

اَلدُّثُوْرُ جَمْعُ دَثْرٍ " بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْمُثَلَّثَةِ وَهُوَ الْمَالُ الْكَثِیْرُ"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین میں سے فقراء حضرات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو مالدار لوگ لے گئے کہ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں لیکن ان کے لئے مالوں کی فضیلت ہے، پس وہ حج بھی کرتے ہیں اور عمرہ بھی کرتے ہیں اور جہاد بھی کرتے ہیں اور خیرات بھی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ تم پہلوں کے برابر پہنچ جاؤ اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو مگر وہی جو تم جیسا عمل کرے، عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ (ضرور بتلا دیجئے) ارشاد فرمایا: ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یہ کلمات کہے، پڑھا کرو۔ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب ان سے کلمات کے پڑھنے کی کیفیت کا سوال کیا گیا تو فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یہ کلمات کہے، یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک کی مقدار تینتیس تینتیس (۳۳،۳۳) بار ہو جائے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی ایک روایت میں زیادتی ہے کہ فقرا مہاجرین دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، کہنے لگے کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے جو تسبیحات ہم کر رہے تھے سن لیں، پس وہ بھی ایسا ہی کرنے لگے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے"۔

تشریح: حدیث شریف سے بظاہر یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ یہ کلمات ملا کر پڑھے، لیکن علماء نے صراحت کی ہے کہ یہ کلمات جدا جدا (۳۳،۳۳) بار پڑھے گا، یہ کلمات مل ملا کر ۹۹ کی تعداد ہوگی، دوسری روایت میں آتا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰه (۳۳) بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰه (۳۳) بار اور اَللّٰهُ اَكْبَر (۳۴) مرتبہ، علماء محدثین اور فقہاء عظام سے بھی اسی طرح کرنا ثابت ہے، بہر حال ان کو پڑھنا باعث فضیلت ہے۔

لغات: دثور، دثر کی جمع ہے، زیادہ مال کو کہتے ہیں۔ سَبَقَکُمْ (ن،ض) آگے بڑھنا، سبقت کرنا۔ صَنَعَ (ف) بنانا۔
خَلَفَ (ن) خلیفہ، جانشین ہونا، نائب ہونا، پیچھے آنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الاذان ومسلم کتاب المسجد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چند منٹوں میں تمام گناہوں کی معافی

(۱۴۱۹) وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثاً وَّثَلَاثِیْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثاً وَّثَلَاثِیْنَ وَکَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثاً وَّثَلَاثِیْنَ ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ : "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" غُفِرَتْ خَطَایَاهُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.
(رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس (۳۳) بار اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تینتیس (۳۳) بار اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ تینتیس (۳۳) بار پڑھے اور سو بار کو پورا کرنے کے لئے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (رواہ مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ تمام کلمات ۳۳،۳۳،۳۳ بار پڑھے جائیں گے، حالانکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ ہے، جیسے آگے آنے والی روایت میں بھی ۳۴ مرتبہ کا عدد ہے۔ علماء نے بھی ۳۴ عدد والی روایات کو ترجیح دی ہے اور فرماتے ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس (۳۳) بار اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تینتیس (۳۳) بار اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ (۳۴) مرتبہ پڑھا جائے گا۔

فائدہ: غُفِرَتْ خَطَایَاهُ سے صغیرہ گناہ مراد ہے کبیرہ نہیں، کبیرہ کے لئے دل کی ندامت اور استغفار ضروری ہے اور اگر حقوق العباد میں سے ہیں تو ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔

مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ یہ بطور مبالغہ کے ہے، مقصد صغیرہ اگر سمندر کی جھاگ جتنے ہوں تب بھی معاف ہو جائیں گے۔

لغات: زَبَدِ جھاگ، مکھن، یہاں جھاگ کی معنی میں ہے۔ اَلْبَحْرِ بمعنی سمندر۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء وابوداود وابن خزیمہ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بامراد ہونے کا وظیفہ

(۱۴۲۰) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ثَلَاثاً وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً ثَلَاثاً وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّأَرْبَعاً وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چند پیچھے آنے والے (جملے) ایسے ہیں جن کو کہنے والا کبھی نادار نہیں ہوتا۔ وہ یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور (۳۳) مرتبہ اَللّٰهُ أَكْبَر۔

تشریح: حدیث بالا میں بھی انہی کلمات سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُ أَكْبَر کا بیان ہے۔ بہر حال ان کلمات کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔ شیخ علامہ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں ان کلمات کے پڑھنے میں میری رائے کے مطابق حکمت یہ ہے کہ جو قصور، کوتاہی نماز میں ہوگئی ہے وہ معاف ہوتی ہے، ان کلمات میں اللہ رب العزۃ کی عظمت وکبریائی کا بیان ہے۔

فائدہ: ان کلمات کو تسبیحات فاطمی بھی کہتے ہیں اور ان کلمات کا سونے کے وقت پڑھنا بھی مسنون عمل ہے۔

لغات: مُعَقِّبَاتٌ، مَعْقَبَة سے پیچھے آنا۔ لَا يَخِيْبُ خَابَ يَخِيْبُ (ض) سے نامراد، ناکام ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی کتاب المساجد والترمذی والنسائی

راوی حدیث: حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو محمد کنیت ہے۔ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے، صلح حدیبیہ سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے، 75 سال کی عمر میں مدینہ میں ہی انتقال ہوا۔

پناہ مانگنے کی چیزیں

(۱۴۲۱) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلٰوةِ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ اِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ. رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازوں کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگا کرتے تھے" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ" اے اللہ! میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ ناکارہ عمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (رواہ البخاری)

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء، دعاء استعاذ کہلاتی ہیں۔ مذکورہ حدیث میں اوصاف رذیلہ سے پناہ، امان مانگنے کی دعا ہے اور دنیا کے تمام فتن وشرور اور عذاب قبر اور اس کی آزمائش سے بھی پناہ مانگنے کی تعلیم ہے۔ یہ دعا کب پڑھی جائے؟ بعض علماء فرماتے ہیں ہر نماز کی تسبیحات کے ساتھ پڑھنی چاہئے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ دعا بعد الفرائض پڑھی جائے۔
بعض حضرات فرماتے ہیں یہ دعا **بعد التشهد قبل السلام** پڑھی جائے اور یہی معمول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔
اَرْذَلِ الْعُمُرِ بڑھاپے کی انتہا کو پہنچنا، جس عمر میں انسان کے حواس بھی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

لغات: اَلْجُبْن سستی، کاہلی، سستی کرنا یہ بھی خطرناک قسم کی بیماری ہے۔ **اَلْبُخْل** بخل، کنجوسی کرنا، یہ بھی بیماری ہے۔ سستی اور بخل اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہیں ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات وفی کتاب الجہاد والترمذی والنسائی

راوی حدیث: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور فاتح ایران ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت

(۱۴۲۲) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِهٖ وَقَالَ: یَا مُعَاذُ! وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ، فَقَالَ اُوْصِیْکَ یَا مُعَاذُ! لَاتَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلیٰ ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ. (رواہ ابوداود باسناد صحیح)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: اے معاذ! خدا کی قسم میں تجھے محبوب رکھتا ہوں، پھر فرمایا، فرمایا: اے معاذ! میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو کہنا ترک نہ کرنا، " اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلیٰ ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ" اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی

عبادت پر میری امداد فرما۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں ذکر، شکر اور عبادت پر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کی تعلیم دی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری بھی ہے، اس کے بے شمار انعامات اور احسانات ہیں جن کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے تو لازم بنتا ہے کہ ہم اس کا شکر ادا کریں، شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اس لئے علماء فرماتے ہیں **اَلشُّکْرُ قَیْدُ الْمَوْجُوْدِ وَصَیْدُ الْمَفْقُوْدِ** شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہوجاتا ہے۔

وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ کا مقصد ہے عبادت کو شرائط و آداب کے مطابق ادا کرنا خشوع و خضوع اور اخلاص کے ساتھ پورا کرنا اور یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ اپنی عبادت پر ناز نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اللہ پاک کے ہاں نیاز چلتا ہے۔ اپنی عبادت خوب اطمینان سے عاجزی وانکساری سے ادا کرنی چاہئے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ سے ذکر اور شکر کی توفیق کی بھی دعاء کرنی چاہئے، اس کی توفیق اور مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔

لغات: **اُوْصِیْکَ** وصیت کرنا، مضبوطی سے پکڑنا۔ **أَعِنِّیْ** میری مدد فرما۔ **شُکْرِکَ** (ن) شکر کرنا، کسی کے احسان، بھلائی پر تعریف کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود کتاب الوتر، باب الاستغفار

راوی حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زندگی وموت کے فتنہ سے پناہ مانگنا

(۱۴۲۳) **وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: قَالَ اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ. رواه** مسلم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی تشہد میں بیٹھے تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں سے پناہ مانگے اور کہے: "**اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ**" اے اللہ! بے شک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (۱) جہنم کے عذاب سے (۲) اور قبر کے عذاب سے (۳) اور زندگی اور موت کے فتنے سے (۴) اور مسیح دجال کے فتنے کی برائی سے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں چار قسم کے فتنوں سے امان مانگنے کی دعاء ہے (۱) عذاب جہنم سے (۲) عذاب قبر سے (۳) حیات اور موت کے فتنے سے (۴) مسیح دجال کے فتنے سے۔ عذاب جہنم، قیامت کے دن کفار، منافقین، فاسقین کو اس میں ڈال دیا جائے گا۔ عذاب قبر، قبر کی سختیاں اور عذاب قبر برحق، یہی علماء اہلسنت کا عقیدہ۔ فتنہ محیا و ممات: فتنہ محیا سے زندگی کے تمام مسائل اور در پیش آنے والے مسائل جن سے انسان کی ذات یا اس کے دین کو نقصان پہنچے۔ فتنہ ممات سے مراد: موت کے بعد آنے والے مسائل، حالات یا موت کے وقت پیش آنے والے مسائل اور حالات۔

مسیح الدجال: فتنہ دجال، دجال کا ظہور یہ قرب قیامت سے پہلے ہوگا اور وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا، خرق عادات اس سے افعال بھی صادر ہوں گے، جنہیں دیکھ کر بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے، نیک لوگ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بچ جائیں گے، اعاذنا اللہ

لغات: **اَلْمَحْيَا حى حياً** (س) زندہ رہنا۔ **اَلْمَمَاتِ مَات موتاً** (ن) مرنا۔ **اَلْمَسِيْح** تیل لگا ہو، بہت زیادہ سیاحت کرنے والا، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال ہو تو معنی ہوگا بہت سچا، اگر المسیح الدجال ہو تو معنی ہوگا بہت جھوٹا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والبخاری وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۲۴) **وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يَكُوْنُ مِنْ آخِرِ مَايَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"** (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ کلمات پڑھتے تھے۔ **"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"** اے اللہ! میرے اگلے پچھلے اور پوشیدہ اور ظاہری گناہوں کو معاف فرما اور جو میں نے زیادتی کی اسے معاف فرما، اور ان گناہوں کو معاف فرما جنہیں آپ مجھ سے بھی زیادہ جاننے والے ہیں تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (رواہ مسلم)

تشریح: انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام گناہوں سے معصوم ہیں باوجود اس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کثرۃ سے استغفار پڑھنا امت کی تعلیم کے لئے ہے، یہ دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاجزی، انکساری کی ایک معمولی سی جھلک ہیں جو ہم تک

پہنچی، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس عاجزی وانکساری کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ بعض علماء نے اس کا مقصد بیان کیا ہے کہ آپ ہی جسے چاہیں ہدایت پر مقدم کریں اور جس کو چاہیں ہدایت سے مؤخر کریں۔

لغات: **اَسْرَرْتُ.** چھپکے سے جو گناہ کئے۔ **اَسْرَفْتُ.** معنی زیادتی کرنا، اسراف کرنا۔

اَلْمُقَدِّم. **قَدِمَ** (س) آنا۔ **قَدُمَ قُدَامه** (ک) پرانا ہونا، **قَدَّمَ** تفعیل سے آگے بڑھنا۔ **أَعْلَنْتُ** (ن، ض) ظاہر ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافر والترمذی وابوداود

راوی حدیث: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ داماد رسول، فاتح خیبر، خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین

رکوع اور سجدہ کی دعاء

(۱۴۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ کلمات پڑھا کرتے تھے "**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ**" اے اللہ! ہمارے پروردگار آپ پاک ہیں اور تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں، اے اللہ میری مغفرت فرما دیجئے۔ (مسلم و بخاری)

تشریح: رکوع اور سجود میں دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، جیسے مذکورہ حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے، لیکن عندالاحناف حالت رکوع اور سجود میں نوافل میں دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں، فرائض میں صرف تسبیحات پر اکتفاء کرنی چاہئے۔

لغات: **رُكُوْعِهٖ رُكُوْعٌ** (ن) رکوع کرنا۔ **سُجُوْدِ** جمع ہے **سجدة** کی سجدۃ کرنا۔ **سَجَدَ** (ن) سے ہے۔ **بِحَمْدِكَ حَمِدَ** (س) تعریف کرنا اور تفعیل سے **تَحْمِيْداً** بار بار تعریف کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب صفۃ الصلاۃ ومسلم

راوی حدیث: امہات المؤمنین صدیقہ، سعیدہ، لطیفہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بے حد محبت کرتے تھے، ان ہی کے طفیل مسلمانوں کو پانی کی عدم موجودگی میں پاک مٹی سے تیمم کی اجازت ملی، ان ہی کی شان میں اور ان

ہی کی براءت میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں، علم حدیث اور علم فقہ میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بھی ان کے حجرہ مبارک میں آرام فرما رہے ہیں۔

رکوع اور سجدہ میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ پڑھنا

(۱۴۲۶) وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع اور سجود میں یہ کلمات پڑھا کرتے تھے" سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ " بڑی بے عیب و پاک اور مقدس ذات ہے، پروردگار کی جو ربّ ہے فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کا۔ (رواہ مسلم)

تشریح: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں جو اس کی پاکیزگی اور طہارت کو بیان کر رہے ہیں، علامہ ابن فارسؒ اور زبیریؒ فرماتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام ہیں ۔ سُبُّوْحٌ وہ ذات جو تمام نقائص اور شریک ہونے سے پاک ہو۔ قُدُّوْسٌ کا بھی یہی معنی ہے، مگر اس میں زیادہ مبالغہ ہے۔ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ روح سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، فرشتوں میں اگر چہ وہ بھی آجاتے ہیں لیکن بعد العموم خصوصیت کے ساتھ ذکر ان کی توقیر اور عظمت کے لئے ہے، مقصد کلام یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ میں یہ دعائیں پڑھنا مسنون ہیں۔

لغات: سُبُّوْحٌ سَبَّحَ تفعیل سے تسبیح یعنی اللہ پاک کی پاکی بیان کرنا۔ قُدُّوْسٌ (تفعیل) پاک ہونا، بابرکت ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاۃ والنسائی، واحمد

راوی حدیث: امہات المؤمنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اجابت دعاء کا مقام

(۱۴۲۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: فَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدہ میں خوب اچھی طرح سے دعاء کرو، یہ مقام دعاء کی قبولیت کے لئے بہت مناسب ہے۔ (رواہ مسلم)

تشریح: حالت رکوع میں اپنے رب کی تعظیم بیان کرو، علماء فرماتے ہیں اس کا مقصد ہے حالت رکوع میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ** پڑھنا، کیونکہ ان کلمات میں رب کی خوب تعظیم بیان کی گئی ہے۔

وَاَمَّا السُّجُوْدُ حالت سجدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** پڑھنے کا تھا، لیکن کبھی کبھار دعائیں اور دیگر تسبیحات بھی پڑھنے کا معمول تھا۔

فائدہ: حالت رکوع اور سجدہ میں جو دعائیں منقول ہیں وہ نوافل میں پڑھنی چاہئیں، فرائض میں تسبیحات کا پڑھنا بہتر ہے یہی علماء سے منقول ہے۔

لغات: فَعَظِّمُوْا عَظَّمَ (تفعیل) تعظیم کرنا۔ (ک) **عِظَامَة** بڑا ہونا۔ **فَاجْتَهِدُوْا** (افتعال، ف) کوشش کرنا، پوری طاقت استعمال کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب مایقال فی الرکوع والسجود

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مفسر قرآن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے خصوصی دعا فرمائی تھی۔

سجدہ میں دعاء کرنے کا حکم

(۱۴۲۸) **وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: قَالَ أَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَکْثِرُوا الدُّعَاءَ. (رواہ مسلم)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ سجدہ میں اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا تم (سجدہ میں) زیادہ دعاء کرو۔ (رواہ مسلم)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ حالت سجدہ میں دعائیں بہت جلد قبول ہوتی ہیں، کیونکہ وہ حالت عجز وتواضع ہوتی ہے، لیکن یہ اہتمام نفلی نمازوں میں کیا جائے فرض نماز میں نہیں اور پھر دعا اگر عربی الفاظ میں ہو تو بہتر ہے۔

لغات: أَقْرَبُ اسم تفضیل بمعنی زیادہ قریب۔ **الدُّعَاءَ دَعَا، یَدْعُوْا، دُعَاءً** دعاء مانگنا، پکارنا کیونکہ دعاء میں دل کی حضوری سے اللہ کو پکارا جاتا ہے جہاں دل کی حضوری ہو اس کو دعاء کہتے ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے

دعاء دل سے کی جاتی ہے زبان سے نہیں

قبول تو ان کی بھی ہوتی ہے جن کی زباں ہی نہیں

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب مایقال فی الرکوع والسجو دواحمد وابوداود

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سجدہ میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ الخ پڑھنا

(۱۴۲۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَّتَهٗ وَسِرَّهٗ". (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں یہ دعاء پڑھا کرتے تھے **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وِأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَّتَهٗ وَسِرَّهٗ"** اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادیجئے، چھوٹے بھی بڑے بھی، پہلے کے بھی بعد کے بھی اور کھلم کھلا کئے ہوئے بھی اور پوشیدہ کئے ہوئے بھی۔

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود گناہوں سے معصوم ہونے کے اس قدر استغفار کرتے تھے کہ ہر وقت اللہ رب العزۃ کے جلال کے سامنے استغفار اور مغفرت طلب کرتے رہتے تھے، اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے، وہ گناہوں سے پاک ہونے کے باوجود اللہ کے عذاب سے خوفزدہ تھے اور ہم گناہوں میں غرق ہونے کے باوجود اس کی گرفت اور عذاب سے بے خوف ہیں۔

لغات: دِقَّهٗ دَقَّ (ن،ض) دَقِيْقاً چھوٹا، باریک، تھوڑا ہونا۔ **جِلَّهٗ** بڑا ہونا۔ **عَلَانِيَةٌ** کھلم کھلا، ظاہر وباہر۔ عَلَنَ (ن) عَلَاناً ظاہر ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب مایذکر فی الرکوع والسجود

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۳۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ: اُفْتَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَأِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْسَاجِدٌ يَقُوْلُ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى

نَفسِکَ. رواہ مسلم

ترجمہ:حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:ایک رات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موجود نہ پایا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا تو کیا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع یا سجدہ کی حالت میں یہ دعاء پڑھ رہے تھے'' سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ''۔دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے پر میرا ہاتھ پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک کھڑے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمار ہے تھے'' اَللّٰهُمَّ اَنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَآ أُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ '' اے اللہ! بے شک میں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضگی سے اور تیری عافیت کے ذریعے تیرے عذاب سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے قہر سے پناہ مانگتا ہوں۔میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا تو تو ویسا ہے جیسا تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کے عالم کا بیان ہے۔**اُفْتَقَدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ** ان الفاظ سے آپ اور حضرت عائشہؓ کی محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھوڑی بھی جدائی برداشت نہیں ہو رہی اور ان کی تلاش میں لگ جاتی ہیں۔

عَلٰی بَطْنِ قَدَمَیْهِ اس سے معلوم ہوتا ہے مس المرأۃ ناقض وضوء نہیں ہے۔**فِی الْمَسْجِدِ** سے مراد مصلّٰی، جائے نماز یا وہ جگہ ہے جہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر پر نماز پڑھتے تھے۔

کَمَا أَثْنَیْتَ سرور کائنات ہونے کے باوجود عبادت کا یہ عالم، ہر وقت قیام، رکوع، سجدے میں نظر آتے ہیں اور پھر ہر وقت قلب اور لسان حمد باری تعالیٰ میں مگن نظر آتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ کوئی ہم آپ کی مدح نہ کر پائے جو آپ کی ثناء بیان کرنی چاہئے تھی وہ ہم سے نہ ہو سکی، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی مدح بھی کرتا رہے اور ساتھ میں اپنے قصور کا اعتراف اور اس پر استغفار بھی کرتا رہے۔

فائدہ: ہمیشہ اللہ پاک سے اس کی عافیت اور رضا کا سوال کرنا چاہئے، اس کے عقاب (سزا) اور ناراضگی سے پناہ مانگنی چاہئے۔

لغات: **بَطْن** پیٹ، اندرونی حصہ، **بَطْنُ الْقَدَم** پاؤں کا نیچے والا حصہ۔ **مَنْصُوْبَتَانِ نَصَبَ** (ن،ض) کھڑا کرنا، گاڑنا۔ **سَخَطِکَ سَخِطَ** (س) ناراض ہونا، غضبناک ہونا، ناپسند کرنا۔ **مُعَافَاتِکَ عَفَا عَفْواً** (ن) درگزر کرنا۔ **عُقُوْبَتِکَ** سزا، بدلہ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاۃ والترمذی فی الدعوات

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

دن میں ایک ہزار نیکیاں

(۱۴۳۱) **وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: فَقَالَ : أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ ؟ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ ؟ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ ، فَيُكْتَبُ لَهٗ أَلْفُ حَسَنَةٍ أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيْئَةٍ.** (رواہ مسلم) **قَالَ الْحُمَيْدِي كَذَا هُوَ فِيْ كِتَابِ مُسْلِمٍ "أَوْ يُحَطُّ" قَالَ الْبَرْقَانِي وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَأَبُوْعَوَانَةَ وَيَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ مُوْسَى الَّذِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهٖ فَقَالُوْا "وَيُحَطُّ" بِغَيْرِ أَلِفٍ.**

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شریک مجلس لوگوں میں سے ایک نے سوال کیا کہ ایک دن میں ایک ہزار نیکیاں کس طرح کمائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سو بار "**سُبْحَانَ اللّٰهِ**" کہے تو اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا اس کی ایک ہزار برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

تشریح: سو کے بدلے ہزار نیکیاں ملنا یہ **اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا** کے تحت کم از کم بدلہ ہے۔ **أَوْ يُحَطُّ** کے لفظ میں راویوں کا اختلاف ہے، کسی نے اس کو بغیر الف کے **وَيُحَطُّ** پڑھا ہے تو کسی نے اس کو الف کے ساتھ **أَوْ يُحَطُّ** پڑھا ہے۔ الف کے ساتھ پڑھا جائے گا تو مقصد ہوگا ہزار نیکیاں ملتی ہیں یا ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور بغیر الف کے مطلب ہوگا ہزار نیکیاں بھی ملتی ہیں اور ہزار گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

فائدہ: حدیث مبارکہ میں یہ کلمات پڑھنے کی ترغیب ہے کہ یہ معمولی سے کلمات ہیں جن کے پڑھنے میں زیادہ وقت بھی درکار نہیں ہے لیکن پڑھنے میں ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔

بدن کا صدقہ

(۱۴۳۲) **وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: يُصْبِحُ**

عَلیٰ کُلِّ سُلَامیٰ مِنْ أَحَدِکُمْ صَدَقَةٌ، فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ، وَیُجْزِئُ مِنْ ذٰلِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُهَا مِنَ الضُّحیٰ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، چنانچہ ہر **سُبْحَانَ اللّٰه** صدقہ ہے، اور ہر **الحمد لله** صدقہ ہے، اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** صدقہ ہے، ہر **الله اکبر** صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے، اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، اور ان سب کی جگہ چاشت کی دو رکعتیں کافی ہوجاتی ہیں۔ رواہ مسلم

تشریح: حدیث بالا میں نماز ضحیٰ (چاشت) کی فضیلت کا بیان ہے کہ انسان کے تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر جوڑ کو عافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھا تو اس کے لئے صدقہ اور شکر واجب ہوتا ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر لازم اور واجب بن جاتا ہے، تو چاشت کی نماز ہر ہر جوڑ کے قائمقام ہے، جو چاشت کی نماز پڑھتا ہے وہ گویا کہ تین سو ساٹھ (360) جوڑوں کی عافیت کا شکریہ ادا کردیتا ہے، نماز چاشت کے اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے فوائد ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں "طلبنا ترک الذنوب فوجدنا فی الصلوٰۃ الضحیٰ" کہ نماز چاشت کے پڑھنے سے بندہ گناہ ترک کردیتا ہے۔

فائدہ: اسی طرح تکبیر، تہلیل، تحمید کے کلمات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے۔

لغات: **سُلَامیٰ** ہر جوڑ دار ہڈی چاہے چھوٹی کیوں نہ ہو اور اس کی جمع **سُلَامیات** آتی ہے۔ **الضُّحیٰ** چاشت کی نماز مراد ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی صلاۃ المسافرین باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ

راوی حدیث: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہیں اور دنیا سے بے رغبت رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

چار وزنی کلمات

(۱۴۳۳) وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ جُوَیْرِیَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ

وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَىٰ وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ: "مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا" قَالَتْ نَعَمْ! فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ". (رواہ مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَاءَ نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ".

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيْ: أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَضِيَ نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَضِيَ نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَضِيَ نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ".

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کران کے پاس سے گزرے، وہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھی تھیں، چاشت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے تو وہ ویسے ہی بیٹھی ملیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم اب تک اسی حالت پر ہو جس پر میں تمہیں چھوڑ گیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں نے تمہارے پاس سے رخصت ہونے کے بعد چار کلمات کو تین دفعہ پڑھا، اگران کا وزن ان سے کیا جائے جو تم نے پڑھا ہے تو یہ اس پر بھاری ہوں گے۔ (وہ یہ ہے)

"سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ".

مسلم کی ایک روایت میں یوں آتا ہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ".

ترمذی کی ایک روایت میں ہے فرمایا کہ میں کیا تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جنہیں تم کہا کرو؟ وہ یہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ تین بار۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَضِيَ نَفْسِهٖ تین بار۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ تین بار۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ تین بار۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ کلمات کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ ان میں بھی تسبیح، تکبیر اور تحمید خداوندی کا بیان ہے۔ فِیْ

اَلْمَسْجِدِ سے مراد جائے نماز ہے، جیسے آج کل بھی اکثر گھروں میں نماز پڑھنے کی جگہ متعین ہوتی ہیں۔

فائدہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ذکر میں خاص قسم کے مضامین پڑھنے سے وہ اجر ملتا ہے جس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

دوسری بات صحابیات کے جذبہ اور شوق اعمال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں کس قدر اعمال صالحہ کا جذبہ ہوتا تھا۔

لغات: بُكْرَةً صبح سویرے، بَكَرَ (ن) بُكُوْراً . أَضْحىٰ چاشت کا وقت، ضَحِيَ ضَحاً ضَحاءً، دھوپ لگنا۔ وُزِنَتْ وَزَنَ وَزْناً وزن کرنا، تولنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء، باب التسبیح اول النہار وعند النوم والترمذی ابواب الدعوات وابن ماجہ

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ان کے والد قبیلہ بنی مصطلق کے سردار تھے، ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ مریسیع میں گرفتار ہوکر آئی تھیں، انہوں نے 19 اوقیہ پر مکاتبہ کیا تھا، اس سلسلہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہاری طرف سے بدل کتابت ادا کروں اور اگر تم راضی ہوتو پھر تمہارے ساتھ نکاح کرلوں، وہ اس پر راضی ہوگئیں اور بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوگیا، ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات 50 ہجری میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

اللہ کا ذکر کرنے والا زندہ ہے

(۱۴۳۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُهٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (رواہ البخاری)

ورواہ المسلم فَقَالَ : مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ وَالْبَیْتُ الَّذِیْ لَا یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ .

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور جس میں ذکر نہ کیا جائے زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

تشریح: ذکر کرنے والا آدمی زندہ آدمی کی طرح ہے، مطلب یہ ہے کہ اپنے اعضاء کو اطاعت خداوندی میں مصروف رکھتا ہے اور دل کو نور الہی سے منور کرتا ہے اور دوسروں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے اور ذکر کا ترک کرنا موت کی طرح ہے، جس طرح

انسان پر موت طاری ہوتی ہے تو کوئی عمل نہیں کرسکتا اور نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے،اسی طرح اللہ کی یاد سے غفلت برتنے والا اللہ سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ وہ ایسا کام نہیں کر پاتا، جس سے اس کو نفع پہنچے اور اللہ اس سے خوش ہو جائے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا ذکر روح کی غذا ہے اس کے بغیر روح زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتی، جب روح بیمار ہو جائے یا مر جائے تو انسان کا سکون ختم ہو جاتا ہے، آج کل جو لوگ بے سکونی اور بے اطمینانی کی کثرت سے شکایت کرتے ہیں وہ اللہ کا ذکر نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔

لغات: **یَذْکُرُ ذَکَرَ، ذِکْراً** (ن) ذکر کرنا، اللہ کو یاد کرنا۔ **رَبُّهُ** رب تربیت کرنے والا، پالنے والا، **رَبّیٰ تربیتاً** سے آتا ہے۔ **اَلْحَیُّ حییٰ حیاً** (س) زندہ رہنا، **احییٰ احیاءً** سے زندہ کرنا۔ **اَلْمَیِّتِ مات موتاً ، میتاً** (ن،س) مرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری، کتاب الدعوات وصحیح مسلم صلوٰۃ المسافرین (**باب استحباب صلوٰۃ النافلہ فی البیت**)

راوی حدیث: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۳۵) **وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالیٰ : أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَأَنَا مَعَهُ اُذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهُ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهُ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِنْهُمْ. (متفق علیه)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، اور میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرے تو میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔

تشریح: حسن ظن رکھنے کا مقصد یہ کہ اللہ کے بات پہ یقین رکھا جائے وہ توبہ قبول کرتا ہے مغفرت فرماتا ہے اور مصیبتوں سے نجات دیتا ہے، اسکے بعد انسان کام بھی ایسا کرے جن سے اللہ خوش ہوتا ہے اور ایسے کاموں سے بچے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد اچھی امید رکھے، جس طرح ایک کسان فصل میں ہل چلا کر پانی دیتا ہے۔ اس کے بعد اس کی نگہداشت کرتا ہے اور اچھے فصل کی امید رکھتا ہے۔ ہر کام کیلئے انسان کو بنیاد پھر اس کے لوازمات مہیا کرنے پڑتے ہیں اس کے بعد ہی اس کے مفید ہونے کی امید کی جاسکتی ہے، اس طرح اللہ کے ساتھ امید رکھنے کا مسئلہ ہے۔ جب تک انسان ایمان کامل اور اعمال صالحہ کی بنیاد فراہم نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ سے محض حسن ظن نادانی کا مظہر ہوگا، جس طرح ایک ملازم کام چور ہوا پنے مالک کو تکلیفیں پہنچائے اور غیر حاضریاں کرے، پھر یہ امید کرے کہ میرا مالک مجھے کچھ نہیں کہے گا، تو یہ بیوقوف انسان ہے۔ اسی طرح اللہ پاک کا

مسئلہ ہے، یقیناً اللہ غفور ورحیم ہیں مگر نیک بندوں کیلئے، نافرمان اور شیطان کے بندوں کے لئے نہیں۔

لغات: ظن یقین کرنا، گمان کرنا۔ مَلَأ بمعنی قوم، جماعت۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی التوحید وصحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء (باب الحث علی ذکر اللہ تعالی)

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ

لوگوں میں سبقت لے جانے والے اعمال

(۱۴۳۶) **وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ ، قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذَّاكِرَاتُ. (رواه مسلم)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مفردون لوگ نمبر لے گئے، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! مفردون کون ہیں؟ فرمایا، وہ مرد اور عورتیں جو اللہ تعالی کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔

تشریح: حدیث بالا میں کثرت سے اللہ تعالی کو یاد کرنے کی فضیلت ہے، جو لوگ کثرت سے اللہ تعالی یاد کرتے ہیں، ایسے لوگ قیامت کے دن اجر وثواب میں سب سے آگے ہوں گے چاہے مرد ہو یا عورت۔

فائدہ: کثرت سے ذکر کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے ذکر کرتے ہوں اور جو دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ پابندی سے پڑھتے ہوں۔ بہر حال آدمی کو چاہئے نیکی کے کاموں میں سبقت کرے اور تیزی دکھائے۔

اَللّٰهُمَّ اجعلنا منهم.

لغات: اَلْمُفَرِّدُوْنَ (ض) اکیلا ہونا۔ سَبَقَ (ض) سبقت کرنا، جلدی کرنا، آگے بڑھنا۔

تخریج حدیث: صحیح المسلم فی الذکر والدعاء (باب الحث علی ذکر اللہ تعالی)

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ

سب سے افضل ذکر

(۱۴۳۷) **وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ :يَقُوْلُ أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ . رواه الترمذی وقال حديث حسن صحيح**

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں کلمہ توحید کو سب سے افضل ذکر بتایا ہے، کیونکہ یہ کلمہ توحید دین کی اساس اور بنیاد ہے اور اسلام کا مدار اس پر ہے، اس لئے بھی کلمہ توحید افضل ذکر ہے، کیونکہ اس میں معبودان باطلہ کی نفی ہے اور معبود حقیقی کا اقرار ہے، اسی نفی و اثبات سے انسان کا دل منور ہو جاتا ہے۔

فائدہ: بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ کلمہ توحید کے پڑھنے سے انسان کے ایمان کے اثرات اس کے ظاہری جسم پر بھی نظر آتے ہیں۔

لغات: أَفْضَلُ فَضَلَ (ن) باقی رہنا، زائد ہونا۔ فَضِلَ (س، ک) صاحب فضیلت ہونا۔ الذِّكْرِ ذَكَرَ (ن) ذکر کرنا، یاد کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی

راوی حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ان کے والد غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے، غزوہ خندق کے موقعے پر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعوت کا انتظام کیا تھا چند ساتھیوں کے ساتھ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 3000 کا لشکر لیکر گئے اور آپ کی دعاء کی برکت سے کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ سب کے سب سیر بھی ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔

ذکر سے زبان کو تر رکھنا

(۱۴۳۸) **وَعَنْ عَبْدِ بْنِ بُسرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ: لَا يَزَالُ لِسَانُکَ رَطْباً مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ . رواه الترمذی وقال حديث حسن**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یقیناً اسلام کے احکامات تو میرے نزدیک بہت ہیں، مجھے کوئی ایسی چیز (بات) بتلائیے کہ میں جس کا پابند رہوں؟ ارشاد فرمایا: تیری زبان اللہ کی یاد سے تر و تازہ رہے۔

تشریح: أَنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ شرائع سے مقررہ احکام مراد ہیں، یعنی فرائض، سنن، واجبات، نوافل کی پابندی تو ضروری

ہے اسی طرح مستحبات اور نوافل بھی رضاء الٰہی اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہیں، لیکن بسا اوقات عام قسم کے لوگ گھبراتے ہیں تو ان کے لئے کوئی آسان عمل بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ آپ اپنی زبان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھو یعنی اس پر مداومت کرو، ذکر کو مستقل معمول بناؤ، نوافل آپ پڑھ سکے یا نہیں تو ذکر اس کے لئے کفارہ بن جائے گا۔

لغات: شَرَائِعَ شَرَعَ شَرْعاً قانون بنانا۔ أَتَشَبَّثُ شَبِثَ شَبْثاً (س) بمعنی چمٹنا، متعلق ہونا، پابند ہونا۔ رَطْباً (ن) تر و تازہ ہونا، پختہ ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہشت کے درخت

(۱۴۳۹) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ . رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ** پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں تسبیح وتحمید کی فضیلت کا بیان ہے کہ جو یہ کلمات پڑھے گا اس کے لئے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے، جنت اتنی وسیع ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید پر جنت میں درختوں کا لگانا کوئی مشکل کام نہیں، اس لئے اسے حقیقت پر محمول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں، البتہ بعض حضرات اسے مجاز پر محمول کر کے اس سے کثرت ثواب مراد لیتے ہیں۔

فائدہ: کھجور کا درخت بہت مبارک درخت ہے، قرآن پاک میں مؤمن کی مثال اس کے ساتھ دی گئی۔ كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جس گھر میں کھجور ہیں وہ برکت سے بھرا ہوا ہے اور جو کھجور سے خالی ہے وہ برکت سے خالی ہے۔

کھجور کے بے شمار فائدے ہیں، قوت جسمانی کے لئے مفید ہے، حافظہ تیز ہوتا ہے، ہاضمہ درست رہتا ہے، جسم تر و تازہ اور چست رہتا ہے، لیکن اگر حد سے زیادہ کھائی جائیں تو جگر اور پیٹ کے لئے نقصان کار ہیں۔

لغات: غُرِسَتْ غَرَسَ (ض) درخت کا پودا لگانا۔ نَخْلَة کھجور کا درخت۔ اَلْجَنَّةِ اس کی جمع جَنَّاتٌ جنانٍ، باغ، باغات۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی الدعوات وابن حبان والحاکم

راوی حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

جنت کے پودے

(۱۴۴۰) **وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ، يَا مُحَمَّدُ! اَقْرِئْ اُمَّتَکَ مِنِّيْ السَّلَامَ، وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ، وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. رواه الترمذی**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے جس رات معراج کرائی گئی، میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، پس انہوں نے فرمایا: اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچادیں اور انہیں بتلادیں کہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ اور پانی بہت شیریں ہے اور وہ چٹیل میدان ہے، اس کے درخت **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** ہیں۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کا بیان ہے، یہ ملاقات معراج کے موقع پر ساتویں آسمان پر ہوئی تھی۔

اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے، زعفران اور مشک کی ہے۔ **قِيْعَانٌ** صاف، ہموار زمین، جس پر کوئی درخت نہ ہو، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید سے جنت کی چٹیل، صاف میدانی زمین پر درخت لگ جاتے ہیں۔ جو جتنا زیادہ ذکر کرے گا اس کے حصہ کی زمین میں (جو اسے جنت ملے گی اس میں) اتنے زیادہ درخت لگیں گے، وہ حصہ اتنا ہی زیادہ سرسبز اور شاداب ہوگا، اس حدیث میں تحمید وتہلیل کثرت سے پڑھنے کی ترغیب ہے۔

لغات: **اُسْرِيَ** بمعنی رات وقت چلنا، واقعہ معراج کو **لَيْلَةُ الْاَسْرٰى** اس لئے کہتے ہیں کہ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سفر رات کے وقت میں چل کر کیا تھا۔ **اَقْرِئْ** بمعنی کہنا، پڑھنا۔ **طَيِّبَة طَابَ** (ض) اچھا ہونا، عمدہ ہونا۔ **التُّرْبَةِ** بمعنی مٹی۔

عَذُبَةٌ (ک)عَذُبَ میٹھا،خوشگوار ہونا۔قِیْعَانٌ جمع ہے قَاعٌ ، صاف،چٹیل میدان۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات، باب غراس الجنۃ والطبرانی

راوی حدیث: حضرت اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۱۴۴۱) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌلَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَخَيْرٌلَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ ، فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ ، قَالُوْا ، بَلىٰ! قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالىٰ.

(رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے بہترین عمل نہ بتاؤں جو تمہارے رب کے نزدیک بہت پاکیزہ اور تمہارے درجات کو بہت زیادہ بڑھانے والا ہے اور تمہارے لئے سونے چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو پس تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں، صحابہؓ نے عرض کیا، کیوں نہیں! (ضرور بتلایئے) فرمایا: وہ چیز اللہ کا ذکر ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں ذکر کی فضیلت کا بیان ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر عمل خیر کی بنیاد ہے اس کی بارگاہ صمدیت میں اخلاص ونیازمندی کا اظہار ہے، اس کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی بے کار ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ وارفع اور افضل ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ سے بھی بہتر ہے، حالانکہ بالاتفاق نماز، روزہ وغیرہ ذکر سے افضل ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اوقات عامہ اور حالات کے اعتبار سے ہے، ورنہ وقتی اعتبار سے کبھی صدقہ بہتر ہے تو کبھی جہاد وغیرہ تو کبھی دوسری عبادتیں افضل ہوجاتی ہیں۔

لغات: أَزْكَاهَا (س) بمعنی نیک صالح ہونا۔مَلِيْكِكُمْ مَلَّکَ تملیکاً مالک ہونا، بادشاہ ہونا۔مَلَکَ (ض) سے بھی مالک ہونا۔الذَّهَبِ بمعنی سونا۔الْفِضَّةِ بمعنی چاندی۔أَعْنَاقَهُمْ عُنُقٌ کی جمع گردن، ہر چیز کا اول۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات، باب خیر الاعمال، وابن ماجہ فی فضل الذکر۔

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آسان اور بہترین ذکر

(۱۴۴۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمْرَأَةٍ وَبَیْنَ یَدَیْهَا نَوًی أَوْ حَصًی تُسَبِّحُ بِهٖ ، فَقَالَ : أُخْبِرُکِ بِمَا هُوَ أَیْسَرُ عَلَیْکِ مِنْ هٰذَا وَأَفْضَلُ، فَقَالَ : "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْأَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰهُ أَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِکَ ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِکَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِکَ" . رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے، ان کے پاس کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں، وہ ان کے ذریعے تسبیح پڑھ رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو تمہارے لئے اس سے آسان (یا یہ فرمایا اس سے افضل) ہے، فرمایا: "سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْأَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰهُ أَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِکَ ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِکَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِکَ" (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن)

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے بظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ذکر واذکار کے لئے ہر وقت تکلفات کی ضرورت نہیں، بلکہ جو کلمات مختصر ہوں اور آسانی سے ادا ہو جاتے ہوں، ان میں بھی بہت ہی زیادہ ثواب ملتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بِمَا هُوَ أَیْسَرُ عَلَیْکِ مِنْ هٰذَا وَأَفْضَلُ امت کے لئے آسانی اور سہولت پیدا کرنے کی طرف مشیر ہے۔

وَاللّٰهُ أَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ ، یہ کلمات یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں یا یہ راوی کے کلمات جو انہوں نے اختصار کی بناء پر کہہ دیئے، پہلی صورت میں مطلب ہوگا ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ کہنے کے بجائے مِثْلَ ذٰلِکَ کہہ دیا۔ دوسری صورت میں مطلب ہوگا ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُبْحَانَ اللّٰهِ کی طرح اللّٰهُ أَکْبَرُ وغیرہ بھی تفصیل سے بیان کیا، مگر راوی نے بر بناء اختصار مِثْلَ ذٰلِکَ کہہ دیا۔

لغات: نَوًی یہ النوی کی جمع ہے۔ بمعنی گٹھلی ۔حَصًی حَصَاةٌ بمعنی کنکری، چھوٹا سا پتھر۔خَلَقَ بمعنی مخلوق کے ہے۔أَیْسَرُ جو زیادہ آسان ہو۔

تخریج حدیث: رواہ الترمذی فی ابواب الدعواۃ، اخرجہ البخاری فی الادب المفرد، والحاکم۔

حالات راوی: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنت کا خزانہ

(۱۴۴۳) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسی الْاَشْعَرِیّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : اَلا اَدُلُّکَ عَلیٰ کَنْزٍ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ؟ فَقُلْتُ بَلیٰ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: لَآ حَوْلَ وَلَآ قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ .

متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ، فرمایا **لَآ حَوْلَ وَلَآ قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** یعنی یہ کلمات پڑھا کرو۔

تشریح: کَنْزٍ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ کہ آپ کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں؟ یعنی جس کا ثواب بہت ہی زیادہ، جیسے دنیا میں کسی کے پاس دولت کے خزانے ہوں تو وہ مالدار کہلاتا ہے، اسی طرح جو یہ کلمات پڑھے گا وہ آخرت کا مالدار کہلائے گا۔

فائدہ: اسی طرح کے وظائف پڑھنے سے انسان دنیا میں بھی دل کا غنی ہو جاتا ہے تمام معاملات میں اس کو اطمینان رہتا ہے اور آخرت کی دولت کامیابی تو یقینی ہے بشرطیکہ خلوص نیت سے ذکر واذکار کیا جائے۔

لغات: اَدُلُّکَ رہنمائی کرنا، راستہ دکھانا۔ کَنْز بمعنی خزانہ (ض) بمعنی مال جمع کرنا یا دفن کرنا۔

تخریج حدیث: رواہ البخاری ابواب الدعواۃ، وفی المغازی ومسلم فی الدعاء والذکر، واحمد وابن حبان، ۸۰۴

حالات راوی: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بَابُ ذِكْرُ اللّٰهِ قَائِماً وَقَاعِداً وَمُضْطَجِعاً وَمُحْدِثاً وَجُنُباً وَحَائِضاً إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِلْجُنُبِ وَلَاحَائِضِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ، اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ. (آل عمران: ۱۹۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے کہ بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے، جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی۔ (سورۃ آل عمران، ۱۹۰)

تشریح: ذکر اللہ کی بہت زیادہ فضیلت ہے، ہر حال میں بندے کو اپنے مولائے حقیقی کا ذکر کرتے رہنا چاہئے، کسی بھی حالت میں اس کی یاد سے غافل نہ رہے۔

دنیا میں تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مسخر کر دیا ہے، وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سے اشارہ ہے کہ جب دن رات کو بقا نہیں تو انسان کو کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر انسان اپنی ذات کو دیکھے تو اس کو بھی دوام نہیں، کبھی طفل تو کبھی شباب، پھر شیخ سے شیخ فانی ہو کر دنیا سے فنا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی تمام چیزوں میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں، جن میں غور و فکر اور تدبر کی عادت ہو، پھر عقل مند لوگ ہر حال میں اللہ پاک کو یاد کرتے ہیں، کوئی لحہ بھی وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں رہتے۔

ہمہ وقت ذکر الٰہی

(۱۴۴۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہمہ وقت کیا کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اوقات میں ذکر الٰہی کرتے تھے اور پھر یہاں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے، یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا استحضار رہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک معمول تھا کہ ہر حال میں ذکر کرتے تھے، اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، لیٹتے، جاگتے، سفر و حضر ہر حال میں ذکر جاری رہتا تھا۔

لغات: أَحْيَان حين کی جمع ہے بمعنی اوقات۔

تخریج حدیث: رواہ مسلم فی کتاب الحیض، رواہ ابوداود والترمذی وابن حبان ۸۰۱

حالات راوی: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ہمبستری کی دعاء

(۱۴۴۵) **وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ اِذَا أَتىٰ أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ وَلَمْ يَضُرُّهُ. (متفق عليه)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس جائے تو یہ دعاء پڑھے: **بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَضُرُّهُ** تو اگر ان دونوں کے لئے بچہ کا فیصلہ کر دیا گیا تو شیطان اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

تشریح: (۱) اس دعاء کے پڑھنے کی برکت سے بچہ شیاطین کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔(۲) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بچے کا ایمان محفوظ رہے گا۔(۳) ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں اس دعاء کی برکت سے بچہ کے اعتقادات کو نقصان نہیں پہونچتا۔(۴) بچہ جادو کے اثرات اور مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔ بہرحال دعاؤں کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور دعائیں انسان کے لئے ایک قسم کے ڈھال ہیں جو اسے بُرے اثرات سے محفوظ رکھتی ہیں۔

لغات: **جَنِّبْنَا** (ن) دور کرنا، جدا کرنا۔(ض،ن) مائل ہونا، مشتاق، مضطرب ہونا، جنابة الرجل ناپاک ہونا، جنبی ہونا۔ **قَضىٰ** بمعنی فیصلہ ہوجانا۔ **وَلَدٌ** بمعنی بچہ۔ **يَضُرُّهُ** بمعنی نقصان پہنچانا۔

تخریج حدیث: الترمذی وابوداود والنسائی وابن ماجہ ورواہ البخاری فی بدء الخلق ...... ومسلم فی کتاب النکاح۔

حالات راوی: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

باب مایقول عند نومه واستیقاظه

سونے اور بیدار ہونے کے وقت کیا دعاء پڑھے؟

سونے اور بیدار ہونے کے وقت کی دعاء

(۱۴۴۶) وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا آوىٰ اِلىٰ فِرَاشِهٖ قَالَ: "بِاُسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرِ". رواه البخاری

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر کی طرف آتے تو فرماتے "بِاُسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" "تیرے ہی نام سے اے اللہ زندگی گزار رہا ہوں اور مروں گا" اور جب جاگتے تو یہ فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرِ" "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں سوتے وقت بھی اور اٹھتے وقت بھی یہ دعاء پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کا مقصود یہ ہے کہ افعال کی ابتداء بھی عبادت پر ہو تو افعال کی انتہاء بھی عبادت پر ہو۔ اَحْيَانَا جب بندہ سوجاتا ہے تو اس کا رابطہ عارضی طور پر دنیا سے کٹ جاتا ہے اور جب بیدار ہوجاتا ہے تو اس کا رابطہ بحال ہوجاتا ہے تو شریعت مطہرہ نے کہا کہ رابطہ جب دوبارہ بحال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور شکریہ ادا کرنے کا طریقہ یہ دعاء ہے۔

وَاِلَيْهِ النُّشُوْرِ اسی کی طرف رجوع ہے، مقصد یہ ہے کہ نیند ایک قسم کی عارضی موت ہے اور جب حقیقی موت آئے گی تو اس کی طرف ہی جانا ہے۔

فائدہ: صبح وشام کے ان وظائف کی پابندی کرنے میں بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کا ہر وقت استحضار رہتا ہے۔

لغات: اِسْتَيْقَظَ بمعنی بیدار ہونا، جاگنا۔ اَلنُّشُوْرِ بمعنی لوٹنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات والتوحید۔

راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب فضل حلق الذکر والندب الی ملازمتها والنهی عن ....

ذکر کے حلقوں کی فضیلت کا اور اس میں ہمیشہ ساتھ رہنے کے استحباب میں اور بلا عذر اس سے دور رہنے کی مخالفت میں بیان ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَاتَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْهُمْ (سورة الکهف: ۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں۔

خلاصہ کلام: اس آیت مبارکہ میں رب کی رضا مندی کے طلب گاروں کو نظر انداز کرنے سے منع کیا جارہا ہے۔ گویا کہ یہ حکم دیا جارہا ہے جو لوگ اگرچہ دنیاوی اعتبار سے صاحب حیثیت ہوں لیکن اپنے رب کی یاد سے غافل ہوں تو ایسے لوگوں کی طرف توجہ نہ کرو، بلکہ اپنے آپ کو اللہ پاک کی یاد میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے ساتھ مقید رکھیں۔

ذکر کی مجالس کے بارے میں فرشتوں کا اللہ سے مکالمہ

(۱۴۴۷) وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: أَنَّ لِلّٰهِ تَعَالیٰ مَلَائِکَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّکْرِ، فَأِذَا وَجَدُوْا قَوْماً یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالیٰ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَوْا: هَلُمُّوْا أِلیٰ حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ أِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ، مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ، وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ، فَیَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْکَ، فَیَقُوْلُ، کَیْفَ لَوْ رَأَوْنِیْ؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْکَ کَانُوْا أَشَدَّ لَکَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْداً وَأَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحاً، فَیَقُوْلُ فَمَاذَا یَسْأَلُوْنَ؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: یَسْأَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ قَالَ، یَقُوْلُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: لَا، وَاللّٰهِ مَا رَأَوْهَا، فَیَقُوْلُ، کَیْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا کَانُوْا أَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصاً، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَباً، وَأَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً قَالَ، فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ، قَالَ، فَیَقُوْلُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: لَا، وَاللّٰهِ مَا رَأَوْهَا، فَیَقُوْلُ، کَیْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، یَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْهَا کَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَاراً وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ، فَیَقُوْلُ: فَأُشْهِدُکُمْ أَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ، یَقُوْلُ مَلَکٌ مِّنَ الْمَلَائِکَةِ: فِیْهِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْهُمْ أِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقیٰ بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ. (متفق علیه)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَّ

لِلّٰهِ تَعَالیٰ مَلَائِکَةً سَیَّارَةً فُضلاً یَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّکْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِساً فِیْهِ ذِکْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضاً بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰی یَمْلَؤُوا مَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ السَّمَاءِ الدُّنْیَا، فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَی السَّمَاءِ فَیَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَکَ فِی الْاَرْضِ، یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ ، وَیُهَلِّلُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ، وَیَسْئَلُوْنَکَ قَالَ: وَمَا ذَا یَسْئَلُوْنِیْ؟ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَکَ جَنَّتَکَ ، قَالَ، وَهَلْ رَاَوْ جَنَّتِیْ؟ قَالُوْا: لَا، اَیْ رَبِّ! قَالَ، فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِیْ؟ قَالُوْا: وَیَسْتَجِیْرُوْنَکَ قَالَ: وَمِمَّ یَسْتَجِیْرُوْنِیْ؟ قَالُوْا: مِنْ نَارِکَ یَا رَبِّ! قَالَ، وَهَلْ رَاَوْا نَارِیْ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: قَالَ، فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِیْ؟ قَالُوْا: وَیَسْتَغْفِرُوْنَکَ؟ فَیَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَاَعْطَیْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ، فَیَقُوْلُوْنَ: رَبِّ فِیْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ ، اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ، فَیَقُوْلُ وَلَهُ غَفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقیٰ بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مختلف راستوں میں گھومتے رہتے ہیں اور اہل ذکر کی محافل کو تلاش کرتے ہیں، جب ایسی جماعت مل جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو بلا لیتے ہیں کہ ادھر اپنی حاجت کے لئے آؤ، پھر وہ (اکٹھے ہوکر) ذکر کرنے والوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور ان کی آسمان دنیا تک قطار لگ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ حالات سے پوری طرح باخبر ہوتے ہوئے بھی ان سے سوال کرتے ہیں کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ کی پاکی بیان کرتے تھے اور آپ کی تعریف کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بخدا انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو آپ کی خوب عبادت و بزرگی و تسبیح میں مشغول ہوتے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت کا سوال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! بخدا انہوں نے جنت نہیں دیکھی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس کی طرف اور بھی زیادہ رغبت کرتے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جہنم کی آگ سے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے جہنم دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ بخدا انہوں نے نہیں دیکھی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے، اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ اے فرشتو! میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اس جماعت میں فلاں آدمی جو ان میں سے نہیں تھا وہ کسی ضرورت سے آیا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ذکر کرنے والے ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ (بخاری)

مسلم کی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شان والے فرشتوں کی ایک جماعت زمین میں چلتی پھرتی رہتی ہے، وہ ذکر کی مجالس کو تلاش کرتے رہتے ہیں، جب کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں، پھر بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے درمیان کا اور آسمان دنیا تک درمیانی حصہ فرشتوں سے بھر جاتا ہے، جب مجلس ذکر ختم ہو جاتی ہے تو فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سب کچھ علم رکھنے کے باوجود ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں تیرے بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو **سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** پڑھ رہے تھے اور آپ سے دعاء مانگ رہے تھے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جنت کا، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ انہوں نے میری جنت کو دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہمارے رب! نہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ پھر فرشتے کہتے ہیں، وہ آپ سے پناہ بھی طلب کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ آپ کی دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تحقیق میں نے ان سب کو بخش دیا اور ان کے سوال کو پورا کر دیا اور میں نے ان کو اس چیز سے پناہ دی جس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے، فرشتے کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! اس میں فلاں ایک گناہ گار بندہ بھی تھا جو گزرتے ہوئے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا، یہ ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوگا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں ابن آدم کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے، جو لوگ اللہ پاک کا ذکر کرتے رہتے ہیں اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے ہر وقت اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں، ان پر اللہ پاک بھی فخر کرتے ہیں۔

فائدہ: جن خانقاہوں میں اللہ پاک کا ذکر کیا جاتا ہے، جو بزرگ حضرات ذکر سکھاتے ہیں یقیناً وہ بھی اس فضیلت میں شامل ہیں۔ یہ حضرات کوئی نئی چیز یا نیا کام نہیں سکھاتے بلکہ یہ وہی تصوف اور تزکیہ نفس ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو سکھایا تھا،

چنانچہ ارشاد ربانی ہے "ویز کیھم" یہ تصوف تزکیہ نفس ہی تو ہے کوئی اور چیز نہیں۔ جو حضرات تصوف اور تزکیہ نفس کو بدعت سمجھتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اور **لَا یَشْقیٰ بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ** ان کے ساتھ بیٹھنے والے محروم نہیں ہوتے یعنی ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔

لغات: یَطُوْفُوْنَ تفعیل سے گھومنا۔ **بِأَجْنِحَتِھِمْ جَنَاح** کی جمع بمعنی پَر۔ **سَیَّاحِیْن** گھومنے والے، سیاحت، سفر کرنے والے۔ **فَضْلاً** سے حفاظت کرنے والے فرشتے مراد ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، سنن الترمذی وابن حبان

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سکینہ کا نزول

(۱۴۴۸) **وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اَلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ. رواہ مسلم**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے نہیں بیٹھتی مگر یہ کہ فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پہ سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس میں ان لوگوں کو یاد فرماتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں بھی ذاکرین کی فضیلت اور ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت نازل ہونے کا بیان ہے۔ ذاکرین اور ذکر کی مجلسوں کو رحمت کے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ان کے اوپر سکینہ نازل ہوتی ہے۔ سکینہ ایک خاص قسم کی کیفیت کا نام ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سکینہ سے مراد رحمت خداوندی یا سکون قلب ہے اور سب سے بڑھ کر سعادت کی بات یہ ہے کہ ایسے ذاکرین کا تذکرہ خود اللہ پاک بھی کرتے ہیں۔

لغات: حَفَّتْهُمْ حَفَّ گھیر لینا۔ احاطہ کر لینا۔ **غَشِیَتْهُمْ غَشِیَ غَشْیاً** ڈھانپ لینا۔ **نَزَلَتْ نَزَلَ** بمعنی نازل ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والترمذی وابوداود۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دین کے کاموں میں حیاء نہیں کرنا چاہئے

(۱۴۴۹) وَعَنْ أَبِیْ وَاقِدِ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ اِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَوَقَفَا عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَایٰ فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِیْهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِباً فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ، أَمَّا أَحَدُهُمْ فَاَوٰیٓ اِلَی اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْیٰ فَاسْتَحْیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوواقد الحارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے دوسرے اور حضرات بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ تین آدمی آئے ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے آئے اور ایک واپس چلا گیا، یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ٹھہر گئے، ان میں سے ایک نے حاضرین کے حلقے میں کشادہ جگہ دیکھی تو اس میں وہ بیٹھ گئے، دوسرے مجمع کے آخر میں بیٹھ گئے، تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ جل وعلا کی طرف رجوع کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے ٹھکانہ عطا فرمایا: دوسرے نے شرم کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے حیاء کی اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ جل شانہٗ نے بھی اس سے اعراض کرلیا۔

تشریح: حدیث بالا میں مجالس ذکر کی فضیلت کا بیان ہے اور ذکر کرنے کی ترغیب ہے۔ **فَرَایٰ فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِیْهَا** ایک نے جگہ دیکھی وہیں بیٹھ گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس علم میں یا مجلس ذکر میں آگے بیٹھنے کی کوشش کی جائے۔ **وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ** دوسرے نے حیاء کی، پیچھے بیٹھ گیا اور لوگوں کو تکلیف نہ دی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو تکلیف اور تنگی میں نہیں ڈالنا چاہئے، اس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ **وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ** تیسرے نے بلا وجہ اعراض کیا اور مجلس ذکر کو چھوڑا تو اس کی مذمت اور انجام بد کا بیان ہے۔

لغات: **فُرْجَةٌ** بمعنی کشادگی، وسعت۔ **فَاسْتَحْیٰ** حیاء کرنا، شرم کرنا، حیاء ایک کیفیت کا نام ہے جو انسان کو برائی اور فحش کاموں سے روکتی ہے۔ **فَأَعْرَضَ** بمعنی اعراض کرنا، روگردانی کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العلم ومسلم فی السلام، باب من اتی مجلسا فوجد فرجة فجلس فیها

راوی حدیث: حضرت حارث بن عوف الواقدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بدر میں شریک ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے لیکن پہلا قول صحیح ہے، 86 میں وفات پائی، ان کی مرویات کی تعداد 24 ہے۔

اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرنے والوں کے ذریعے فخر کرنا

(۱۴۵۰) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ عَلىٰ حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ، قَالَ: آللّٰهُ مَا أَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا مَا أَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا اِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِنِّيْ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلىٰ حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلىٰ مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا، قَالَ: آللّٰهُ مَا أَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا أَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا اِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهٗ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: کہ تم یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ عرض کیا گیا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں، فرمایا، بخدا کیا تم صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو، عرض کیا، صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہیں، ارشاد فرمایا: میں نے تم کو اس لئے قسم نہیں دی کہ میں تمہیں جھوٹ سے متہم سمجھ رہا ہوں، کوئی شخص ایسا نہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اتنا قرب حاصل رہا ہو جو مجھے حاصل رہا اور پھر وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ سے کم حدیثیں بیان کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی (ایک مرتبہ) اپنے صحابہ کے ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا: تم یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ عرض کیا گیا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اس بات پر اس کا شکر ادا کرنے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی توفیق دی اور ہم پر احسان فرمایا: میں نے تم سے اس لئے قسم نہیں لی کہ مجھے تمہارے بارے میں کوئی شک تھا، بلکہ جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے فرشتوں پر فخر فرما رہے ہیں۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں بھی ذکر اور ذاکرین پر اللہ تعالیٰ کے فخر کرنے کا بیان ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کو قسم، حلف دینا بطور فخر علی العبادۃ ہے یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب فرشتوں سے اپنی امت کی ایسی عبادت کا سنا جس پر اللہ باری تعالیٰ بھی خوش ہو رہے ہیں تو انہیں قسم دی کہ یہ میرے امتی ہیں جن پر اللہ بھی خوش ہو رہے ہیں اور فخر کر رہے

ہیں، یہ اپنی امت سے محبت کی ایک جھلک ہے۔

فائدہ: علامہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجالس ذکر میں مسلمانوں کا جمع ہو کر ذکر کرنا رحمت خداوندی اور قرب ملائکہ کا ذریعہ ہے، البتہ وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو شریعت کے مطابق ہو۔

لغات: **أَسْتَحْلِفُكُمْ** قسم، حلف لینا، **حَلَفَ** قسم اٹھانا۔ **حَلْقَةِ** ذکر کا حلقہ، چند لوگوں کا اکٹھے ذکر کرنا۔ **نَحْمَدُهُ حَمِدَ** سے تعریف کرنا، **حَمَّدَ تَحْمِيْداً** بار بار تعریف کرنا، کثرت سے حمد بیان کرنا۔ **يُبَاهِيْ مُبَاهَاة** مفاعلہ، فخر کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والترمذی وابن حبان۔

راوی حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب الذکر عند الصباح والمساء

صبح اور شام ذکر کرنے کا بیان

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وخِیْفَۃً و دُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ (سورۃ الاعراف: ۲۰۵)

ترجمہ: ارشادخداوندی ہے: یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح وشام اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا۔ الآصَال جَمْعُ أَصِیْلٍ وَھُوَ مَا بَیْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِب.

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا (سورہ طٰہٰ: ۱۳۰)

ترجمہ: ارشادخداوندی ہے: اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ (سورہ غافر: ۵۵)

ترجمہ: ارشادخداوندی ہے: اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح وتحمید کرتے رہیے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: فِیْ بُیُوْتٍ أَذِنَ اللّٰہُ أَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ، رِجَالٌ لَا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ. (سورہ نور: ۳۶،۳۷)

ترجمہ: اللہ جل شانہٗ کا ارشاد گرامی ہے: وہ ایسے گھروں میں ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے، ان میں ایسے لوگ صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، جن کو اللہ کی یاد سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ فروخت۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ (سورہ ص: ۱۸)

ترجمہ: ارشادخداوندی ہے: ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ شام اور صبح تسبیح کیا کرے۔

خلاصۂ کلام: ان آیات مبارکہ میں صبح وشام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان ہے، جس میں اس امر کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کہ صبح وشام اللہ پاک کا ذکر کرنا مستحب ہے، ہمیں چاہئے کہ صبح وشام کو اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں گزاریں۔

(۱۴۵۱) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَمْ یَاْتِ أَحَدٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِہٖ اِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح وشام سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" پڑھے تو کوئی شخص قیامت میں اس سے افضل اعمال لیکر حاضر نہیں ہوگا مگر وہی شخص جس نے اس کے برابر یہ کلمات کہے یا اس سے زیادہ۔

تشریح: حدیث بالا سے ان کلمات کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے، بہر حال ان کلمات کا پڑھنا باعث فضیلت ہے، علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان کلمات کا صبح طلوع آفتاب سے پہلے اور شام غروب آفتاب سے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔

لغات: **یُصْبِحُ** بمعنی صبح کرنا۔ **یُمْسِیْ** بمعنی شام کرنا۔ **زَادَ** (ض) **زِیَادَۃً** زیادہ کرنا، زیادہ ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء وابو داود واحمد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زہریلی چیزوں سے حفاظت

(۱۴۵۲) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا لَقِیْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِی الْبَارِحَةَ قَالَ أَمَّا لَوْ قُلْتَ حِیْنَ أَمْسَیْتَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ . رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، پس عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے گزشتہ رات بچھو کے کاٹنے سے سخت تکلیف پہنچی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم شام کے وقت **أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ** میں پناہ چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کامل و مکمل کلمات کے ذریعے اس کی مخلوق کے شر سے، پڑھ لیتے تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا۔

تشریح: حدیث بالا میں ان کلمات کی فضیلت کا بیان ہے جو یہ کلمات پڑھے گا اس کو ہر قسم کی موذی اشیاء سے حفاظت حاصل ہو جائے گی۔ کلمات سے مراد عند البعض کلام اللہ ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے، بہر حال کلام اللہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے۔

علامہ قطب الدین فرماتے ہیں جو آدمی یہ کلمات پڑھتا ہے اس کے لئے 70 ہزار فرشتے دعاء کرتے ہیں اور اگر مرے گا تو اسے شہید کا درجہ یا ثواب ملے گا۔

لغات: عَقْرَب بمعنی بچھو۔ لَدَغَتْنِیْ لَدَغ (ف) ڈسنا۔ اَلْبَارِحَۃَ گزشتہ رات، بَرِحَ (س) زائل ہونا، مکمل، تام ہونا۔
لَمْ تَضُرُّکَ، ضَرٌّ، ضِرَاراً، نقصان دینا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء وسنن ابوداود والنسائی

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صبح وشام کی دعاء

(۱۴۵۳) وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ : "اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ وَاِذَا اَمْسیٰ قَالَ اَللّٰهُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ". **رواه ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: "**اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ**" اے اللہ! ہم نے آپ کے فضل واحسان کے ذریعے صبح کی اور آپ کے فضل واحسان کے ذریعے شام کی اور آپ کے فضل ہی سے ہم زندہ ہیں اور آپ کا نام لیکر ہی ہم مریں گے اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اور شام کے "**اَللّٰهُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ**" وقت پڑھتے تھے۔

تشریح: اسلام دین فطرت ہے اور اس میں ہر شعبہ ہائے زندگی میں آنے والے تمام مسائل کا حل ہے، مؤمن بندہ اپنی زندگی رب کا فرمانبردار بن کر گزارتا ہے اور ہر لمحہ اپنے رب سے اس کی مدد ونصرت اور عافیت کا سوال کرتا ہے، صبح کے سویروں اور رات کے اندھیروں میں اپنے رب سے ہی التجا کرتا ہے اور اس سے ہی عافیت اور خیریت کا سوال کرتا ہے۔
مذکورہ حدیث میں صبح وشام کے اوقات میں پڑھی جانے والی دعاؤں کا ذکر اور ان کی فضیلت کا بیان ہے۔

لغات: اَصْبَحَ بمعنی صبح کرنا۔ اَمْسیٰ بمعنی شام کرنا۔ اَلنُّشُوْرُ بمعنی اٹھنا، جمع ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب الادب وسنن الترمذی کتاب الدعوات

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نفس وشیطان سے پناہ مانگنا

(۱۴۵۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ أَقُوْلُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ: "قُلْ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ" قَالَ قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ". رواہ ابو داؤد والترمذی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ مجھے ایسے کلمات بتادیں جو میں صبح وشام پڑھا کروں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ پڑھا کرو: "قُلْ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ" قَالَ قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ" اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کے جاننے والے، ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی عبادت نہیں کے لائق نہیں، آپ ہی معبود برحق ہیں، میں آپ کے ذریعہ اپنے نفس اور شیطان کے شر اور اس کے ساتھ شرک میں مبتلا کرنے سے پناہ مانگتا ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! تم ان کلمات کو صبح اور شام اور جب بستر پر لیٹو تو پڑھ لیا کرو۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں صبح وشام کے وظائف کی فضیلت اور پڑھنے کی ترغیب ہے، ان وظائف کے پڑھنے سے آدمی وساوس اور شیطانی خیالات سے بھی محفوظ رہتا۔ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ سے مراد وہ شیطان ہے جو انسان پر مسلط ہوتا ہے۔

لغات: فَاطِرِ بمعنی بنانے والا، پیدا کرنے والا (ض،ن) سے آتا ہے فَطَرَ فَطْراً پیدا کرنا۔ مَلِيْكَهُ بمعنی مالک۔ الْغَيْبُ (ض) غَابَ، غَيْباً غُيُوْباً، غَيَاباً غائب ہونا۔ مَضْجَعَكَ بمعنی بستر، ضَجَعَ (ف،س) آتا ہے بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود فی الادب والترمذی فی الدعوات (باب مایقال فی الصباح والمساء)

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شام کی دعاء

(۱۴۵۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: إِذَا

أمسی قَالَ : " أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ ". قَالَ الرَّاوِيْ : أُرَاهُ قَالَ فِيْهِنَّ "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ أَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ ، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ"، وَ اِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضاً، أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب شام ہو جاتی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَه " ہم نے شام کی اور اس وقت بھی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے ان کلمات کے ساتھ یہ کلمات بھی پڑھے: "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ أَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ ، رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ" اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے میرے رب! میں آپ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس کے بعد ہے اور میں آپ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس کے بعد ہے، اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی تکلیف سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں دوزخ کی آگ سے اور قبر کی عذاب سے اور جب صبح ہوتی تو تب بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات پڑھتے اور اس میں (بجائے أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ کے) أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ پڑھتے۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ کلمات کا صبح وشام کو پڑھنے کا استحباب بتلایا جارہا ہے تاکہ رب العالمین کی ربوبیت اور اللہ عزوجل کی الوہیت وجلال ہر وقت مستحضر رہے، اللہ پاک سے خیر وعافیت کا سوال اور دنیا وآخرت میں نقصان پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کی درخواست ہے، (دعاء ہے) جس کی ہر وقت انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث مبارکہ میں سستی، کاہلی سے پناہ کی بھی دعاء ہے۔ علماء نے لکھا ہے عبادت میں جب سستی آتی ہے تو اس کے بعد وہ عبادت بھاری بن جاتی ہے، پھر آدمی اس عبادت کو الوداع کر دیتا ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ سستی، کاہلی ایک قسم کا زہر

ہے۔ سُوْءِ الْکِبَرِ ایسا بڑھاپا جس میں بندہ کوئی کام نہیں کر پاتا، اپنی ضروریات میں بھی لوگوں کا محتاج ہو جاتا ہے تو ایسی عمر میں لوگ بھی اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔

لغات: اَلْکَسَلِ، کسل (س) سستی کرنا، کاہل ہونا۔ اَلْکِبَرِ، کبر (س) عمر رسیدہ ہونا، ضعیف ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والترمذی وابن ابی شیبہ

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ہر چیز سے حفاظت

(۱۴۵۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجمَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "اقْرَأْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ. رواه ابوداوٗد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شام کرے اور جب صبح کرے تو **قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ** یہ تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ ہر چیز سے تم کو کافی ہوں گی۔

تشریح: ان تینوں سورتوں کو تین، تین مرتبہ پڑھنا بہتر ہے، ان سورتوں کے بہت زیادہ فضائل ہیں، مثلاً ایک روایت میں **قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ** سورۂ اخلاص کو ثلث قرآن کہا گیا ہے۔

تَكْفِيْكَ: مطلب یہ ہے کہ دیگر اذکار اور دعاؤں سے آپ کو کفایت کر دے گا اور ساتھ، ساتھ موذی اشیاء سے بھی حفاظت ہوگی۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ ان سورتوں کو پڑھ کر ہاتھوں پر دم کیا جائے اور ہاتھوں کو اپنے جسم پر بھی پھیرا جائے۔

نظر بد سے حفاظت اور ختم کرنے کے لئے سورہ کافرون، اخلاص، الفلق، الناس ان کو چار چار دفعہ اور اول وآخر میں تین تین مرتبہ درود پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکا جائے اور وہ ہاتھ بچے کے جسم پر پھیر لئے جائیں تو اس سے بھی نظر بد ختم ہو جاتی ہے، یہ مجرب عمل ہے۔

لغات: اَلْمُعَوِّذَتَيْنِ سے مراد سورہ الفلق، الناس ہے۔ تَكْفِيْكَ کفی، کِفَايَةً سے کافی ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود فی الادب والترمذی فی الدعوات (باب دعاء مایقال عند النوم) والنسائی

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبیلہ جہنی سے تھے اور مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے، ان سے صرف دو یا تین روایات منقول ہیں۔

تکالیف اور بیماریوں سے حفاظت

(۱۴۵۷) **وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ". رواہ ابوداؤد والترمذی**

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ ہر روز کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین بار یہ دعاء پڑھے، "**بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ**" شروع اس اللہ کے نام سے کہ جن کے نام کی برکت سے زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے، تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کے نام سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ذریعے سے ہی ہر چیز کی برائی سے بچا جا سکتا ہے، وہ کوئی جانور ہو یا انسان، جن ہو یا شیطان، اس لئے وہ ہر ایک کے احوال سے بھی واقف ہے اور ہر ایک کی فریاد سننے پر بھی قادر ہے، جو اس کی پناہ، امان میں آجاتا ہے کوئی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا الا یہ کہ اسی کی تقدیر اور مشیت ہو۔ بہرحال ان وظائف کا پڑھنا باعث فضیلت اور نقصان دہ اثرات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

فائدہ: علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں میں ہمیشہ یہ دعاء پڑھتا تھا لیکن ایک دن پڑھنا بھول گیا تو بچھونے کاٹ لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایرانی سفیر کے سامنے یہ دعاء پڑھ کر زہر کھائی تھی انہیں کچھ بھی نہیں ہوا تھا، ہمیں چاہئے کہ ہم بھی یہ دعائیں پڑھنا اپنا معمول بنائیں۔

لغات: **لَا يَضُرُّ ضَرَّ، ضَرًّا** (ن) نقصان دینا۔ **الْعَلِيْمُ عَلِمَ** (س) حقیقت معلوم کرنا، جاننا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود فی الادب والترمذی

راوی حدیث: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ ثالث اور داماد رسول تھے، ابتداء اسلام میں اسلام قبول کرنے والوں میں شامل ہیں، ان کی خلافت کا عرصہ 12 سال رہا۔

باب ما یقول عند النوم

سوتے وقت پڑھنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: أَنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لّاُولِى الْاَلْبَابِ، اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلىٰ جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (سورۃ آل عمران، ۹۰، ۱۹۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ارشاد گرامی ہے: بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے، جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی، لیٹتے بھی اور آسمان اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔

تشریح: یہ حقیقت ہے کہ آسمان اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے اختلاف میں، موسم حار و موسم بہار میں بہت ساری نشانیاں ہیں، جب ان چیزوں کو بقا نہیں تو اے انسان تجھے بقاء کیونکر ہوسکتی ہے، اہل فکر حضرات ان نشانیوں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

سونے کے وقت کی دعاء

(۱۴۵۸) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ وَأَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا اوىٰ اِلىٰ فِرَاشِهٖ قَالَ: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوْتُ". رواه البخاری

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر کی طرف ٹھکانہ پکڑتے تو فرماتے "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوْتُ" اے اللہ! میں آپ کا نام لے کر زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔

تشریح: حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو سوتے وقت بھی دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے، انسان ہر رات کو سوتا ہے اور

صبح کو بیدار ہوتا ہے، سونا ایک طرح کی موت ہے اور بیدار ہونا زندہ ہونا ہے، زندگی اور موت اللہ پاک کے اختیار میں ہے، اسی دعاء میں یہی تصور راسخ کیا گیا ہے، ہر رات انسان جب یہی تصور کرتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات ہر وقت تازہ رہتی ہے کہ یہ زندگی اللہ کی دی ہوئی ہے، میں اسی کی مشیت سے جی رہا ہوں، وہ جب چاہے گا میری زندگی کا چراغ گل کر دے گا، اس کے بعد یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ زندگی جب اس کی دی ہوئی ہے تو میں اپنی زندگی کو اللہ کی مشیت کے مطابق گزاروں، اس کی نافرمانی نہ کروں۔

لغات: آویٰ ٹھکانہ، قرار، امن پکڑنا۔ سآوی الیٰ جبلٍ (القرآن)۔ فِرَاشِہٖ بمعنی بستر، (ن،ض) بچھانا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، صحیح بخاری والنسائی

راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کا وظیفہ

(۱۴۵۹) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَالَ لَہٗ وَلِفَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا: إِذَا اَوَیْتُمَا اِلیٰ فِرَاشِکُمَا أَوْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَکُمَا فَکَبِّرَا ثَلَاثاً وَّثَلَاثِیْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثاً وَّثَلَاثِیْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثاً وَّثَلَاثِیْنَ . متفق علیه

وَفِیْ رِوَایَۃٍ : اَلتَّسْبِیْحُ أَرْبَعاً وَّثَلَاثِیْنَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ : اَلتَّکْبِیْرُ أَرْبَعاً وَّثَلَاثِیْنَ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: جب تم اپنے بستروں پر قرار پکڑو تو ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو۔ ایک روایت میں سبحان اللہ ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے اور ایک دوسری روایت میں اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں تسبیحات کی فضیلت اور ان کے پڑھنے کی ترغیب ہے، یہ وہی تسبیحات ہیں جو نماز کے بعد بھی پڑھی جاتی ہیں۔

تسبیحات کی تعداد کے بارے میں روایات میں تھوڑا بہت اختلاف ہے، کہیں پر تحمید، تسبیح اور تکبیر 33,33 مرتبہ پڑھنے کا معلوم ہوتا ہے تو کہیں تحمید، تسبیح 33,33 تو تکبیر 34 مرتبہ پڑھنے کا معلوم ہوتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ 33,33 تحمید اور تسبیح پڑھنی چاہئے اور 34 مرتبہ تکبیر پڑھنی چاہئے۔ بہر حال پانچ وقتی نماز کے بعد اور سوتے وقت ان تسبیحات کو معمول بنانا چاہئے۔

فائدہ: علماء فرماتے ہیں کہ ان تسبیحات کے پڑھنے سے تکلیف، تھکاوٹ اور پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔

لغات: آویتما، آویٰ ٹھکانہ لینا۔ مَضَاجِعَ جمع ہے مَضْجَعٌ کی بمعنی سونے کی جگہ، بستر۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی النفقات وفی الدعوات وصحیح مسلم فی الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتح خیبر، خلیفۃ المسلمین، داماد رسول ہے۔

سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا چاہیے

(۱۴۶۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اِذَا اَویٰ اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلْیَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ مَاخَلَفَهٗ عَلَیْهِ، ثُمَّ یَقُوْلُ: "بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ". متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بستر پر جائے تو بچھونے کو اپنی چادر کے کنارے سے جھاڑ لینا چاہئے اس لئے کہ اسے کیا معلوم ہے کہ اس کے بعد اس بستر پر کون آیا؟ پھر یہ دعاء پڑھے، "بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ" تیرے نام کے ساتھ اے رب! میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے نام کی برکت سے ہی اسے اٹھاؤں گا، اگر تو نے میری روح قبض کرنی ہے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو نے روح قبض نہیں کرنی تو اس کی اس طرح حفاظت فرما جیسے کہ اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ رات کو بستر پر لیٹنے سے پہلے چادر وغیرہ سے جھاڑ لینا چاہئے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں کوئی موذی چیز آ گئی ہو اور وہ نقصان نہ پہنچا دے، اس کے ساتھ ساتھ دعاء بھی پڑھ لے، تاکہ حفاظت بھی ہو جائے۔

اِنْ اَمْسَکْتَ جب آدمی سوتا ہے تو یہ سونا بھی ایک قسم کی عارضی موت ہے۔ **فَارْحَمْهَا** کا مطلب ہوگا یا اللہ اگر میری روح کو قبض کرلیں تو مجھے بخش دینا، اگر آپ دوبارہ زندگی عطا کریں تو نیکی اور اچھائی کی توفیق عطا فرمانا۔

لغات: فَلْیَنْفُضْ جھاڑنا، تلاش کرنا، (ن) جھاڑنا۔ خَلَفَهٗ (ن) بعد میں آنے والا، پیچھے آنے والا، خِلَافَةٌ سے جانشین،

نائب ہونا۔ وَضَعْتُ وَضَعَ رکھنا۔ عِبَادُکَ جمع ہے عَبْدٌ بندہ، غلام۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی الدعوات وصحیح مسلم والدعاءِ۔ والترمذی فی الدعوات

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ.

سونے سے پہلے اپنے بدن پر دم کرنا چاہیے

(۱۴۶۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ. متفق عليه

وَفِيْ رِوَايَةٍ لهما: أَنَّ النَّبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. متفق عليه. قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ "النَّفْثُ" نَفْخٌ لَطِيْفٌ بِلَا رِيْقٍ.

ترجمہ: حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑتے تو سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ النّاس پڑھتے اور اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور (پھر) دونوں ہاتھ اپنے بدن مبارک پر پھیر لیتے تھے (بخاری ومسلم)

تشریح: حدیث شریف میں معوذات پڑھنے کا ذکر ہے۔ معوذات سورۃ الاخلاص، الفلق اور الناس کو کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں پناہ کی درخواست کی جاتی ہے۔ بہرحال سوتے وقت ان سورتوں کو پڑھنا چاہیے تا کہ سنت پر بھی عمل ہو جائے اور دوسری طرف انسان کو اللہ کی پناہ بھی حاصل ہو جائے۔

فائدہ: معوذتین سورۃ الفلق اور الناس کو کہا جاتا ہے۔

لغات: نَفَثَ (ض ن) پھونک مارنا۔ مَسَحَ: بمعنی پھیر لینا۔ کفیه، کَفٌّ ہتھیلی، اس کی جمع کُفُوْف، کُفٌّ آتی ہے۔ رَأْسِهٖ، رأسٌ اس کی جمع رُؤُسٌ آتی ہے۔ وَجْهٌ چہرہ اس کی جمع وُجُوْہٌ. جَسَدَهٗ، جَسَدٌ مفرد اس کی جمع اجساد آتی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی الدعوات وصحیح مسلم فی السلام باب رقیۃ المریض بالمعوذات

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، طیبہ، جمیلہ، فاتقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

بستر پر لیٹنے کی دعاء

(۱۴۶۲) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ: "اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ" فَإِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جب بستر پر لیٹنا چاہو تو ایسا وضوء کرو جیسا کہ نماز کے لئے کرتے ہو، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور یہ دعاء پڑھو، "اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ" اے اللہ! میں نے اپنی ذات تیری طرف جھکا دی اور اپنا رخ تیری طرف سیدھا کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور میں نے اپنی ٹیک تیری طرف لگائی، تیری رحمت کی امید رکھتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے، تیرے سوا کوئی ٹھکانہ اور جائے پناہ نہیں، میں نے تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جو تو نے رسول بنا کر بھیجا۔ پس اگر یہ (کلمات پڑھ کر) تجھ پر موت آئی تو فطرت اسلام پر موت آئے گی اور تو ان کلمات کو سونے سے پہلے (بالکل) آخر میں پڑھا کر۔

تشریح: حدیث بالا میں ایک تو باوضو ہو کر اور دائیں کروٹ پر سونا مستحب معلوم ہوتا ہے۔ اس سے ثواب بھی ہوگا اور سنت بھی ادا ہوگی، دائیں کروٹ پر سونے کے بہت زیادہ فوائد ہیں، اس سے بے خوابی بھی نہیں ہوتی، ڈراؤنے خواب بھی نہیں آتے اور دل بیدار رہتا ہے۔ (جو مستقل دائیں کروٹ پر سوتا ہے تو اس کو دل کی بیماری بھی نہیں لگتی واللہ اعلم) اور بعد میں یہ مذکورہ کلمات دعا پڑھ کر سو جائے۔ ان کلمات میں یہی اظہار ہے کہ یا اللہ تمام معاملات آپ کے سپرد کرتا ہوں اور تمام امور میں آپ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔

فائدہ: بہتر یہ ہے کہ دعاء پڑھنے کے بعد کسی سے بات نہ کی جائے۔

لغات: اِضْطَجِعْ. بمعنی لیٹ جاؤ۔ شِقَّكَ، شِقٌّ کنارہ، جانب، طرف۔ أَلْجَأْتُ سپرد کرنا، حوالے کرنا۔ مَلْجَأً، جائے پناہ لَجَأً پناہ، امان لینا۔ أَرْسَلْتَ، أَرْسَلَ بمعنی بھیجنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم وصحیح بخاری

راوی حدیث: حضرت براء بن العازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سونے سے پہلے کی دعاء

(۱۴۶۳) وَعَنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم كَانَ إِذَا اوىٰ إِلىٰ فِرَاشِهٖ قَالَ "اَلحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَطعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَامُؤْوِيَ"، (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لئے جاتے تو فرماتے "اَلحَمدُلِلّٰهِ الَّذِىْ أَطعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَ انَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَامُؤْوِيَ" تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور ہماری کفایت فرمائی اور ٹھکانہ عطاء فرمایا، کتنے ہی لوگ ہیں جن کا کوئی کفایت کرنے والا اور ٹھکانہ دینے والا نہیں۔

تشریح: یعنی تمام حمد ہیں اس ذات عظیم کے لئے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور کفایت کی یعنی ہماری ضروریات کو اپنے غیب کے خزانوں سے پورا کیا۔ اور ہمیں ٹھکانا دیا بہت سارے حیوانات ہیں جن کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ہوتی یہ تو اس کی مہربانی ہے کہ اس نے رہنے سہنے کے لئے گھر دیا، وہی ہے لوگوں سے بچانے والا اور روزی دینے والا اور وہی ہے رہنے سہنے کی سہولتیں میسر کرنے والا، یہ اس کا فضل، کرم ہے کہ تمام سہولتیں مہیا کی۔

لغات: **أَطعَمَنَا** کھانا کھلایا، **طَعِمَ** سے کھانا کھانا۔ **سَقَانَا سَقاً، سَقْياً** پانی پلانا۔ **كَفَانَا كفىٰ، كفاية** کفایت کرنا، کافی ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء وسنن ابی داود فی الادب

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لیٹنے کا مسنون طریقہ

(۱۴۶۴) وَعَنْ حُذَيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنىٰ تَحتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ". رواہ الترمذی وقال حدیث حسن ورواہ ابو داود من روایۃ حفصۃ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنهَا وَفِيهِ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ کلمات پڑھتے: " **اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ** " اے اللہ! اس روز اپنے عذاب سے بچانا جس روز تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کو ہر وقت اللہ کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہئے، کسی بھی وقت اس سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے اور ایسے اعمال کرنے چاہئیں جس سے اللہ پاک خوش ہو جائے، تاکہ روز محشر عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔

فائدہ: یہ دعاء دن میں بھی پڑھ سکتے ہیں، البتہ رات کے وقت میں پڑھنا مسنون ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت بھی یہ دعاء پڑھی ہے۔

فائدہ: بشمول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعائیں امت کی تعلیم کے لئے پڑھتے تھے۔

لغات: **يَرْقُدُ** (ن) **رُقُوْداً** بمعنی سونا۔ **خَدِّهٖ** رخسار۔ **قِنِيْ** (ض) **وَقْيٌ، وَقَايَةٌ** سے بچانا۔ **تَبْعَثُ** (ف) بھیجنا، **بَعِثَ** (س) نیند سے بیدار ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی الدعوات وابی داود فی الادب

راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صاحب السران کا لقب تھا، کبار صحابہ میں سے ہیں۔

کتاب الدعوات

دعاؤں کا بیان

باب فضل الدعاء

دعاء کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ. (سورہ غافر: ۵۵)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اور تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست کو قبول کرلوں گا۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ. (سورۃ الاعراف: ۵۵)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: تم لوگ اپنے پروردگار سے دعاء کیا کرو تذلیل ظاہر کرکے بھی اور چپکے چپکے بھی، واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو حد سے نکل جاویں۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ، اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. (سورۃ البقرۃ: ۸۶)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں، منظور کرلیتا ہوں عرض درخواست کرنے والے کی، جب وہ میرے حضور درخواست کردے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ. (سورۃ النمل: ۶۲)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کردیتا ہے۔

تشریح: دعاء عبادت ہے بلکہ اس کی مغز اور روح ہے، دعاء صرف اللہ پاک سے ہی کرنی چاہئے، وہی تمام پکاروں اور دعاؤں کو سننے والا ہے، اس کی ذات ہی تمام حاجات وضروریات کو پورا کرنے والی ہے اور تمام مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات دینے والی، ہم دعاؤں کے محتاج ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ دعاء کرتے رہیں۔

دعاء کرنی چاہئے اور کرتے ہی رہنا چاہئے، ہمارا کام دعاء کرنا ہے قبول کرنا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا کام ہے، وہ دعائیں ضرور قبول کرتا ہے، بشرطیکہ ہماری دعائیں بھی تمام شرائط وآداب کے ساتھ ہوں، پھر یہ بھی کہ دعاء دل سے کی جائے اور مکمل توجہ کے ساتھ ہو، رٹہ یا الفاظ کی نقالی نہ ہو، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دعاء تو دل سے کی جاتی ہے زبان سے نہیں......... قبول تو ان کی بھی ہوتی ہے جن کی زبان ہی نہیں

فائدہ: دعاء کی قبولیت کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) جیسے دعاء کی ویسے ہی فوراً قبول ہوگئی۔

(۲) دعاء ابھی کی اور قبول کچھ عرصہ کے بعد ہوئی۔

(۳) دعاء کسی نعمت کے لئے کی اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آنے والی مصیبت کو اس کے بدلے ٹال دیا اور ختم کر دیا۔

(۴) دعاء دنیا کے کسی کام کے لئے کی اور اس کی قبولیت یعنی اس کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔

دعاء ہی عبادت ہے

(۱۴۶۵) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. رواه ابو داود

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعاء ہی عبادت ہے۔

تشریح: دعاء نام ہے اپنی عاجزی و بے چارگی کا اظہار کرنا، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے اپنی ناطاقتی، پستی، فروتنی اور ندامت کا اظہار کرنا ہے۔

دعاء عبادت کی اصل جڑ، بنیاد اور روح ہے، دعاء صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے لہٰذا صرف اس سے ہی کرنی چاہئے، کسی اور سے دعاء کرنا ناجائز ہے۔

لغات: **اَلدُّعَاءُ** بمعنی پکارنا، دعاء کرنا، **دَعَا، دَعْوَۃً دُعَاءً۔ اَلْعِبَادَۃُ عَبَدَ (ن) عِبَادَۃً، عُبُوْدَۃً** عبادت کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ والترمذی فی الدعوات (باب الدعاء مخ العبادۃ)

راوی حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے

(۱۴۶۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوىٰ ذٰلِكَ. رواه ابو داود باسنادٍ جيدٍ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند کرتے تھے اور اوروں کو چھوڑ

دیتے تھے۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جامع کلمات سے دعاء کیا کرتے تھے، جامع دعاء کا مطلب ہے الفاظ تھوڑے ہوں اور مفہوم بہت وسیع ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسنون الفاظ میں دعائیں کی جائیں، اس لئے کہ ایک تو وہ جامع دعائیں ہیں دوسری بات یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں تاثیر بھی ہے اور برکت بھی۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ (باب الدعاء) والطبرانی وابن حبان

راوی حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے یہ دعاء مانگتے تھے

(۱۴۶۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ". متفق عليه

وزاد مسلم في روايته قال: وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ بِدَعْوَةٍ بِهَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيْهِ.

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دعاء فرماتے تھے تو کسی بھی کلمات کے ساتھ دعاء مانگتے مگر ان کلمات کو اس میں ضرور شامل فرماتے تھے۔

تشریح: مذکورہ دعاء جامع مانع دعاء ہے، **"اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"** اے رب! دنیا میں بھلائی دے یعنی اعمال خیر کی توفیق دے، اس میں ترغیب ہے کہ دنیا میں صرف دنیا نہیں بلکہ بھلائی طلب کرنی چاہئے۔ مطلب یہ کہ دنیا بھی اس طرح دے کہ وہ ہمارے لئے بھلی ثابت ہو، دین ودنیا کا فائدہ ہو، سکون واطمینان کا ذریعہ ہو، نیکی اور خیر خواہی کرنے کا سبب ہو اور دنیا میں کی گئی نیکیوں کا صلہ آخرت میں جنت ہو اور ہمیں عذاب نار سے بچانا۔ حج وعمرہ کے دوران یہ دعاء کثرت سے پڑھنی چاہئے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔

خلاصہ کلام: اس دعاء میں دنیا کی ہر نعمت اور بھلائی کا سوال ہے اور آخرت کی تمام نعمتوں کا سوال اور ہر قسم کے عذاب سے حفاظت کی التجا ہے۔

لغات: **دُعَاء** بمعنی دعاء کرنا۔ **حَسَنَةً** (ک،ن) بمعنی حسین وخوبصورت ہونا اور باب افعال سے احسان کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الذکر والدعاء وایضاً صحیح مسلم

راوی حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ سے ہدایت مانگنی چاہیے

(۱۴۶۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ : " اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْهُدىٰ وَالتُّقىٰ وَالْعَفَافَ وَالْغِنىٰ" . رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء فرماتے تھے، " اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْهُدىٰ وَالتُّقىٰ وَالْعَفَافَ وَالْغِنىٰ"

اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، پرہیز گاری، پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

تشریح: حدیث بالا میں ہدایت کا سوال ہے، ہدایت بہت بڑی نعمت ہے، جس کو ہدایت مل گئی گویا کہ اس کو سب کچھ مل گیا، ہدایت سے محرومی گویا کہ تمام امور خیر سے محرومی ہے۔

ہدایت سے مراد خیر کی طرف رہنمائی اور خیر کی توفیق اور استقامت ہے۔تقویٰ، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے تمام اوامر کو بجالانا اور تمام منہیات سے رکنا یہ تقویٰ ہے اور مشتبہ امور سے بھی اجتناب کرنا ہے۔**عَفَاف** عفت، پاکدامنی، گناہوں سے بچنا ہے۔ **غِنىٰ** لوگوں سے بے نیاز ہو جانا اور ساری امیدیں صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے وابستہ کرنا یہ ہے، یہ دعاء بھی بڑی جامع دعاء ہے۔

لغات: **اَلْهُدىٰ ، هُدًى** (ض، افتعال) ہدایت پانا۔**التُّقىٰ ، اُتقى** بمعنی تقویٰ۔**اَلْعَفَافُ** (ض) پاکدامن ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء واحمد

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دنیا وآخرت کی بھلائیاں

(۱۴۶۹) وَعَنْ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ". رواہ مسلم

وَفِیْ رِوَایَۃٍ : لَہٗ عَنْ طَارِقٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ اَقُوْلُ حِیْنَ اَسْاَلُ رَبِّیْ فَقَالَ قُلْ : "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ فَاِنَّ ھٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَکَ دُنْیَاکَ وَآخِرَتَکَ.

ترجمہ: حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب کوئی شخص مسلمان ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے اسے نماز کی تعلیم دیتے پھر ان کلمات کے ساتھ دعاء کرنے کا حکم فرماتے، **"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ"**. اے اللہ! مجھ کو بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور عافیت بخش اور روزی عطا فرما۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

ایک دوسری روایت میں (انہی راوی) سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! جب ہم اللہ سے دعاء مانگنا چاہیں تو کیسے مانگیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح مانگو! **"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ"**. اے اللہ! مجھ کو بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے روزی عنایت فرما، پس یہ کلمات تمہارے لئے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیوں کو جمع کر دیں گے۔

تشریح: مذکورہ دعاء میں بھی بخشش، رحم وکرم، ہدایت عفو ودرگزر اور رزق حلال وطیب کی دعاء کی تعلیم ہے۔ یہ دعاء بھی جامع دعاء ہے، اس میں عافیت کا بھی سوال ہے، عافیت بہت بڑی نعمت ہے، انسان کو ہر وقت اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا چاہئے۔ رزق کا بھی سوال کرنا چاہئے۔ رزق میں وسعت اور فراخی یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

فائدہ: حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دعاء کرنا بھی سیکھتے تھے، دعاء کا سیکھنا اور سکھانا یہ بھی تعلیم کا حصہ ہے۔

خلاصہ کلام: اس حدیث میں دنیا وآخرت دونوں کی کامیابی، کامرانی اور خوشحالی کا تذکرہ ہے۔

لغات: عَافِنِیْ (ض) بمعنی عافیت۔ اِرْحَمْنِیْ (س) بمعنی رحم دل ہونا، رحم کرنا۔ تَجْمَعُ (جَمَعَ) (ف) جمع کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء (باب فضل الدعاء) واحمد وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

استقامت کے لئے دعاء

(۱۴۷۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : "اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلیٰ طَاعَتِکَ". رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلیٰ طَاعَتِکَ" اے اللہ! تو ہمارے دلوں کو طاعت کی طرف پھیر دے۔ رواہ مسلم

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء بڑی اہم ہے، اس میں نیکی پر استقامت کی دعاء ہے، انسان کا دل موج، مستی اور حوادثات کی زد میں رہتا ہے، یہ حالات اور حادثات اس کو اِدھر اُدھر پھیرتے رہتے ہیں، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی توفیق اور مدد ونصرت شامل حال نہ ہو تو بہت سے موقعوں پر انسان کا دل کج ہوسکتا ہے، اس لئے اس میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کی گئی ہے کہ دلوں کی کجی سے اور برائی کی طرف پھیرنے سے محفوظ فرما اور اس دل کو اپنی طرف پھیرے رکھ، دلوں کو پھیرنے کی ساری طاقت صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

لغات: مُصَرِّفَ (ض) پھرانا، ہٹانا، صَرِّفْ پھیرنا، گھمانا۔ قُلُوْب جمع ہے قَلْبٌ کی بمعنی دل۔ طَاعَتِکَ بمعنی اطاعت، فرمانبرداری، أَطَاعَ، أَطَاعَةً۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب القدر والنسائی واحمد

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے بھی پناہ مانگنا چاہئے

(۱۴۷۱) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ". متفق علیہ

وَفِیْ رِوَایَۃٍ : قَالَ سُفْیَانُ أَشُکُّ أَنِّیْ زِدْتُ وَاحِدَۃً مِّنْھَا.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ" مصیبت کی مشقت سے اور بدبختی کے آنے سے اور بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں جَهْدِ الْبَلَاءِ، دَرْکِ الشَّقَاءِ، سُوْءِ الْقَضَاءِ اور شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ سے پناہ مانگنے کی دعاء ہے۔

جَهْـدِ الْبَلَاءِ ایسی مشقت اور تکلیف جو انسان کے لئے نا قابل برداشت ہو اور وہ اسے ٹالنے پر بھی قادر نہ ہو وہ جَهْـدِ الْبَلَاءِ ہے، اس کی مختلف صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت قلت مال اور کثرت عیال بھی ہے۔

دَرْکِ الشَّقَاءِ شقاوت یہ سعادت کی ضد ہے یعنی بدبختی اور نقصان مراد ہے یعنی ہمیں نقصان اور بدبختی سے محفوظ فرما۔

سُوْءِ الْقَضَاءِ نقصان مراد ہے یعنی نقصان والے فیصلوں، کاموں سے محفوظ فرما۔

شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ دشمن کی خوشی کو کہتے ہیں یعنی ہمیں ایسے المناک حوادثات سے دوچار نہ فرما جن سے دشمن خوش ہو جائے۔

قَـالَ سُـفْيَـانُ أَشُکُّ سے سفیان کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ میں نے اس میں ایک چیز کا اضافہ کر دیا ہے یا نہیں وہ کونسا جملہ ہے؟ لیکن دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے وہ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ ہے۔

لغات: جُهْدِ بمعنی مشقت۔ الْبَلَاءِ بمعنی مصیبت۔ أَلدَّرْکِ بمعنی پانا، ادراک کرنا۔ سُوْءِ بمعنی برائی۔ أَلْـقَـضَاءِ بمعنی تقدیر، فیصلہ۔ شَمَاتَةِ بمعنی خوشی محسوس کرنا۔ الْأَعْدَاءِ جمع ہے عَدُوٌّ بمعنی دشمن۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب القدر و صحیح مسلم والنسائی واحمد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دین و دنیا کی درستگی کے لئے

(۱۴۷۲) وَعَنْـهُ رَضِـيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ". رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعاء فرماتے تھے، "اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ" اے اللہ! میرے اس دین کو درست فرما دیجئے جو میرے تمام معاملات کی پناہ گاہ ہے اور میری اس دنیا کو درست کر دیجئے جس میں میرا معاش اور زندگی

گزارنا لکھا ہے اور میری آخرت کو بھی درست فرمادیجئے جس کی طرف میرا لوٹ کر جانا ہے اور میری زندگی ہر نیک کام کرنے میں زیادہ کر اور موت کو میرے لئے ہر شر سے آرام کا سبب بنا۔

تشریح: حدیث بالا میں بھی مذکورہ دعاء بڑی جامع دعاء ہے، اس میں دین، دنیا اور آخرت کی بھلائی کی دعاء ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے ہر قسم کی بھلائی کی دعاء کرنی چاہئے، یہی عبادت ہے، یہ دعاء بھی جوامع الکلم میں سے ہے۔

لغات: عِصْمَةُ بچاؤ، ڈھال، حفاظت۔ مَعَاشِیُ معیشت، زندگی گزارنے کی جگہ۔ مَعَادِیُ لوٹنے کی جگہ، آخرت مراد ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والطبرانی فی الصغیر، ۱۲۸

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہدایت اور استقامت کی دعاء

(۱۴۷۳) **وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: قُلْ: "اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ".**

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْهُدیٰ وَالسَّدَادَ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعاء مانگا کرو، "**اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ**" اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور سیدھا رکھ۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے، "**اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْهُدیٰ وَالسَّدَادَ**" اے اللہ! آپ سے ہدایت اور استقامت کا سوال کرتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ دعاء بھی جامع دعاء ہے، کیونکہ اس میں ہدایت پر استقامت کی دعاء ہے اور اعمال کی درستگی کا بھی سوال ہے یعنی ہر درست طریقہ اور سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔
بعض حضرات نے اس کے معنی استقامت اور میانہ روی سے کئے ہیں۔
امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جس طرح پل صراط پہ چلنا مشکل ہوگا اسی طرح دنیا میں صراط مستقیم پر چلنا بھی مشکل ہے، اس لئے انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر چلنے کی دعاء کرنی چاہئے۔

لغات: اهْدِنِیْ، اَلْهُدیٰ، هُدیً، هِدَایَةً سے بمعنی ہدایت پانا، راہ راست پر ہونا، افعال سے راستہ دکھانا، رہبری کرنا۔

سَدِّدْنِیْ (ض،س) ٹھیک بات کرنا، تفعیل سے درست، ٹھیک ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والنسائی والبیہقی فی الدعوات

راوی حدیث: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دس چیزوں سے پناہ مانگتے تھے

(۱۴۷۴) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ". وَفِيْ رِوَايَةٍ: "وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعاء فرماتے تھے، "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" اے اللہ! بے شک میں تجھ سے عجز سے اور سستی سے اور بزدلی اور بہت زیادہ بڑھاپے اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اور ایک روایت میں "وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" کہ قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے بھی پناہ مانگنے کا ذکر ہے۔

تشریح: مذکورہ دعاء میں بھی ان امور سے بچنے کی دعاء ہے جو انسان کے لئے دین، دنیا اور آخرت کے حساب سے مضر ہیں **اَلْعَجْزِ** عاجز ہونا، یعنی آدمی خیر کے کام کرنے کی قدرت نہ رکھے۔ **اَلْكَسَلِ** بھلائی کے کام کرنے پر طبیعت تو آمادہ ہو مگر سستی کی وجہ سے نہ کر پاتا ہو۔ **اَلْجُبْنِ** بزدلی، یہ ضد ہے شجاعت یعنی بہادری کا۔ **اَلْهَرَمِ** ایسا بڑھاپا جو انسان کو ہر کام سے روک دے یا عمر کا وہ حصہ مراد ہے جس میں انسان تمام کاموں میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ **اَلْبُخْلِ** کنجوس، بخیل نہ خود نفع اٹھاتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ اٹھانے دیتا ہے، یہ تمام بیماریاں ہیں، ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور ہمیں بھی پناہ مانگنی چاہئے۔

لغات: **اَلْعَجْزُ** (س) عاجز، لاچار ہونا، کبھی بے وقوف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ **اَلْكَسَلُ** (ن) **كَسَلاً** سست ہونا، کاہل ہونا۔ **اَلْجُبْنُ** بمعنی بزدلی کے ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء، سنن الترمذی فی الدعوات وابی داود

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قعدہ اخیرہ کی وہ دعاء جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی

(۱۴۷۵) وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِي صَلَاتِي قَالَ : قُلْ : "اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيْراً وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ". رواه مسلم

وَفِي رِوَايَةٍ : وَفِي بَيْتِي، وَرُوِيَ ظُلْماً كَثِيْراً ، وَرُوِيَ كَبِيْراً بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ فَيَنْبَغِي أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَيُقَالُ: كَثِيْراً كَبِيْراً.

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے ایسی دعاء سکھا دیجئے جسے میں نماز میں مانگا کروں: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ کہا کرو: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيْراً وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ". اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں معاف کرنے والا نہیں، پس تو اپنی خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحمت نازل فرما، بے شک تو بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، وَفِي يعنی "صَلَاتِي" کی جگہ بَيْتِي اور "كَثِيْراً" کی جگہ "كَبِيْراً" ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ ان دونوں کو جمع کرلیا جائے اور "كَثِيْراً كَبِيْراً" ثاء اور باء دونوں کے ساتھ آتی ہے لہٰذا دونوں کو ملا کر پڑھنا چاہئے یعنی بہت زیادہ اور بڑے بڑے۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء بہت ہی جامع دعاء ہے، یہ دعاء بعد التشہد قبل السلام پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ علامہ ابن الدقیق بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس دعاء کو درود شریف کے بعد پڑھا جائے۔ علامہ کرمانیؒ بھی اس کے قائل ہیں۔

علاوہ ازیں دیگر اوقات کی دعاؤں میں بھی یہ دعاء پڑھی جاسکتی ہے۔ اس دعاء میں مغفرت، رحم، فضل وکرم کا سوال ہے۔

لغات: عَلِّمْنِي باب تفعیل سے سکھانا، (س) معلوم کرنا، جاننا۔ ظَلَمْتُ (ض) ظلم کرنا، افعال، اندھیرا ہونا۔ الذُّنُوْبَ جمع ہے ذَنْبٌ کی بمعنی گناہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات وصحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والترمذی

راوی حدیث: یارِ غار، خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام عبداللہ تھا، سب سے پہلے اسلام قبول کیا، سفر ہجرت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی رہے، قرآن پاک میں بھی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ہر قسم کے گناہوں کی معافی کے لئے دعاء

(۱۴۷۶) وَعَنْ أَبِي مُوسىٰ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ، "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي جِدِّي وَهَزْلِي وَخَطَئِي وَعَمَدِي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ". متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعاء فرماتے تھے، "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي جِدِّي وَهَزْلِي وَخَطَائِي وَعَمَدِي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" اے اللہ! میری خطاء میری جہالت اور معاملات میں حد سے تجاوز اور وہ گناہ جس کا آپ کو مجھ سے بھی زیادہ علم ہے معاف فرما۔ اے اللہ! جو بات میں نے قصداً کی دل لگی میں کی اور بھول چوک والے بھی اور غلطی سے کئے ہوئے بھی اور یہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں تو ان سب کو معاف فرما دے۔ اے اللہ! اگلے پچھلے، خفیہ اور اعلانیہ اور جن کا آپ کو مجھ سے زیادہ علم ہے سب کو بخش دے، تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام گناہوں کی معافی کے باجود بارگاہ الٰہی میں کس طرح اپنی کوتاہیوں کے لئے معافی کی درخواست کرتے تھے، اس میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے کہ ہم توبہ و استغفار سے غفلت نہ برتیں اور انتہائی عاجزی سے اپنے ہر قسم کے تمام گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی کی التجا کریں۔

جَهْلِي سے ایسے گناہ مراد ہیں جو نادانی میں ہوئے ہوں۔ **جِدِّي وَهَزْلِي** سے مراد وہ گناہ جو جانکاری یا مذاق میں ہوئے ہوں۔ بہر حال بندے کو ہمیشہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے ہر قسم کی گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ اپنی ندامت، عاجزی اور اپنے قصوروں کا اعتراف کرنا چاہئے۔

لغات: **جَهْلِي** (س) **جَهِلَ جَهْلاً** جاہل ہونا، نہ جاننا، باب تفعیل سے ہو تو بتکلف جاہل بننا۔ **خَطِيْئَتِي خَطَأً** (ض) غلطی کرنا، بھول چوک کرنا۔ **إِسْرَافِي** اسراف کرنا، تجاوز کرنا۔ **أَسْرَرْتُ سر** سے ہے بمعنی چھپ کر کے کرنا، مخفی گناہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات وصحیح مسلم واحمد

راوی حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گناہوں کے شر سے پناہ مانگنا

(۱۴۷۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ ، "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعاء میں یہ کلمات فرمایا کرتے تھے، "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ" اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس عمل کی برائی سے جو میں کر گزرا اور اس کی برائی سے بھی جو ابھی نہیں کیا۔

تشریح: مذکورہ دعاء بھی بڑی جامعیت کی دعاء ہے، کیونکہ اس میں ہر قسم کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے، بسا اوقات انسان اچھے اعمال کرتا ہے، لیکن اس میں ریاکاری یا عجب کا جذبہ شامل ہو جاتا ہے، جو اچھے سے اچھے نیک عمل کو بھی برباد کر دیتا ہے، اس میں اسی شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

فائدہ: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ چاہے انسان کتنا ہی بڑا نیک عمل کرے اس میں تکبر و عجب نہیں آنا چاہئے، بلکہ اس میں عاجزی و انکساری ہونی چاہئے اور ہر وقت اللہ پاک کا خوف ہو۔

لغات: شَرّ یہ اسم تفضیل ہے، ہمزہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے، بمعنی برائی کے ہے۔ عَمِلْتُ عَمَلاً (س) سے عمل کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء وکذا رواہ ابوداود والنسائی

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نعمت کے ختم ہونے سے پناہ مانگنا

(۱۴۷۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ".

رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دعاء کے یہ کلمات بھی

تھے، "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَ ةِ نِقْمَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ"

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے چھن جانے سے اور عافیت کی تبدیلی سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔

تشریح: یہ دعاء بھی بڑی جامع ہے، ہر انسان کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ان نعمتوں کا احساس انسان کو اس وقت ہوتا ہے جب وہ کسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے، آنکھ، کان، زبان، صحت، مال اولاد اس طرح کی بے شمار نعمتیں ہیں، دعاء کی جارہی ہے کہ یا اللہ جتنی بھی نعمتیں تو نے دی ہیں کسی سے محروم نہ کرنا۔ عافیت کا مطلب ہے انسان بیماری، غم وحزن اور مصیبتوں سے بچا رہے، اس عافیت سے پھر جانے کا مقصد یا محروم ہونے کا مطلب ہے انسان تکلیفوں اور آزمائشوں میں گر جائے، یہ تحول عافیت ہے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

فُجَاءَ ةِ نِقْمَتِکَ ناگہانی عذاب، اچانک موت سے پناہ مانگی جارہی ہے۔**وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ** ہر قسم کی سختی، ناراضگی سے پناہ مانگی جارہی ہے۔

لغات: زَوَالِ زَالَ زَوْلاً (ن) زائل ہونا، ختم ہونا، ہٹنا۔**تَحَوُّلِ** (ن)**حَوْلاً** ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا۔ تفعل سے ہو تو ایک چیز سے رخ پھیر کر دوسری طرف رخ کرنا۔**سَخِطَکَ** (س) غضبناک ہونا۔

تخریج حدیث: رواہ مسلم فی کتاب الرقاق وفی الدعاء

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تعوذ ودعاء

(۱۴۷۹) **وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ آتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا"۔ رواہ مسلم**

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ بھی دعاء فرماتے تھے، **"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ آتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا**

وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا" اے اللہ! لاچاری اور سستی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور بخل، بڑھاپے اور عذاب قبر سے بھی، اے اللہ! میرے نفس میں تقویٰ پیدا کرا اور اسے پاک کردے تو بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا کارساز اور اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں غیر نافع علم اور ایسے دل سے جس میں خشوع خضوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جس کا پیٹ نہ بھرتا ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ ہوتی ہو تجھ سے (ان سب کے بارے میں) پناہ چاہتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں عجز، کسل، بخل اور بوڑھاپے سے پناہ اور تزکیہ نفس، صبر قناعت اور دعاء مستجابہ کی دعاء ہے، جن چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے وہ نیکی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ هَــرَم سے مراد ایسا بڑھاپا ہے جس میں انسان ہر کام میں دوسرے کا محتاج بن کر رہ جاتا ہے۔ ایسے بڑھاپے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارذل العمر سے بھی پناہ مانگی ہے۔ یہ عمر کا وہ حصہ ہے جس میں انسان کے حواس معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔

عذاب قبر سے بھی پناہ مانگی ہے، یہ بھی ایک آزمائشی مرحلہ ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو عذاب قبر سے محفوظ فرمائے اور اس حدیث میں تقویٰ کا سوال ہے، تقویٰ مقبول اعمال کی بنیاد ہے، اگر تقویٰ کے چراغ سے دل کو روشن کیا جائے تو ایمان و اعمال کی حرارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ وَزَكَّاهَا سے تزکیہ نفس، تصوف مراد ہے۔

اور پھر آخر میں علم نافع، قلب خاشع اور نفس مطمئنہ و دعاء مستجابہ کا سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بھلائیاں عطا فرمائے اور ہر قسم کے شر سے حفاظت فرمائے۔

لغات: اَلْعِجْزُ (ض، ن) عاجز ہونا، قادر ہونا۔ کَسَل (س) کاہل ہونا، سست ہونا۔ اَلْهَرَمِ (س) بہت بوڑھا ہونا، یعنی عمر کا وہ حصہ مراد ہے جس میں انسان دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ لَا تَشْبَعُ (س) شَبِعَ سے شکم سیر ہونا۔ قَلْبٍ قَلْبٌ مفرد ہے اس کی جمع قُلُوْبٌ آتی ہے بمعنی دل۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ورواہ الترمذی

راوی حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام سیئات سے معافی کی درخواست

(۱۴۸۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ : "اَللّٰھُمَّ لَکَ أَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ أَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا أَنْتَ" . متفق علیہ

زَادَ بَعْضُ الرُّوَاۃِ : "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اَلَّا بِاللّٰہِ".

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے، "اَللّٰھُمَّ لَکَ أَسْلَمْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ أَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا أَنْتَ" اے اللہ! میں آپ کے لئے اسلام لایا ہوں اور آپ پر ایمان لایا اور آپ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور آپ ہی سے فیصلہ کراتا ہوں، آپ میرے اگلے پچھلے، چھپکے سے کئے ہوئے اور کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی گناہوں کو معاف فرمادیں، آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ معبود برحق ہیں، بعض روایات میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اَلَّا بِاللّٰہِ نہیں ہے کوئی مصیبت کو ٹالنے والا اور نیکی کی طاقت دینے والا آپ کے سواء۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ انسان ہر معاملے میں مکمل رجوع اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف کرے، اس کی رضاء اور اس کے حکموں کو سامنے رکھے اور اسی کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ دوستی دشمنی کا معاملہ رکھے، یعنی بندۂ خدا کا مکمل بھروسہ، توکل اس ذات اَحَد پر ہو اور تمام معاملات میں رجوع بھی اس ذات بے نیاز کی طرف ہو، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر مسلمان کو اس دعاء پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لغات: أَسْلَمْتُ (س) محفوظ رہنا، نجات پانا اور باب افعال سے أَسْلَمَ اسلام لانا، مسلمان ہونا، فرمانبردار ہونا۔ أَسْرَرْتُ بمعنی راز، بھید سِرٌّ مفرد اس کی جمع اسرار آتی ہے۔ أَعْلَنْتُ (ض، ن) ظاہر ہونا، واضح ہونا، افعال سے اعلان کرنا۔ خَاصَمْتُ خَاصَمَ سے بھی، جھگڑا کرنا، جھگڑا ہونا۔ أَنَبْتُ بمعنی رجوع کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی التہجد والدعوات وصحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مالداری اور فقر کے فتنہ سے پناہ مانگنا

(۱۴۸۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنیٰ وَالْفَقْرِ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعاء فرماتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنیٰ وَالْفَقْرِ" اے اللہ! میں آپ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں آگ کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے اور مالداری اور فقر کے شر سے۔

تشریح: حدیث بالا میں مالداری، تونگری کے شر اور تنگدستی فقر کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے، مالداری کا شر تو یہ ہے کہ انسان مال و دولت کی محبت و حرص میں اس طرح مبتلا ہو جائے کہ اس کے حصول میں حلال و حرام میں بھی تمیز نہ کرے یا اس میں تکبر، بخل، اسراف اور تبذیر کی عادت پڑ جائے تو یہ تونگری کا شر ہے۔

فقر کا شر، غربت کا شر یہ ہے کہ انسان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے مایوس ہو جائے یا اللہ رب العزۃ کی تقدیر پر ناراضگی کا اظہار کرے یا امانت و دیانت سے انحراف کرے یا فقر کی وجہ سے نعوذ باللہ کفریہ اقوال و اعمال کا مرتکب ہو جائے تو یہ فقر کا شر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقر سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے، ایک حدیث میں آتا ہے "**کاد الفقر ان یکون کفراً**" اللہ پاک ہم سب کو مالداری، تونگری کے شر سے اور فقر کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خلاصۂ کلام: حالت غنی میں اعتدال ہو اور حالت فقر میں صبر ہو۔

لغات: فِتْنَةِ بمعنی آزمائش اس کی جمع فِتَنَ آتی ہے۔ الْغِنیٰ غَنِّیٰ غِناً بمعنی مالدار ہونا، استفعال سے بے نیاز ہونا۔ الْفَقْرِ (ض، ن، ک) بمعنی مفلس ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود فی الصلوٰۃ باب الاستعاذۃ۔

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

برے اخلاق اور خواہش نفسانیہ سے پناہ مانگنا

(۱۴۸۲) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُّنْکَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَھْوَاءِ" . رواہ الترمذی

ترجمہ: حضرت زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُّنْکَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَھْوَاءِ" اے اللہ! میں برے اخلاق اور اعمال اور خواہشات سے پناہ چاہتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے پناہ مانگنے کی دعاء ہے، کیونکہ برائی چاہے اخلاق، اعمال اور خواہشات کی صورت میں ہو اس سے انسان کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتے ہیں، مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، جھوٹ، چغلی، تہمت اور حسد وغیرہ یہ تمام برائیاں اس میں ہیں جن سے معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور انسان کا ایمان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جب مذکورہ برائیوں سے بچنے کی استدعا کی جارہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اخلاق کریمہ اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی دعاء ہے۔

لغات: مُنْکَرَاتِ یہ جمع ہے مُنْکَرٌ کی بمعنی برائی چاہے قول کی صورت میں ہو یا فعل کی صورت میں۔ الْأَخْلَاقِ، خُلُقٌ بمعنی اخلاق، اچھی ادائیں۔ الْأَھْوَاءِ، ھَوَائٌ، ھَوِیٌ، ھَوِیَۃٌ خواہش کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی کتاب الدعوات ورواہ الحاکم وابن حبان فی صحیحہ

راوی حدیث: حضرت زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ، قبیلہ ثقیف سے تعلق تھا، کبار تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کی وفات 153ھ میں ہوئی ہے۔

اعضاء کے شر سے بچنے کے لئے ایک جامع دعاء

(۱۴۸۳) وَعَنْ شَکَلِ بْنِ الْحُمَیْدِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! عَلِّمْنِیْ دُعَاءً قَالَ : قُلْ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ". رواہ ابوداود والترمذی

ترجمہ: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی دعاء سکھائیے، تو فرمایا کہ یہ دعاء پڑھا کرو، "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ

شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ" اے اللہ! میں اپنے کان، آنکھ، زبان اور دل اور اپنی شرمگاہ کی برائی، شر سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

تشریح: حدیث پاک میں کان، آنکھ، زبان، دل اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کی تعلیم اور ترغیب دی جا رہی ہے اور ان کو غلط استعمال کرنے سے پناہ مانگی جا رہی ہے، کیونکہ ان کا غلط استعمال انسان کو عند اللہ مجرم بنا دیتا ہے، قیامت کے دن اس سے ان چیزوں کی باز پرس ہوگی۔

مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ کان کا شر جھوٹ، تہمت، غیبت، گانا بجانا، موسیقی وغیرہ کا سننا یا حق بات نہ سننا یہ بھی کان کا شر ہے۔

وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ نامحرم عورتوں کو دیکھنا، بدنظری وغیرہ کرنا یا دلائل قدرت کا مشاہدہ نہ کرنا یہ آنکھوں کا شر ہے۔

وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ جھوٹ بولنا، گالم گلوچ دینا، تہمت لگانا اور کسی کو برے القاب سے پکارنا یا حق بات نہ کہنا وغیرہ یہ زبان کا شر ہے۔

وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی محبت دل میں رکھنا یہ دل کا شر ہے۔

فائدہ: دل کی محبت سے مراد وہ محبت ہے جو ناجائز اور ممنوع ہے

وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ اس کا بامحاورہ معنی ہے اعضاء مستورہ، شرمگاہ کا شر یعنی ان کو ناجائز طریقہ سے غلط جگہ پر استعمال کرنا، بعض حضرات نے مَنِیِّیْ سے موت مراد لیا ہے، یعنی بری موت سے پناہ ہے۔

لغات: سَمْعِیْ بمعنی کان۔ بَصَرِیْ بمعنی آنکھ، نظر۔ قَلْبِیْ قَلْبٌ اس کی جمع قُلُوْب دل کو کہتے ہیں۔

مَنِیِّیْ بمعنی منی یا اعضاء مستورہ، شرمگاہ وغیرہ، بعض فرماتے ہیں اس سے مراد موت ہے۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود فی الصلوٰۃ (باب الاستعاذۃ) والنسائی

راوی حدیث: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفی تھے، حدیث بالا کے علاوہ اور کوئی روایت ان سے منقول نہیں ہے۔

بیماریوں سے پناہ چاہنا

(۱۴۸۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اَنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَیِّءِ الْأَسْقَامِ" . رواہ ابو داود باسنادٍ صحیح

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ اَنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَیِّءِ الْأَقْسَامِ" اے اللہ! میں برص اور جنون اور کوڑھ اور تمام بیماریوں سے تجھ

سے پناہ چاہتا ہوں۔

تشریح: حدیث بالا میں مختلف قسم کے امراض سے پناہ مانگنے کی تعلیم وترغیب دی گئی ہے۔ **اَلْبَرَصِ** برص ایک قسم کی بیماری ہے، جس سے انسان کے جسم پر سفید داغ ہوجاتے ہیں۔ **اَلْجُنُوْنِ** فتور عقل اور خلل دماغ کا نام ہے۔ **اَلْجُذَامِ** کوڑھ وغیرہ کی بیماری کو کہتے ہیں جس سے انسان کے اعضاء وغیرہ ناکارہ ہوجاتے ہیں یا اعضاء کٹنے لگتے ہیں۔ **وَسَیِّءِ الْاَسْقَامِ** ہر قسم کی مہلک، تکلیف دہ بیماریوں جیسے فالج، شکر، کینسر، لقوہ اور اندھاپن وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رکھے۔ آمین

لغات: **اَلْبَرَصِ** (س) بَرِصَ برص کی بیماری والا ہونا۔ **سَیِّءِ** بمعنی بری، **سَیِّئَۃٌ** برائی کو کہتے ہیں۔ **اَلْاَسْقَامِ** جمع ہے سقم کی بمعنی بیماری۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بھوک اور خیانت سے پناہ چاہنا

(۱۴۸۵) وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ". رواه ابو داود باسنادٍ صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء فرماتے تھے **"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ"** اے اللہ! میں بھوک سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بُرا ساتھی ہے اور خیانت سے بھی تجھ سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ بُری خصلت ہے (یعنی بدترین دوست ہے)

تشریح: **بِئْسَ الضَّجِیْعُ** بھوک سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بُرا ساتھی ہے یہاں بھوک سے مطلقاً بھوک مراد نہیں بلکہ وہ بھوک مذموم ہے جس سے انسان کا چین، سکون، بے چینی اور بے سکونی میں تبدیل ہوجائے اور عبادت ونیک کاموں میں سستی اور کاہلی پیدا ہوجائے۔ **فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ** اور اور خیانت سے بھی پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بُری خصلت ہے۔ خیانت بُری اور

نہایت ہی گندی عادت ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ "لا ایمان لمن لا امانة له" گویا کہ جہاں خیانت ہوتی ہے وہاں ایمان نہیں ہوتا، ایمان سے کامل ایمان مراد ہے۔

لغات: اَلْجُوْعِ (ن) جُوْعاً بمعنی بھوکا ہونا۔ اَلضَّجِیْعُ (ف) ضَجَعَ پہلو کے بل لیٹنا، ضَجِیْعٌ ساتھ لیٹنے والا۔ اَلْخِیَانَةِ (ن) خَانَ، خِیَانَةً خیانت کرنے والا۔ اَلْبِطَانَةِ (ف) پوشیدہ ہونا، (ن) داخل ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود فی الصلوٰۃ باب الاستعاذہ والنسائی وابن حبان

راوی حدیث: سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرض کی ادائیگی کی دعاء

(۱۴۸۶) **وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ مُكَاتَباً جَاءَهُ فَقَالَ اِنِّيْ عَجَزْتُ كِتَابَتِيْ فَأَعِنِّيْ قَالَ اَلاَ أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْناً أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلْ : " اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ " . رواه الترمذی**

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب آیا (غلام) اور کہنے لگا کہ میں بدل کتابت (یعنی وہ مال جو میرے آقا نے مجھے آزاد کرنے کے لئے میرے اوپر ذمہ کیا ہے) ادا کرنے سے عاجز ہو چکا ہوں، آپ میری مدد فرمائیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھادوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سکھائے تھے؟ اگر تم پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے تم کو سبکدوش فرمادیں گے، تو یہ دعاء پڑھا کرو" **اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ** " اے اللہ! اپنے حرام سے حلال کے ذریعہ میری کفایت فرما اور اپنے فضل کے ذریعے مجھے اپنے ماسوا سے مستغنی فرما۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں وارد شدہ دعا انسان کو قرض کی ادائیگی میں لوگوں سے بے نیاز کرنے کا ایک بہترین نسخہ ہے اور مجرب عمل ہے، یہ مکاتب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بدل کتابت کی معاونت کے لئے حاضر ہوئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو یہ دعاء سکھلائی اور فرمایا کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مانگو وہ تمہارے قرض کو ادا کردیں گے، چاہے قرض پہاڑ جتنا کیوں نہ ہو۔

فائدہ (۱): قرض ادا کرنے سے مراد، قرض کی ادائیگی کے اسباب مہیا کریں گے۔

فائدہ(۲): مکاتب وہ غلام ہوتا تھا جو اپنے مالک سے معاہدہ کر لیتا تھا کہ میں اتنی رقم ادا کردوں گا تو آزاد ہو جاؤں گا۔

لغات: کَلِمَاتٍ جمع ہے کَلِمَةٌ کی بمعنی کلمہ۔ جَبَلٍ اس کی جمع جِبَال آتی ہے، بمعنی پہاڑ۔ دَيْناً اس کی جمع دُيُوْنٌ آتی ہے، باب دَانَ دَيْناً سے بمعنی قرض کے۔ اُكْفِنِيْ سے بمعنی کافی ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب الدعوات والحاکم

راوی حدیث: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہدایت کی دعاء

(۱۴۸۷) **وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَّمَ أَبَاهُ حُصَيْناً كَلِمَتَيْنِ يَدْعُوْا بِهِمَا "اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَأَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ". رواه الترمذی**

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے والد حضرت حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعاء کے لئے یہ دو کلمات سکھائے **"اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَأَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ"** اے اللہ! میرے دل میں ہدایت کو ڈال دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ بھی جوامع الکلم میں سے ہے، کیونکہ اس میں ہدایت اور اس پر استقامت کا سوال ہے اور ہر قسم کے شر، معاصی وغیرہ سے حفاظت کا سوال ہے۔

فائدہ: ہدایت سے مراد اعمال خیر کی توفیق اور ہر موقعے پر راہ راست کی نشاندہی ہے اور نفس کی شرارت سے محفوظ رکھنے کا مطلب ہے نفسانی خواہشات سے بچنا جو دین و دنیا کی ہلاکت کا باعث ہے۔

لغات: اَلْهِمْنِيْ، اَلْهَمَ، اِلْهَاماً الہام کرنا، دل میں کسی بات کا ڈالنا۔ رُشْدِيْ بمعنی ہدایت (ن) رَشَدَ، رُشْداً ہدایت پانا اور مزید افعال سے اَرْشَدَ، اِرْشَاداً رہبری کرنا، رہنمائی کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب الدعوات واحمد والنسائی وابن حبان

راوی حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عافیت کے لئے دعاء

(۱۴۸۸) **وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ**

شَيْئاً أَسْأَلُهُ اللّٰهَ تَعَالىٰ قَالَ سَلُوْا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَمَكَثْتُ أَيَّاماً ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! عَلِّمْنِيْ شَيْئاً أَسْأَلُهُ اللّٰهَ تَعَالىٰ قَالَ لِيْ، يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ! سَلُوْا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ. رواہ الترمذی

ترجمہ: حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعاء بتلا دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو، میں چندروز کے بعد پھر حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعاء بتلا دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عباس ،اے اللہ کے رسول کا چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیاوآخرت کی عافیت مانگا کرو۔

تشریح: حدیث بالا میں عافیت کی دعاء ہے، عافیت میں دین ودنیا کی بھلائی کا سوال ہے، عافیت میں دین ودنیا کی سلامتی کا سوال ہے، ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، عافیت کہتے ہیں کہ آدمی ہر قسم کی بیماری اور مصیبت، تکلیف وپریشانی سے بچ جائے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ لفظ عافیت میں تمام ہی آفات ظاہری وباطنی سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

فائدہ: یہ دعاء سیکھنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور تین مرتبہ سوال کیا اور تینوں ہی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عافیت کا سوال کرنے کا فرمایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عافیت بہت بڑی چیز ہے۔

لغات: فَمَكَثْتُ (ن،ک) بمعنی ٹھہرنا، رکنا۔ عَمٌّ، عَمٌّ اس کی جمع أَعْمَام آتی ہے: بمعنی چچا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات واحمد

راوی حدیث: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا تھے، غزوہ فتح مکہ میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے، درمیان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے، غزوہ حنین میں شریک ہوئے، تقریباً 34ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

دین پر استقامت کے لئے دعاء

(۱۴۸۹) وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حُوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ ! مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ عِنْدَكِ ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهٖ "يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلىٰ دِيْنِكَ". رواہ الترمذی

ترجمہ: حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا، اے ام المؤمنین جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاں ہوتے تو کون سی دعاء زیادہ تر مانگا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دعاء کو اکثر مانگا کرتے تھے: **"یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ"** اے دلوں کو پلٹنے والے، میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء بڑی اہمیت کی حامل ہے، دین پر ثابت قدمی، اولوالعزم لوگوں کا کام ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توفیق خاص کے بغیر ممکن نہیں، زندگی میں بہت سے موڑ آتے ہیں کہ انسان دین کے معاملے میں تساہل، غفلت، لا پرواہی یا اعراض وانحراف کا شکار ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے یہ دعاء انتہائی ضروری ہے، یہ دعاء کرنی چاہئے، بلکہ ہر وقت اور ہر ایک کو کرتے ہی رہنی چاہئے۔

فائدہ: مذکورہ دعاء میں ایمان پر استقامت اور حسن خاتمہ کا سوال ہے۔

لغات: **مُقَلِّبَ** . **قَلَبَ** (ض) پلٹ دینا اور سَمِعَ سے بھی آتا ہے۔ **ثَبَّتْ** (ن) ٹھہرنا، وقار سے بیٹھنا، (ک) بہادر ہونا۔ **دِیْنِکَ دِیْنٌ** اس کی جمع **اَدیان** آتی ہے بمعنی مذہب وملت۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی الدعوات واحمد والنسائی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

راوی حدیث: حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، تابعی ہیں، نہایت متقی تھے، امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ان کی وفات **112** ھ میں ہوئی۔

حضرت داود علیہ السلام کی دعاء

(۱۴۹۰) وَعَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّکَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ أَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَأَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ". رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داود علیہ السلام یہ دعاء مانگا کرتے تھے: **"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّکَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ أَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَأَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ"** اے اللہ! آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی محبت کا

اور اس شخص جو آپ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچائے ، اے اللہ! اپنی محبت میری جان اور میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ پسندیدہ بنا دے۔

تشریح: أَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ اس حدیث میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت کی ترغیب کے علاوہ اہل اللہ اور اعمال صالحہ کی محبت کا بھی بیان ہے کیونکہ ان کے ذریعے بھی انسان کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس میں بندہ خدا، اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ آپ کی محبت مجھے میری ذات سے بھی زیادہ ہو جائے۔

وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو جائے، کیونکہ ٹھنڈا پانی انسان کو طبعاً زیادہ مرغوب طبع ہوتا ہے، خصوصاً گرمی کے موسم میں تو اور زیادہ۔

لغات: حُبٌّ (س،ک) محبوب ہونا۔ يُبَلِّغُنِيْ (ن) پہنچنا، (ک) بمعنی بلیغ ہونا اور مراد پہنچنا۔ اَلْبَارِدِ (ک،ن) بُرُوْدَة ٹھنڈا ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی کتاب الدعوات

راوی حدیث: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسم اعظم

(۱۴۹۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : اَلِظُّوْا بِيَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ . رواه الترمذی ورواه النسائی من روایة ربیعة بن عامر الصحابی ، قال الحاکم : حدیث صحیح الاسناد "اَلِظُّوْا" بِکسر الام وتشدید الظاء المعجمة ، معناه اَلزموا هٰذِهِ الدعوة واکثروا منها.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کثرت سے **يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ** پڑھا کرو۔ (ترمذی)

"اَلِظُّوْا" لام کے کسرہ ظاء معجمہ کی تشدید کے ساتھ یعنی اس دعاء کو لازم کرو اور کثرت کے ساتھ پڑھو۔

تشریح: مذکورہ الفاظ جامع الفاظ ہیں، مطلب یہ ہے کہ اپنی دعاؤں میں **يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ** کا کثرت سے ذکر کیا کرو، کیونکہ ان کلمات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ثنا اور اس کی صفات کمال کا بیان ہے۔

یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاَکْرَامِ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی جو تعریف کرتا ہے اللہ پاک اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور راضی ہو جاتے ہیں۔

اَلْاَکْرَام میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بخشش کی طرف اشارہ ہے۔

فائدہ: بعض علماء فرماتے ہیں کہ **یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاَکْرَامِ** اسم اعظم میں سے ہے۔

لغات: **جَلَالِ ، جَلَّ ، جَلَالًا** (ض) بڑے مرتبے والا ہونا۔ **اَلْاَکْرَامِ** افعال سے اور **کَرُمَ** سے نفیس ہونا اور تفعیل سے **کَرَّمَ** تعظیم کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات والحاکم

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیئس سالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کا خلاصہ

(۱۴۹۲) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِدُعَاءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا، قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا فَقَالَ: اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلیٰ مَا یَجْمَعُ ذٰلِکَ کُلَّهٗ؟ تَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ". رواہ الترمذی

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی دعائیں ارشاد فرمائیں، ہم اس کو کچھ یاد (محفوظ) نہ رکھ سکے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں ارشاد فرمائیں، ہم کو تو ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو ایسی دعا نہ بتاؤں جو سب کو جامع ہو؟ یوں دعا کرو: **"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"** اے اللہ! آپ سے ان تمام بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں جس کا آپ سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اور ان تمام چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی تھی اور تجھ ہی سے مدد لی جاتی

ہے اور آپ ہی کے پاس (فریاد) پہنچنے والی ہے اور برائی سے بچنا اور نیکی کی قوت دینے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء بہت ہی اہم اور جامع دعاء ہے، گویا کہ یہ دعاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام دعاؤں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، جن کو دعائیں یاد نہیں یا یاد نہیں ہوتی یہ دعاء ان کے لئے یقیناً جامع ہے۔

فائدہ: اس دعاء کا سب کو اہتمام کرنا چاہئے، اللہ رب العزۃ ہم سب کو اس کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

لغات: **نَحْفَظْ حَفِظَ** (س) **حِفْظاً**، حفاظت کرنا، یاد کرنا۔ **أَدُلُّكُمْ دَلَّ دَلَالَةً** رہنمائی کرنا، راستہ دکھانا۔ **أَسْئَلُكَ، سَئَلَ** سوال کرنا، مانگنا۔ **الْمُسْتَعَانُ** بمعنی جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی کتاب الدعوات وابن حبان وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام اصل نام صدی بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

ایک جامع دعاء

(۱۴۹۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ"۔ رواہ حاکم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعاء ہوتی تھی: **"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ"** اے اللہ! آپ سے آپ کی رحمت واجب کردینے والی اور آپ کی مغفرت کے لازم کرنے والی چیزوں کی توفیق کا سوال کرتا ہوں اور ہر گناہ سے سلامتی اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور جنت کے حصول اور دوزخ سے نجات مانگتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ دعاء میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ومغفرت واجب کرنے والے اعمال اختیار کرنے کی دعاء ہے۔

مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ اعمال صالحہ جن پر جنت واجب ہوجاتی ہے، ان پر توفیق اور استقامت کی دعاء ہے۔ **عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ** یعنی اپنے مغفور بندوں میں شامل فرما۔ **وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ** معاصی سے بچنے کی دعاء ہے کہ یا اللہ آپ ہی گناہوں سے بچا سکتے ہیں۔

لغات: **مُوْجِبَاتِ** واجب کرنا، (ض) **وَجَبَ، وُجُوْباً** واجب ہونا۔ **وَعَزَائِمَ** جمع ہے **عَزْم** کی بمعنی مضبوط ارادہ، **عَزَمَ**

عَزْماً وعَزِیْماً مضبوط، پختہ ارادہ کرنا۔ اَلْغَنِیْمَةَ اس کی جمع غَنَائِم ، غنیمت کو کہتے ہیں، غَنِمَ (س) غُنْماً، غَنِیْمَةً غنیمت حاصل کرنا۔ اَلْفَوْزَ (ن) فَازَ، فَوْزاً کامیاب ہونا۔

تخریج حدیث: رواہ الحاکم فی المستدرک

راوی حدیث: حضرت اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما

باب فضل الدعاء بظهر الغيب

پیٹھ پیچھے دعاء مانگنے کے اجر کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَالَّذِیْنَ جَاءُ وْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاُخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (سورہ حشر: ۱۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اوران لوگوں کا جوان کے بعد آئے جو دعاء کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورہ محمد: ۱۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اور اپنی خطاء کی معافی مانگتے رہئے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: اِخْبَاراً عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامَ: رَبَّنَا اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ. (ابراهیم: ۴۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی بات نقل کی ہے: اے اللہ ہمارے پروردگار! میری مغفرت کردیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مؤمنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن۔

خلاصہ کلام: ان تمام آیات مبارکہ میں پیٹھ پیچھے دوسروں کے لئے مغفرت کی دعاء کرنے کا بیان ہے، جس سے اس کی فضیلت واضح ہے، مزید وضاحت اور تشریح آنے والی احادیث مبارکہ میں آجائے گی۔

(۱۴۹۴) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: یَقُوْلُ " مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَکُ وَلَکَ بِمِثْلٍ". رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اپنے

(مسلمان) بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعاء کرتا ہے تو فرشتہ (جواب میں) کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی اس کے مثل حصہ ہو۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے ایک بات تو یہ واضح ہو رہی ہے کہ جو مسلمان دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعاء کرتا ہے تو اس کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کے حق میں فرشتے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس کو بھی وہ کچھ عطا کر جو یہ کسی دوسرے کے لئے تیری بارگاہ میں درخواست کرتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ پانچ دعاؤں کو قبولیت سے نوازا جاتا ہے، ان میں سے ایک غائب کی دعاء غائب کے لئے یعنی یہ دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

لغات: یَدْعُوْ دَعَا بمعنی دعاء کرنا۔ بِظَهْرِ ظَهَرَ اس کی جمع ظُهُوْر آتی ہے، بمعنی پیٹھ۔ اَلْغَيْبِ بمعنی عدم موجودگی، پیٹھ پیچھے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرشتہ کا آمین کہنا

(۱۴۹۵) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ: عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ: آمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان شخص کی اپنے بھائی کی پیٹھ پیچھے دعاء قبول ہوتی ہے، ایسے شخص کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہے کہ جب مسلمان اپنے بھائی کیلئے بھی دعاء کرتا ہے تو اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لئے بھی اسی قدر بھلائی۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ کی بھی وہی تشریح ہے جو سابقہ حدیث میں گزر چکی، یعنی جو مسلمان بھائی کی عدم موجودگی، پیٹھ پیچھے دعاء کرتا ہے تو اس کی دعاء جلد قبول ہو جاتی ہے اور فرشتے اس دعاء کرنے والے کے حق میں بھی اسی چیز کی سفارش کرتے ہیں جو اس نے دوسروں کے لئے مانگی ہے۔

پیٹھ پیچھے دعاء میں اخلاص بھی زیادہ ہوتا ہے اور ایسی دعاء ریاء وغیرہ سے بھی خالی ہوتی ہے، بہر حال پیٹھ پیچھے دعاء کرنی چاہیے اور اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے، بعض لوگ اس کو بدعت کہہ کر اس عظیم برکت و رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ أَسَفاً عَلَيْهِمْ

لغات: مُسْتَجَابَةٌ باب افتعال دعاء کا قبول کرنا اور (ن) جوباً طے کرنا، سفر کرنا۔ الْمُوَكَّلُ وکیل بنانا، (ض) وَكَلَ وَكْلاً حوالے کرنا، اعتماد کرنا، بھروسہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب فی مسائل من الدعاء

دعاء کے چند مسائل کا بیان

(۱۴۹۶) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ، جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ . (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ساتھ کوئی نیک برتاؤ کیا گیا اور پھر وہ بھلائی کرنے والے کو ''جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً'' (یعنی اللہ تعالیٰ تجھے اچھا بدلہ دے) کہے تو اس نے احسان کرنے والے کی خوب تعریف کی۔

تشریح: ویسے قاعدہ تو یہ ہے کہ احسان کے بدلے احسان ہو اور ہدیہ کے بدلے ہدیہ ہو، لیکن اگر کوئی احسان کے بدلے احسان نہ کر سکے تو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً کہنا چاہئے، جس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو تیرے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی تجھے اس کا احسن بدلہ عطا کرے اور یہ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اچھا بدلہ عطا کر سکتا ہے، اس دعائیہ جملے میں محسن کی کمال درجہ کی تعریف ہے اور کا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ یہی مطلب ہے۔

لغات: صُنِعَ (ف) بنانا۔ مَعْرُوْفٌ بمعنی اچھائی، نیکی۔ الثَّنَاءِ بمعنی تعریف۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المتشبع، وابن حبان

راوی حدیث: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبنی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ بے حد محبت تھی، باہر سے آنے والے مسافران کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا سمجھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں اور اپنی زندگی میں جو سب سے آخری لشکر جہاد کے لئے بھیجا تھا، جس میں کبار صحابہؓ بشمول حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے، لیکن امیر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

• اولاد اور مال کے لئے بددعاء

(۱۴۹۷) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : لَا تَدْعُوْا عَلىٰ أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلىٰ أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلىٰ أَمْوَالِكُمْ وَلَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيْهَا عَطَاءً

فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ . (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے اور اپنے مالوں کے لئے بددعاء نہ کیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایسی گھڑی ہو کہ جس میں اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے تو وہ تمہاری دعا قبول کرے۔

تشریح: ویسے تو اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ یہ ہے کہ خیر کے متعلق دعاء جلد قبول فرماتے ہیں اور شر کے متعلق تاخیر سے قبول فرماتے ہیں اور پھر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی فریاد کو سنتے ہیں اور دعاؤں کو قبول بھی فرماتے ہیں، لیکن بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں جن میں دعائیں زیادہ جلد قبول ہوتی ہیں، اس لئے انسان کو کسی بھی وقت اپنے، اپنے بچوں، بیوی، کاروبار وغیرہ کے لئے بد دعاء نہیں کرنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ وقت قبولیت کا ہو اور اس وقت کی کی گئی بددعاء جلد قبول ہو جائے اور بعد میں کف افسوس ملے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسان کو اپنے، اپنی اولاد، بیوی اور کاروبار، دوست، احباب، والدین وغیرہ کے لئے بددعاء نہیں کرنی چاہئے۔

لغات: وَلَا تَدْعُوْا دَعَا، يَدْعُوْا، دُعَاءً، سے بمعنی دعاء کرنا اور دعاء کے بعد اگر لفظ علیٰ آجائے تو یہ بددعاء کے معنی میں ہوتا ہے۔ وَلَا تُوَافِقُوْا وَفِقَ (ض) موافق پانا، اور مفاعلہ اور تفعیل سے بھی آتا ہے۔ سَاعَةٌ بمعنی گھڑی، وقت مراد ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الزہد و سنن ابی داود و ابن حبان

راوی حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سجدہ میں دعاء کرنے کا حکم

(۱۴۹۸) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: قَالَ أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ سجدہ میں اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا تم (سجدہ میں) زیادہ دعاء کرو۔

تشریح: حدیث بالا میں حالت سجدہ میں دعا کی ترغیب دی جارہی ہے کیونکہ حالت سجدہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کے سب سے

زیادہ قریب ہوتا ہے،اس لئے سجدہ کی حالت میں خوب جم کر کے دعاء کرنی چاہئے۔

فائدہ: علماء فرماتے ہیں کہ نفلی نماز میں حالت سجدہ دعائیں کی جائیں یا نماز کے علاوہ سجدہ میں گر کر دعائیں کرنی چاہئیں اور پھر یہ کہ دعاء عربی زبان میں ہوتو زیادہ بہتر ہے،فرض نماز میں حالت سجدہ میں دعاء نہیں کرنی چاہئے۔

لغات: أَقْرَبُ (ک) قریب ہونا،نزدیک ہونا۔ اَلْعَبْدُ اس کی جمع عِبَادٌ آتی ہے بمعنی بندہ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب مایقال فی الرکوع والسجود

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،کثرت روایات سے مشہور ہیں۔

مایوس ہوکر دعاء کرنا نہ چھوڑنا چاہئے

(۱۴۹۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يُعَجِلْ يَقُوْلُ : قَدْ دَعَوْتُ رَبِّيْ فَلَمْ يُسْتَجِبْ لِيْ. متفق عليه

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ ، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا الْأُسْتِعْجَالُ؟ قَالَ ، يَقُوْلُ : قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ ار يُسْتَجَبْ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص کی دعاء اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب کہ وہ جلد بازی نہ کرے، وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے دعاء مانگی مگر وہ قبول نہ ہوئی۔ متفق علیہ

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ بندے کی دعاء اس وقت قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے،عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: یہ کہے کہ میں نے فلاں دعاء مانگی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میری دعاء قبول نہیں ہوگی، پھر وہ تھک ہار کر بیٹھ جائے اور دعاء کرنا چھوڑ دے۔

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو جلد بازی نہیں کرنی چاہئے اور رحمت خداوندی سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیشہ دعاء کرتے رہنا چاہئے اور دعاء میں ہی انسان کا فائدہ ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جو بھی دعاء مانگی جائے وہ دعاء قبول کرتا ہے، پھر قبولیت دعاء کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) جیسے دعاء کی اور جو بھی دعاء کی، فوراً قبول ہوگئی اور جو چیز مانگی مل گئی۔
(۲) دعاء ابھی کی اور قبول کچھ عرصہ کے بعد ہوئی۔
(۳) دعاء کسی نعمت کے حصول کے لئے کی، لیکن اس نعمت کے بدلے آنے والی مصیبت دور ہوگئی، یہ بھی دعاء کی قبولیت کی صورت ہے، اس میں بھی انسان کے لئے بہتری ہوتی ہے اور مصلحت ہوتی ہے جو بسا اوقات ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے۔
(۴) دعاء دنیا کے لئے کی اور اس کا بدلہ انسان کو آخرت میں ملے گا، یہ بھی دعاء کی قبولیت کی ایک صورت ہے، چنانچہ میدان محشر میں جن لوگوں کو ان کی دعاؤں کا جب بدلہ دیا جائے گا تو وہاں بہت سارے لوگ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری ایک بھی دعاء قبول نہ ہوتی اور آج ہمیں ان کا بدلہ دیا جاتا۔

لغات: **يُعَجِّلُ عَجَّلَ تَعْجِيْلاً** سے جلدی کرنا۔ **اَلْاِسْتِعْجَالُ** بمعنی جلدی کرنا۔ **قَطِيْعَةِ رَحِمٍ** رشتہ داروں سے قطع تعلقات کی دعاء کرنا۔ **اُسْتَحْسَرَ** (س، استفعال) تھکنا، حسرت کرنا، افسوس کرنا۔ **يَدَعُ** (ف) چھوڑنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات وامام مالک والترمذی وابوداود

راوی حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبولیت دعاء کے اوقات

(۱۵۰۰) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: اَىُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَاتِ. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس وقت کی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے؟ فرمایا کہ رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے کہ **جَوْفُ اللَّيْلِ** اور **صَلٰوةُ الْمَكْتُوْبَة** کے بعد کی دعائیں زیادہ جلد قبول ہوتی ہیں اور ان اوقات میں دعاء کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔

جَوْفُ اللَّيْلِ سے مراد رات کا آخری حصہ ہے جو صبح صادق سے پہلے پہلے ہو، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کا آخری تہائی حصہ **جَوْفُ اللَّيْلِ** ہے، کیونکہ **جَوْفُ اللَّيْلِ** کے وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں، اس کی رحمت عام ہو جاتی ہے، اس کے اس وقت میں خصوصیت کے ساتھ دعاء کرنی چاہئے۔

وَدُبُرَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَاتِ دعاؤں کی قبولیت کا دوسرا وقت فرض نمازوں کے بعد کا ہے، پھر بعض حضرات تشہد کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے کا وقت مراد لیتے ہیں، لیکن اکثر حضرات سلام پھیرنے کے بعد کا وقت مراد لیتے ہیں اور یہی قول راجح ہے۔

فائدہ: بعد السلام اجتماعی دعاء کو لازم، فرض یا واجب سمجھنا تو درست نہیں ہے لیکن آداب دعاء کا تقاضہ یہ ہے کہ دعاء ہاتھ اٹھا کر اجتماعی صورت میں کرنی چاہئے کیونکہ جتنے زیادہ لوگ ہوں گے اور جتنا زیادہ خشوع وخضوع ہوگا وہ اتنی ہی قبولیت کے قریب ہوگی۔

لغات: جَوْف بمعنی پیٹ، گہرائی اور خالی ہونا۔ اَللَّيْل اس کی جمع لَيَالِی بمعنی رات۔ دُبُرٌ بمعنی پچھلا حصہ۔ اَلْمَكْتُوبَات جمع مَكْتُوبَةٌ کی بمعنی فرض نماز۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات والحاکم

راوی حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام صدی بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

دعاء کی قبولیت کا مطلب

(۱۵۰۱) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُ اللّٰهَ تَعَالٰی بِدَعْوَةٍ أَلَّا آتَاهُ اللّٰهُ أَيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَذًا نُكْثِرُ، قَالَ: أَللّٰهُ أَكْثَرُ. رواه الترمذی وقال حديث حسن صحيح ورواه الحاكم من رواية أبی سعيدٍ وزاد فيه "أَوْ يُدَّخَرُ لَهُ مِّنَ الْأَجْرِ مِثْلَهَا"

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ زمین پر جو مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہے پس یا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مطلوب چیز دے دیتے ہیں یا اس جیسی کوئی تکلیف دور کر دیتے ہیں جب تک گناہ کی دعاء نہ کرے یا قطع رحمی نہ کرے۔ ایک آدمی کہنے لگا اب تو ہم خوب کثرت سے دعاء مانگیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بھی بہت زیادہ قبول کرنے والا ہے۔ ایک روایت میں یہ زائد ہے کہ اس کے لئے اس کے مثل اجر ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ دعاء کرنی چاہئے اور کرتے رہنا چاہئے، کیونکہ مسلمان کی دعاء ہمیشہ قبول کی جاتی ہے، البتہ قبولیت کی مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) دعاء فوراً قبول ہوگئی جو مانگا وہی ملا۔ (۲) دعاء کے بدلے آنے والی

مصیبت، مشکل ختم ہوگئی۔ (۳) دعاء ابھی کی اور اس کی قبولیت کی صورت کچھ عرصہ بعد ظاہر ہوئی۔

(۴) دعاء دنیا میں کی اور اس کی قبولیت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت نے آخرت کے لئے بینک بیلنس بنادیا اور اس کا صلہ آخرت میں ملے گا، یہ بھی دعاء کی قبولیت کی ایک صورت ہے۔

فائدہ: انسان کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہوئے کوئی حجاب نہیں کرنا چاہیے، خوب مانگے اور بار بار مانگے، کیونکہ اس کے خزانوں کی تو کوئی حد اور انتہاء ہی نہیں ہے۔

(۲) حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ گناہ، قطع رحمی وغیرہ کی دعاء نہیں کرنی چاہئے۔

أَذًا نُكْثِرُ کیا جذبہ ہے عمل کا؟ جیسے کوئی نصیحت یا کوئی اہم بات سنی فوراً عمل کا جذبہ پیدا ہوا۔

لغات: **بِدَعْوَةٍ** بمعنی دعاء۔ **صَرَفَ** (ض) پھرنا اور تفعیل سے پھیرانا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی والحاکم

راوی حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور انصاری صحابی ہیں۔

(۱۵۰۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: عِنْدَ الْكَرْبِ: " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمُ ". متفق عليه

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تکلیف اور بے چینی کے وقت یہ دعاء کرتے تھے: **" لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمُ "** نہیں ہے کوئی معبود سوائے عظمت والے اور بردبار اللہ کے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس اللہ کے جو رب ہے عظیم عرش کا، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا اور عرش کریم کا مالک ہے۔

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہی ہے کہ ابتلاء وآزمائش کے وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر، اس کی توحید وعظمت کے تصور اور ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد اسی پر اعتماد وتوکل کے اظہار سے انسان کو بڑا حوصلہ ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے، کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں، اس کے علاوہ کسی

کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

فائدہ: لفظ **حَلِیْمُ** اور **کَرِیْمُ** یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نافرمانی اور گناہ کرنے کی صورت میں جلدی غصہ نہیں کرتے، جلدی میں انتقام نہیں لیتے بلکہ وہ بردبار ہیں کہ انسان کی غلطیوں کا جلدی مواخذہ نہیں کرتے اور **کَرِیْمُ** کا مقصد یہ ہے کہ جو اس کی طرف توبہ، استغفار اور حاجات کے وقت رجوع کرے تو اسے معاف کرتے ہیں اور توبہ قبول فرماتے ہیں جو حاجات کا سوال کرے اسے پورا فرماتے ہیں۔

فائدہ: مصیبت، مشکلات کے وقت اس دعاء کا پڑھنا مجرب ہے۔

لغات: اَلْکَرْبِ غم، پریشانی، (ن) سخت غم ہونا، پریشان ہونا۔ **اَلْحَلِیْمُ** بمعنی بردبار، جلدی میں مواخذہ نہ کرنے والا۔ **اَلْکَرِیْمُ** بمعنی مہربان ہونا، فیاض ہونا۔

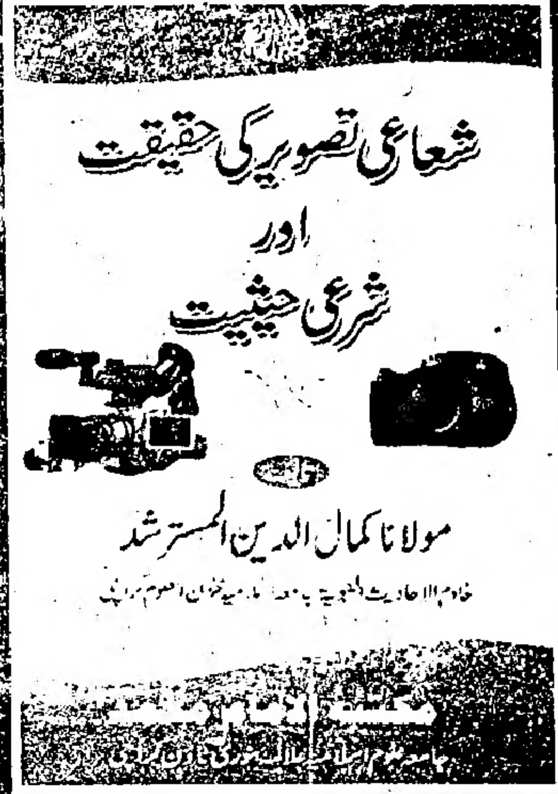
تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات وصحیح مسلم کتاب الذکر

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضانا

تمت بعون الله تعالىٰ وتوفيقه

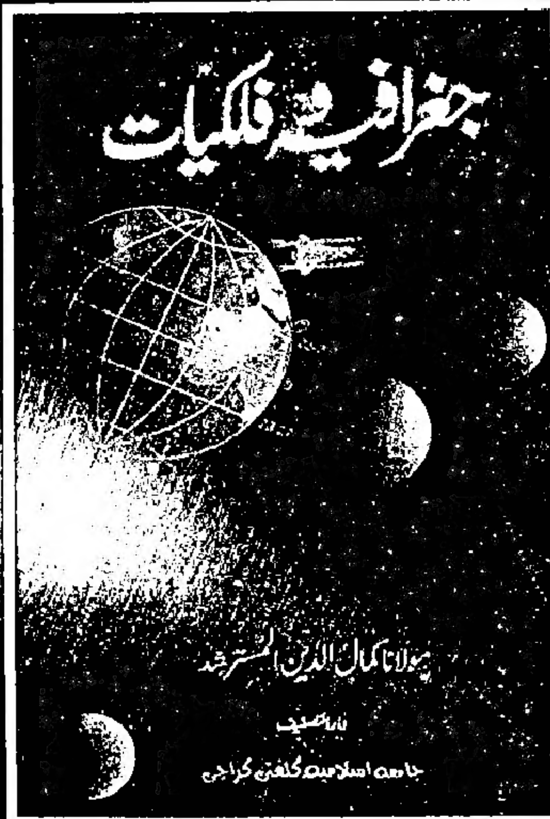
اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ احقر کا اور اس کی اولاد کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت اور آپ کی حوض کوثر پر حاضری اور اس کا پانی پینا نصیب فرمائے۔ آمین

ہماری دیگر تصانیف









دار التصنیف جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

مُعِینُ الطَّالِبِین
عَلٰی رِیَاضِ الصَّالِحِین

درجہ رابعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

تالیف

مولانا علی محمد قاسمی

خریج
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی
استاد: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی